

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی

JUNE  
2015

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

ماڈل: منال

پاک سوسائٹی

فون: 0300-0000000





اگر آپ کے ذہن کی دھند اور سناٹے نے الجھی ہے اور آپ کو ایسا خیال ہو گیا کہ خدا ان کے دو جہات جہد کرے، ان کی کواحقین کو مہر قبول نہ ملے گا کرے۔ تمام کارکنوں کو انفر دھان کے لیے مایہ سفر تفر کریں۔

فہرست

1. جولائی 2015ء کے لیے کیا خاص پلاننگ کی جاتی ہے؟ 2. مہینہ 4 خدایا لاتی ہے، کن 3، 4، 5، 6، 7، 8، 9، 10، 11، 12، 13، 14، 15، 16، 17، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 83

ردیف پنجم 6 آبان 1395

## غصے پر قابو پانا

پیارو محبت خوشی دہشتا غصہ دہشتا غیبت  
 غضب یہ تمام جذبات انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ  
 ہیں۔ ان کا مناسب اظہار ہی انسان کو ایک کامیاب  
 شخص بناتا ہے۔ یعنی معاشرے میں وہی شخص صاحب  
 ہوگا جو کہلاتا ہے جو اسے جذبات کا مناسب موقع پر اور  
 درجہ میں ظاہر کرے۔ ان جذبات کا مناسب  
 اظہار ہی انسان کی عقل کو ترقی کی طور پر معلق کرتا  
 ہے۔ بلکہ اس کے جہاں بھی عقل کو رہا ہے۔ "غضب"  
 انسان کو ہے تو اگر کسی نے اپنے انسانییت سے باہر

کہتا ہے یہ دو ٹوکس ہائیں جو انی مسک سے کوس  
سے مطلوب ہو کر انسان دو کو کر رہتا ہے، مجھے عام  
حالات میں کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا، مجھے ک  
میرا سب اکابر ایک منزلہ اور میرے کام کو کرنے کی  
طرح ہے، ان تمام لوگوں سے غصہ نہ کرنا چاہتا ہے کہ  
جانتا ہے کہ مجھے کبھی اور اوصاف سے اور اختیارات  
پہنائی ہے۔

خفیہ کی طاری ہونے لگی۔ کچھ عرصے کے بعد ایک بار مارا گیا۔ میں ایسے بیان کر گیا تھا کہ مجھے پتہ نہیں کہ اس کی آنکھیں اس اہل اور کس بھول جاتی ہیں۔ انھیں کھل کر اپنے خفیہ کا احساس ہوا۔ اسے جانے کہ وہ انھیں کھلے کر جانے۔" (جاسع خدیجی)

میں نے یہ کام کیا، اس لیے اس کا غضب بھی ختم  
وہ ناشتہ سے کام لیتا، اس لیے اس کا غضب بھی ختم

بادِ جودِ قدرت کے انعام نہ لینا اور لوگوں کو سہاف  
 کر دینا، متفقین کی صفات میں سے ہے اور سلا و پائی  
 ہے۔ "و اپنے فیض کو دبا لیتے ہیں لوگوں کے حضور  
 سہاف کر دیتے ہیں اور اللہ تک اعمال کرنے والوں کو  
 دوست رکھتا ہے۔" (سورۃ آل عمران) ایک موقع پر  
 ارشاد فرمایا گیا: "اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ  
 سہاف کر دیتے ہیں۔" (سورۃ بقرہ)

آج تک نہ کرو گی حیرت و شگفتہ اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الغفران من علیہ السلام نے اپنے مخالف سے عرض کیا۔ اے میرے رب! آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں سے کون سب سے چار ہے؟ فرمایا: دو جو انسانی کاروائی کی قدرت نہ کھینے کے باوجود صاف کر دے۔“ (مشکوٰۃ: ۱)

سرور عالم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اخلاق و محسن معاشرت کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی سے بے شمار ایسے اخلاق و اہانت ہیں کہ جب آپ ﷺ نے اختیار و زندگی کے باوجود محمود و کر کے کام لیا۔ واقعہ مخالف ہو یا مسلح حدیبیہ فتح مکہ ہو یا جہان بے جہاں آپ ﷺ نے ہر یک مقامی اخلاقیات کا مظاہرہ فرمایا۔ غرض سے عرض رہا ہے کہ مخالفہ کسی اشتعال انگیز رو بہ اعضا نہیں فرمایا۔

رحمت عالم علیہ السلام ایک یہودی کے مفروض تھے۔ وہ یہودی طے سحر حضرت سے چند روز قبل ہی تھامنا کرنے آیا تھا۔ اس نے نہایت بد مزاجی اور غیر شائستگی سے یہودی کے چادر کو پھینکی کہ: "مخلص سے شک کی کروں گا۔" اس کا رخ ہوئی اور اس کا صحیح کج رحمت غصے کے لیے



# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ علامہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم غاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیمو اہل لبک
- ✧ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر ویو
- ✧ ہر ای بک کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود ڈاؤن لوڈ کی چیکنگ اور ایجنس پر فٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ✧ ہر کتاب کا لگ بھگ
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لبک ڈیڈ نہیں
- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے
- ✧ کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
- ✧ سائزوں میں ایپلوڈنگ
- ✧ ہر کتاب کی کوالٹی بہترین
- ✧ صبران سیریز از منظر تعلیم اور
- ✧ ایجنسی کی مکمل رینج
- ✧ ایڈفرنی نفس، نفس کو پیسے کمانے
- ✧ کے لئے شریک نہیں کیا جائے

We Are Antri Waiting WabSim

راحدوب سائٹ جہاں ہر کتاب ضرورت سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے

➔ ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➔ ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤن لوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook [fb.com/paksociety1](https://www.facebook.com/paksociety1)



[www.facebook.com/paksociety1](https://www.facebook.com/paksociety1)

جنہیں غصہ دیر میں آتا ہے اور دیر میں دور ہوتا ہے اور  
بعض اوقات غصہ جگمگاتا ہے کہ جسٹس غصہ طاری تھا ہے بلند  
جلدی دور ہو جاتا ہے، جس دیر دور کا اور جلدی جلدی کا  
کھار ہے اور اچھے اور لوگ ہیں جنہیں غصہ دیر میں  
آئے اور جلدی دور ہو جائے اور نہ وہ لوگ ہیں  
جنہیں غصہ جلدی آئے اور دور دیر میں ہو۔  
(نزدلی)

سرور عالم محسن انسانیت ﷺ نے غصہ کی نسبت  
پاک اور آتش پاک جذبے سے اپنے آپ کو پاک  
کے بہت اہل طاق تجویز فرمائے ہیں۔

(مطرح ابو ذر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ  
نے فرمایا: "جس شخص میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کرا  
ہو اٹھے یا بے کرا ہو جائے، اس پر بھی اگر غصہ درند  
ہو تو بہتر ہے، البتہ غصہ پاک ہے۔" (ابن ابی رازہ) حضرت  
سلمان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ  
کی خدمت میں اپنے غصے سے روایت کیا کہ میں نے  
کالیاں دینے لگے ایک ان میں سے کوئی نہ دیکھتا  
میں کالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا  
آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور  
پھر فرمایا: "مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ اسے  
پڑھے تو یہ غصہ جاتا رہے اور وہ یہ ہے کہ وہ "اللہ واللہ  
من اےین الرحیم" کہے۔" (صحیح بخاری)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "غصہ شیطانی  
اثر کا نتیجہ ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔  
آگ صرف پانی سے بجتی ہے تو مجھے غصہ آئے،  
لے جائے کہ خود کرائے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں غصے کے نقصانات اور جہاد کاروں  
سے بچائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مبارک  
تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب  
فرمائے۔ (امین)

میں اپنے قرض کا غصہ کرنے لگا۔ اس بدتمیزی پر  
حضرت عمرؓ براہین ہوئے قریب تھا، آپ یہودی کو  
رسول ﷺ کی زبان اللہ میں کٹائی کی نرا دیتے مگر  
رحمت اللعالمین ﷺ جو مکت اسلام کے سربراہ بھی  
تھے۔ آپ نے اس کٹائی سے مرہب اس قدر فرمایا کہ  
"ابھی تو دوسرے میں تین دن پائی ہیں۔" فرمان  
جائے، اس طلب و کرم پر کہ تمام اعتبارات رکھنے کے  
باوجود رحمت اللعالمین نے اسے سنان فرمایا کہ غصہ  
غصہ، غیلا، غصب اور شیطانی عمل ہے جو انسان کے  
انسان و ایمان تک کو متاثر کرتا ہے۔ اور شانہ نبوی ہے۔  
"یقیناً غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح  
الہ اشہد کو خراب کرتا ہے۔" (مشکوٰۃ تہذیبی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے  
آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت  
فرمائیے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو"  
اس شخص نے کہ وہ اس سوال کا اعادہ کیا آپ ﷺ  
نے ہر بار کیا فرمایا کہ "غصہ نہ کیا کرو" حضرت امین  
عمر سے روایت ہے کہ وہ منائے الہی کے لئے از روئے  
اجر غصے کا گھونٹ پی جانے سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک  
کوئی گھونٹ نہیں۔ (ابن ماجہ، ابی داؤد)

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ روایت  
کرنے اور پی جانے کا اجر اور اس کی فضیلت بیان  
کرتے ہوئے فرمایا گیا: "جو شخص اپنے غصے کے غلاوے  
کار ہو اور وہ غصے کو روک لے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن  
اسے لوگوں کے رویہ بلائے گا اور اسے اختیار دے گا  
کہ جنت کی جس جگہ کو پسند کرے، اسے اپنے لئے جن  
لے۔" حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ  
آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "پیلاؤں اور خلات رو رو  
نہیں، جو لوگوں کو پھار دے پیلاؤں وہ جو فیض کی  
حالت میں اپنے آپ کو کامیاب کر کے۔" (صحیح بخاری)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رحمت  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں۔



## قمر و شبک کی زندگی

مارتھن کو کھڑے بہت آدھل تو سمجھتا ہے ماما کہ صرف ایک ٹھاکہ سادے کلمہ اور درانی کی بدتمیزی اس کا ریشہ ریشہ لگ کر دے کر وہ دروغ گوئی اس کے گھر پہنچا دھوا آئے تھے اس لیے رنک ہوئی تھی اور

گھڑی مقصود جس نے مارٹھن کی چھڑی پشت کو تختی سے پکڑ رکھا تھا۔ دو بیٹوں سے سن رہی تھی اور دل میں سوچ رہی تھی کہ اب محفوظ سے مارٹھن اسے کچھ نہیں ہونے دے گا۔  
"پلو مقصود؟" مارٹھن نے مقصود کی سرکشی ہوئی مقصود کی سیکپاتی کھائی تھی اور وہاں سے اسے اپنے بندروں میں لے آیا تھا۔

"ایلا آپ نے اسے ایسے کیوں جانے دیا؟" یاد درانی جسے سے ان کے پیچھے جا رہے تھے لگا تھا کہ اس نے درانی نے اس کو روک دیا تھا۔ وہ اور مقصود ہو گیا تھا۔  
"میکس مائی سن اور میکس۔" اس نے درانی نے ایک نعرہ پلروم کا بندہ اور ازہد کیا پھر یاد درانی کو دیکھا تھا۔  
"تم ایک کام کرنا چاہتے ہو؟ شادی کی تصویریں، سووی اور نکاح نامہ سب اور جنٹل منگو ایہ مارٹھن خامی









اسفند درانی اور باور درانی آج جن دن بعد پھر آئے تھے اور جو کچھ اپنے ساتھ لائے تھے وہ کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔ وہ یقین نہیں کرتا مگر کیسے نہیں کرے یہ سب اپنی آنکھوں سے جو دیکھ رہا تھا تو کسی شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بقی تھی۔

"ہائیں۔ عارفین! یہ سب جھوٹ ہے۔ بکواس ہے یہ سب ان دونوں کی پلاننگ ہے۔" مقسوم عارفین کے پاس آئی اور اس کا مضبوط ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"عارفین! میرا یقین ان لوگوں پر ہے۔ یہ ان لوگوں کی چال ہے مجھے یہاں سے لے جائے گی۔ عارفین! آپ مجھے سنبھالیں۔" وہ کھینچ رہی تھی۔

"وہ نہیں سنیں گے تمہاری کھینچاؤ کو عارفین نے یہ سب حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ وہ تمہارا یقین نہیں کرے گا۔" باور درانی نے فیضان سے سگراتے ہوئے بکٹی ہوئی مقسوم کو دیکھا تھا۔ عارفین نے ایک نظر باور درانی پر ڈالی پھر مقسوم کو دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اسے کمر ہلاتا ہوا درانی کے سامنے لے آئے۔

"پلو اب بہت ہو گئی ہے یہ رو ماننا ختم کرو۔" انوار نے ان کے ہاتھ کیپڑا اچلا تھا۔ اسے بچنے کے ساتھ ہی بڑی انتظامات کر دیے ہیں۔ آج شام کی ہی لائٹ سے عین ٹکنا ہے۔ باور درانی نے کہنے کے ساتھ ہی بڑی بے دردی سے اس کی کلائی اپنے گھٹے میں دھکی لی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ عارفین نے جانے لگا تھا۔ "نہیں! مجھے نہیں تم دھوکے پا رہے ہو۔" مقسوم نے ایک ہی جھلک سے باور درانی سے بکٹی ہوئی کلائی چھڑائی اور داغ موڑے عارفین کی طرف بھاگی گئی۔

"عارفین! میرا یقین کریں خدا ہاں، جھوٹ بول رہے ہیں یہ تصویریں یہ کلاخ نامہ یہ یہی سب جھوٹ ہے۔ جلی ہے سب ان میں کوئی چال کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ میں صرف آپ کی پیروی ہوں۔ آپ سے محبت کرتی ہوں آپ کو چاہتی ہوں۔" وہ بے نیاز کھڑے عارفین کے سامنے آئی اور اس کے شانے پر اپنی کلائی رکھ دی تھی۔ عارفین نے ہنر اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ آنسوؤں سے بے انتہا رو رہی تھی۔ اپنی بات کا یقین دل رہی تھی اور جو اعتراف وہ آج کر رہی تھی اس کو سننے کے لیے تو اس نے کتاب بے مبری سے انتظار کیا تھا مگر آج اس بلکہ اس اعتراف نے اپنی قدر رکھ دی تھی۔ وہ شاید ان کے ڈر کی وجہ سے یا اعتراف محبت کر رہی تھی یا شاید اسے پہلارہی تھی۔

"میں مقسوم! بہت ہو گیا میرا ایمان اب لٹنے کی کڑیاں سے۔" باور درانی اپنی اصلیت پر اتر آیا تھا اپنے ہنڈ پائے خول سے ہاتھ اٹھا کر مقسوم کا ہاتھ اپنی بری طرح پکڑا تھا جس کا ٹانگ لگنے کی وجہ سے اس کی کلائی جھلکی تھی جہاں سے خون کی چھوٹی سی ٹپکلی نکلی تھی۔

"پھوڑو مجھے۔" باور درانی زبردستی اسے گھینٹنے لگا تھا۔ مقسوم پھری جان سے اپنی کلائی اس درندے سے چھڑا رہی تھی۔

"عارفین! خدا کے لیے مجھے بھائیوں۔ لوگ مجھے مادرین کے عارفین۔ عارفین....." وہ بری طرح طعن کے طعنے لگتی تھی۔ عارفین کے دماغ کی رگیں تن گئی تھیں وہ دماغ کو سمجھتا ہوا پیچھے مڑا تھا۔

"پھوڑو مقسوم کا ہاتھ۔" باور درانی، عارفین کو دیکھنے لگا تھا مگر مقسوم کا ہاتھ نہیں پھوڑا تھا۔ بلکہ اس باور اسفند درانی آگے بڑھا تھا۔

"دیکھو عارفین....."

"شش۔" عارفین نے اسفند درانی کو خاموش کر دیا اور نیسے سے باور درانی کو دیکھا تھا۔

"میں نے کہا مقسوم کا ہاتھ پھوڑو۔"

"دیکھو عارفین! اعتقاد میں سے صبر کرنا تھا کر لیا تم سے نرمی سے بات کرنا میری مجھوری تھی مگر تم شاید نرمی کی زبان نہیں سمجھتے ہو۔ بھری اس میں ہے کہ تم میرے راتے کی رکاوٹ مت بنو ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔"

"میں غم سے کہہ رہا ہوں مقسوم کا ہاتھ پھوڑو۔" عارفین نے خود ہی آگے بڑھ کر ایک جھلک سے باور درانی کے ہاتھ سے مقسوم کی کلائی چھڑائی کی۔ باور درانی سے ابھی بے عزتی "میں نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے عارفین پر ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ جسے عارفین نے اپنے نواہی ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔ بلکہ وہی ہاتھ بری طرح سوز بھی دیا تھا۔ وہ منہ پر ایک پٹی اس کے آگے کہاں باور درانی جیسے رنگین حراج رکھنے والے کی چلی سکتی تھی۔

"یہ کلائی اور آخری بار ہے جو میں تمہیں پھوڑ رہا ہوں۔ تمہاری بھرتی اسی میں ہے کہ آج کے بعد اس گھر میں تو کیا اس علاقے کے اس پاس بھی منظر مت آنا۔" عارفین نے کہہ کر زور سے اس کا ہاتھ پھوڑا تھا کہ وہ کھڑکھڑاتا ہوا سونے پر گر گیا تھا۔

"تمہارا ہاتھ نہیں کر رہے ہو عارفین بیک!" اسفند درانی نے گمے ہوئے باور درانی کو پھر عارفین کو دیکھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"نہیں! مجھے نہیں ہے اس نے حرج آگے کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔







نبوت تو یہ ہے کہ وہ میرے پاس تو گئی ہے۔ جس کے لیے کتنی تکلیفیں سہی ہیں میں نے بھی اور ڈالے ہیں بھی۔ مگر اب اور نہیں۔۔۔ دھوکوں کے دن گئے اور ہم اپنی زندگی میں خوشیوں کو خوش آہٹ کیسے کے۔ "زرسل بہت دیکھ سوچتا سر سے ہٹا اور پٹا ہوا اس کے بالکل سامنے آکر اڑا ہوا تھا۔ دل شرات پر آمادہ ہو رہا اور وہ اپنی دل کی بات نہیں چاہتا تھا۔ اس نے ڈالے کی سر میں باز کی کر میں اپنا مضبوط کپڑا بازو ڈال کر اسے اپنے سے قریب کر لیا تھا کہ معمولی سا بھی ان کے ہر کا کا صدمہ رہا تھا۔

"کیا بروہم روتی۔۔۔ ولی اچھل پڑے کسی ہو جس طرح صلی بنائے کوئی تو میری بیٹی بھی روتی ہوئی اس دنیا میں آئے کی اور مجھے اچھا لگتا ہے لی خوب صورت کول منول پیاری سی چاہیے نہ کہ تیری طرح روتی ہوئی اس لیے اپنے لیے نہیں میری بیٹی کے لیے منو یوں اور خوش رہا کرو۔ "زرسل نے ڈالے کے سر کاٹے میں اپنا جھٹکا ٹانگیں بنو دیکھا تھا۔

"زرسل بھائی! عارفین بھائی! ہارے ہیں۔" ڈالے نے ہارے ہی ہانک لگائی تھی۔ وہ ڈالے بہت ملکی میں تھی اس لیے دروازہ بھی کھٹکتا تھا۔

"اوسکے اللہ حافظ! شام میں جب میں دھان میں آؤں تو مجھے تم ایسی بری صل اور ایسے شکمے کپڑوں میں نہیں ملو اور نہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ ایک بھر پر نظر اس کے چہرے پر ڈالتا ہواں سے کھٹکا چلا گیا تھا۔

"یہاں بھی اپنی ہی غرض شامل تھی۔" ڈالے کا دل خون خون بننا تھا۔

"پیارا کیا ضرورت ہے آفس جانے کی دیکھ دوں اور ریست کرو اور پھر صحت کی بات ہو جاتے پھر آفس آ جانا۔" عارفین نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔

"نہیں گھر میں رہو کہ بہت یور ہو گیا ہوں۔" لگا ہیں انڈیا اسکرین پر گاڑا رہی۔

"ڈالے کے ہوتے ہوئے بھی۔۔۔" ڈالے کا جیڑا تھا جس کا زرسسل نے سکرانے کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"خیر ان سب باتوں کو چھوڑو یہ سناؤ کل کوئی آیا تھا تم سے ملنے؟"

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" وہ چہ خضر دور تھا مگر کھا نہیں کیا۔

"خیر اتنا ہی گی اور سے کالی شوری آواز میں آری نہیں تم بھی کالی منے میں تھے۔"

"ترا کہاں بھی وہ دیکھا اور بھی تاری بھی کیا؟" بہت عام سا انداز تھا وہ مقصود کی بات اس گھر میں کسی کو بھی بتا نہیں جاتا تھا وہ یہ معاملہ اپنے غور پر چل کر لے گا۔

"وہ شاید مجھ بچی کے پاس کی کام سے گئی تھی۔ وہیں اس نے کچھ زور زور سے بولنے کی آوازیں سنی ہوں گی مگر تم تاؤ سب خیر صحت تو ہے نا کوئی مسئلہ ہے کیا؟" بہت عام سا لب و لہجہ تھا زرسسل کا معمولی سا رنگ کا شاید بھی نہیں تھا۔ جس کا مطلب تھا اس نے کچھ نہیں سنا اور نہ وہ زرسسل کو ضرور دیکھتا تھا۔

"میرے نہیں پڑا کوئی ایسا خاص مسئلہ نہیں ہے۔" عارفین نے ایک سوڑکا دیا تھا۔

"اچھا زرسسل ایک بات بتاؤ۔"

"ہاں پوچھو۔"

"وہ جو پچھلے سال ہمارے آفس کا ایک ایسا بھلائی تھا جو سڑک کے کنارے اپنا گھر بنا رہا ہے اس کا کچھ بتا دے۔"

تھمارے پاس؟

"کون جیو۔"

"ہاں وہی حیدر مہاشی۔"

"ہاں کیوں نہیں ہوگا ویسے آسان طریقہ تو یہی ہوگا کہ انٹرنیٹ پر معلوم کر لو ورنہ ہمارے کپیڈر ڈیپارٹمنٹ میں اس کی ساری انفارمیشن ہوں گی۔ لیکن تمہیں اپنا کتب سے اس کی کیا ضرورت پڑے گی۔"

زرسل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں بس ذرا حیدر مہاشی سے تمہارا کام تھا۔ خیر تم چھوڑو میں پتہ کروں گا تم سناؤ۔" عارفین نے با آسانی باتوں کا رخ دوسری طرف موڑ دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

راجہ آسیہ، جسے آخر آج عمرے سے واپس آ گئے تھے اور ان کے ساتھ واپس بھی آئی تھی۔ سب بہت خوش تھے کچھ کچھ سے مگن سے کچھ کرنے کی ذرہ دار آواز آئی تھی۔

"یا اللہ خیر یہ آواز تو ڈالے کی ہے۔"

آسیہ ہاتھ میں پکڑا بیگ وچیں پھینکتے لیکن کی سمت بھاگی تھیں ان کے پیچھے فجر بھی دل ہے ہاتھ رکھے بھاگی تھیں۔ حرا اور وانیہ نے بھی جانے میں دیر نہیں کی تھی باہر ڈانیاؤں کے ہمراہ گاڑی سے سامان نکالتے

بلیم احمد اور مجید احمد بے خبر تھے۔

مگن میں ڈالے کو باہر کے فرش پر ادھر جا پڑا دیکھ کر فجر کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے۔ وہ وہیں دیکھ کر سہارے لگ کر بہ کسری ہو گئی تو پتہ لگا کہ زمین پر ہو جاتی ہیں، آنکھوں کے آگے اندر میرا سا بھانے لگا تھا۔ حرا، منو، وانیہ اور آسیہ تیزی سے ڈالے کے پاس زمین پر بیٹھی تھیں اور اسے آہستگی سے مگر جلدی سیدھا کیا تھا کہ ڈالے نے نہ ہوش ہو چکی تھی۔

"ڈالے میری بیٹی! تمہیں کوئی؟" آسیہ نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا تھا۔

"یہ بے ہوش ہوئی ہے جلدی ہے ایک لکھی ملاؤ۔" آفس خون کروا گیا تھا۔ عارفین اور زرسسل وہیں پہنچ گئے تھے۔

"کیسے ہوا یہ سب؟" زرسسل آسیہ کے پاس آیا تھا ان کے عمرے پر سے آنے کی خوشی مٹانے یا ڈالے کے گر جانے کا غم بھرنے کے لیے۔

"زرسل بھائی! ڈالے لیکن میں تھی اسٹول پر چڑھ کر شاید وہ کھینٹ سے کچھ لٹال رہی تھی اسی پر سے گر گئی ہے۔" زرسسل نے فریاد کی۔

"تم کہاں تھیں؟" زرسسل نے حرا کو سخت نظروں سے دیکھا تھا۔

"ہم سب گئی ڈالے کی اور پھر پوچھا کہ پتہ لگا کر لے گئے تھے۔"

"انہیں لینے فجر بھی اور سلیم جانے چاہتے تھے تو کہاں جانا ضروری تھا۔" آج کالی عمرے بعد زرسسل کا خدہ عود کر آیا تھا۔ حرا کی آنکھوں میں آنسو کھینچتے تھے وہ راجہ وانیہ پھوٹا کے پڑھیں اور زرسسل کے چہرے سے شائے پر ہاتھ دھو دیا تھا۔

"حرا! تم جاؤ۔" انہوں نے اسے اشارے سے زرسسل کے پاس سے ہٹ جانے کو کہا تھا حرا وہاں سے



"اسلام پاک" زریں آج ایک نئے بعد اہم آیا تھا۔ اب وہ نئے رنگ کے سہارے چلنے لگا تھا۔ بالکل نیا رنگ تھا۔  
 "پاک" اسلام! "نہ نے اپنے وہ بے سانی آنکھیں اور بیک پیچہ رنگ کیا تھا۔ زریں کی انکروں سے نچر کے آسپاس پھیلے ہوئے تھے۔ چلتا ہوا بھر کے پاس آ بیٹھا تھا۔  
 "کبھی چل آج چکا جان؟"  
 "ایک دم مایوسی ہو گئی ہے جس کی جوان جہان بچی بستر پر اپنی زندگی سے منہ موڑ کر پڑی ہو اور جس کا ایک جگر اٹھو بیٹا اپنے آقا سے اپنی زندگی کو ہار کر لے رہا ہو۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ہونٹوں سے شہر و غلہ کیا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا اللہ۔"  
 "پتا نہیں چیتا ہر روز تو یہی دعا کرتی ہوں یہی امید کرتی ہوں کہ سب ٹھیک ہو جائے گا مگر اب تو لگتا ہے میں جب خود قبر میں اتروں گی شاید وہاں بھی میری روح بے چین بے سکون رہے گی۔" آج ان کی ساری ہمت ٹوٹ گئی تھی۔  
 "اللہ نہ کرے بچی جان!" زریں نے نچر کو بے ساختہ مگر زپ کر خود سے لگایا تھا۔

"اللہ آپ کو ہمارے سروں پر سلامت دے سکے۔"  
 "نہیں زریں شاید میری بچی کو سزا ملی ہے ہم نے بھی تو ایمانے میں کسی کی جیم بنی کا دل دکھایا ہے۔"  
 "جی آگے ہی کی جیموں پر شرن کا سا ہوا چہرہ گھوم گیا تھا۔ زریں ان کا اشارہ بھی سمجھ گیا تھا مگر خاموش رہا تھا۔  
 "بچی جان! اُمید ڈالنے کو لینے آیا ہوں۔" نچر نے زریں کا چہرہ دیکھا تھا۔  
 "زریں! ڈالنے بھی ہے تم اس سے ہر دامن ہو اس کے ادا رکن کو لے کر خدا ہو میری ایک ماں کی انتہا ہے زریں میری بچی کو سزا نہ دے جس نے بہت دکھ بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ ابھی بھی ایسی حالت مانی ہے کہ مجھے لگتا ہے وہ اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی مادے کی جیتے جی۔ ان کی آنکھیں ایک بار میری برسی پڑی تھیں۔

"نچر! ابھی ابھی میری اور امید کی بچی مت کریں۔ زریں بول رہے ہیں مناسب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ اللہ پر بھروسہ رکھیے اللہ سب بہتر بنے گا۔ جوتا ہے ہماری بہتری کے لیے تو ہوتا ہے ہر چیز میں اللہ کی رضا اس کی صلوات شامل ہوتی ہے اور ہر عمر کی کیا ہے ڈالنے کی ابھی تو وہ خود بچی ہے ہر ماں کے ہاتھ پر ہے۔ کیوں زریں بیٹا! زریں نے بات کو حراج کار نہ دیا تھا۔  
 زریں اس کے گریز سے بچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اس کے اس طرح بیٹھنے پر زریں نے کہا ہے۔  
 "آپ بھی رونا چھوڑا اچھا چلنے چلی جان کی تاری میں کل اور شدہ دیکھ آ گیا ہے۔"  
 "ہاں کل رات ہی آیا ہے۔ سب سے پہلے کوئی آہستہ کوئی لے کر آئے ہیں۔"  
 "اچھا ٹھیک ہے، ارشد سے بات بعد میں ہوگی پہلے میں ڈالنے کو دیکھ لوں اور اس کی اچھی طرح سے سمجھائی کروں سب کو پریشان کیا ہوا ہے۔"

بٹی اور بیچ پر جا کر سر جھانے لگی تھی۔  
 "معلوم آتا تو کھر میں تھیں تم نے بھی ڈالنے کا خیال نہیں رکھا۔" زریں نے شکایتی لہجے سے معلوم کر دیکھا تھا۔  
 معلوم نے شرمندہ و شرمندہ ہی نفیس اہل اٹھا تھیں۔ اس کی کمر سے عازن سے نظروں کا تصادم ہوا۔ جو سینے پر ہاتھ ہاتھ سے کھڑا تھا مگر معلوم کے دیکھنے پر رخ پھیر لیا تھا۔ معلوم کا دل اس ضمن میں اس کا اس طرح سے منہ پھیرنے پر کھٹ کر رہ گیا اور کھر رابو بھی تو غلط نہیں کہہ رہی تھیں اس کو ڈالنے کو ایسی حالت میں چھوڑ کے نہیں جاتا ہے یہ تھا وہ پرانی پٹری پر رہا تھا۔  
 "آئی ایم سوری ای! الی!"

"سوری سے کیا ہوگا۔ جو ہوتا تھا وہ تو ہو گیا تم لوگوں کو خیال رکھنا ہے تمہارے لیے۔" معلوم نے نہیں سمجھی۔ "زریں نے معلوم کو سخت سائی میں جس کا اس نے غلطی پر انکس مانا تھا۔ زریں نے دیکھ کر معلوم کے ہنسنے پر ڈالی اور ہاں سے ہٹا چلا گیا تھا۔ وہ بھی کھینچوں میں ڈال کر بھی آگئی تھی آسپاس اور زریں جلدی سے آگے بڑھیں۔  
 "ڈال کر آجی ہے ہماری بچی؟"  
 "بہت میری کڑی نیشن ہوئی ابھی ادا رکن کرنا لازمی ہو گیا تھا۔"

"کیا....." مجھے کسی کے کرنے کی آواز پر سب نے پیچھے ہٹ کر دیکھا تھا تو جھلک میں پر مگر بھی نہیں جلدی سے دوسرا ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔  
 "نچر۔" آسپاس نے جھکا کا دل چاہتا تھا کہ وہ بے سو نہیں جلدی جلدی اچھڑ چکا اور زریں کی دستان کو اس پر ڈالا۔ سینکڑوں میں انکس ڈینٹ ای ٹی تھی۔  
 ☆ ☆

دوسرے دن ڈالنے کھر آگئی تھی۔ وہ اندر سے بالکل خالی ہو گئی تھی۔ بالکل چپ اور خاموش تھی۔ ہونٹوں کی اس طرح سی لیا تھا جیسے کسی نے نہ لے لی جسم کھائی ہو مگر کا دل اپنی دکھائی بچی کی ایسی حالت پر خون کے آئینوں پر لگا تھا۔ وہ اندر ہی اندر رمل رہی تھیں کبھی بد نصیب تھی ان کی بچی کس کس کے مقدمہ میں خوشیاں ہی نہیں تھیں۔  
 "نچر! بھائی!" زریں نے سنا آئی تھیں۔ نچر کے پاس جڑی وی لاؤنج میں ایک کپلی موٹے پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں مہلک تھیں ان کے چہرے پر کتنا درد تھا وہ ڈالنے کے لیے کبھی پریشان تھیں یہ سب صاف ظاہر ہو رہا تھا۔  
 "زریں! میری ڈالنے کے نصیب میں خوشیاں نہیں ہیں کیا؟" ان کے دل کا درد ہونٹوں پر آ گیا تھا۔  
 "اللہ نہ کرے نچر! ابھی ابھی نہیں سوچتے۔" زریں نے نچر کے برابر میں ہی ان کے ساتھ بیٹھ گئی تھیں۔  
 "مجھے نہ سوچوں زریں! خود ہی دیکھو جب سے ڈالنے کی شاہی ہوئی ہے اسے کبھی کوئی خوش نہیں ملی، اس کے چہرہ پر سے خوشیاں مسکرا رہیں روٹھ گئی ہیں۔ جیسوہ بالکل ناامید ہو گئی ہو۔ اپنی زندگی سے پتا نہیں وہ زندگی کبھی رہی ہے یا زندگی اس کو کبھی رہی ہے۔" نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی آنکھوں سے اشک بہہ نکلے تھیں ان کی آواز زریں پر رابو کی بھی آنکھیں غم ہو گئی تھیں۔



"زوسل؟" مجھ کو کچھ بھی یاد نہیں کہ اس وقت میں کات دی گئی۔  
 "مجھ پر بھی! اب آپ گھر مت کریں، ڈالے کا علاج زوسل ہی کریں کے بہت اپنی سن مانی کری۔"  
 راجہ نے زوسل کا شوخ سا سوہا دیکھ لیا تھا۔ جس کا مطلب تھا وہ سب ٹھیک کر دے گا۔ اس لیے مجھ کو خاموش رہنے کا کہنے کے بعد زوسل کو جانے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا ڈالے کے بیدروم میں آیا تھا۔  
 وردارو نامک کیے بغیر وہ اندر آیا تھا۔ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے سوچ پورے ہاتھ مار کے سارے جنس آن کر دیے تھے۔ پورا کمرہ تیز مرکز کی بلب کی روشنیوں میں نہا گیا تھا اس نے ادھر ادھر کاہ دورانی بیل پر ایک سا بڑا بچہ کئی سی ڈالے نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ لیے تھے۔ دو شاہی مستقل اندھیرے میں رہی تھی جیسا کہ پہلی ہی سبز آنکھیں اتنی تیز روشنی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ زوسل چل رہا تھا اس کے سامنے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

"ڈالے۔" کہا جاتا تھا اسے پکا نام تھا۔  
 ڈالے نے ہولے ہولے اپنی آنکھیں کھلیں۔ وہ زوسل کے ڈالے کو دیکھ کر کئی لمحے کی خاموشی میں بزدل سے مسل دیا۔ وہ اس کے دل کو زبردست تھکا دینا چاہتا تھا۔  
 وہ چہرہ جو کل تک چاند کو شرماتا تھا۔ آج اس چہرے کی روشنی کہاں گئی۔ اس نے ہزاروں سالوں سے پہچانی ہوئی وہاں کہاں گئی۔ اس کے چہرے کی ہر درجہ گوری رحمت باغ کی کوئی پڑائی۔ آنکھوں کے نیچے اس قدر سیاہ نیچے گلابی ہونٹ سوکھ کر سفید ہو گئے تھے۔ ڈالے کھلے ہوئے تھے جن میں کچھ بون سے کئی تھیں کی مٹی ہوئیں۔  
 وہ بچے کے دور تک کے کپڑے وہ بھی اتنے چھپے اسے اپنی زندگی میں یاد نہیں پڑا کہ کبھی اس نے ڈالے کو ایسے ٹھیکے دور تک کے کپڑوں میں دیکھا ہو گا۔ وہ کئی لاغر اور کمرور ہو گئی تھی جسے بڑوں کی تیار لگ رہی تھی۔  
 "زوسل! میں ہر جاؤں گی۔" بہت پہلے اس کا یہ کہا گیا تھا۔ اس کے ارد گرد کو بچے لگا تھا۔  
 "نہیں۔" "دو ایسا نہیں ہونے دے گا۔"

سے قراری ہو ہے اختیاری میں زوسل نے اس کی کلائی تمام کر کھینچی تھی اپنی طرف اور خود بھی سوجھتا تھا۔  
 ڈالے نے کمرور اور لاغر ایک ہاری ہوئی عورت اپنی زندگی سے بے زار زوسل کے سینے سے لگی تھیں۔  
 سے ہلک ہلک کر رو دی گئی پورا وجود اس کا کچھ پار تھا۔  
 "شش۔۔۔" اس کو ڈالے اور کتارو کی اپنے ساتھ ساتھ تم مجھے بھی مار دو گی۔" زوسل نے اس کا چہرہ اور اٹھایا تھا جو آنسوؤں سے پورا بیگا ہوا تھا۔  
 "زوسل! میں نے ایسا نہیں چاہا تھا۔ نہ ہی سوچا تھا میں آپ کی امانت کا خیال نہیں رکھ سکی۔" پھر سے آنسوؤں کا ایک ریلہ اندر پڑا تھا۔ وہاں سے کچھ کیسے وہ اعتراف جرم کر رہی تھی۔  
 "مجھے یا احساس یہ خیال مار دے گا کہ میں اتارے۔ بچے کو بچا نہیں لگتا۔"  
 "جہاں جہاں بچے کے لیے ہوتا ہے کیا پتا دو اس دنیا میں آخر ہم سے چھڑ جاتا ہے وہ تو زیادہ تکلیف دہ ہوتا مجھے نہ خیر سے کوئی شکایت ہے نہ ہی اپنے رب سے بے شک دونوں کے عہد جاننے پر قادر ہے۔ تم خود کو تصور وار مت گھبراؤ۔" زوسل نے اس کا چہرہ دانی مصلحتوں کے پیالے میں بھر لیا تھا اور جب تک گراہی عبت اور بے قراری کی سرس کی پیشانی پر ثبت کر دی تھی۔  
 "آپ مجھ سے مدد نہیں کریں؟"

"نہیں! بالکل ہی نہیں۔ کوئی اپنی جان سے ہلکا رکھ سکتا ہے اور وہی بچوں کی بات نہ ٹھیک نام کیا ہے۔ ہمارے نوکر ہو جائیں۔" سرسکی آنکھیں دن بھیل جیسی ہلکے کچ میں گاڑ دیں۔ جن میں شوخی شرارت چھپی ہوئی تھی۔ زوسل کی بات کا مطلب سمجھ کر ڈالے بری طرح حیا سے جھنجھپ کر رو گئی۔ بچوں کی گھنیری بازو رخسار پر بھر رہی ہوئی تھی ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نے گھر کر لیا تھا۔ زوسل نے شوخی سے یہ باتیں ہونے کے بعد کاہا جاکر انکرا مسکرا دیکھا تھا۔  
 "اچھا ایک بات تو بتاؤ۔" زوسل نے اسے پھوڑا اور دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا اور پھر زوسل کے سامنے سر کے بال سے اس کے ہاتھ تک دیکھا تھا۔  
 "نہیں نے اپنی حالت کیا بتائی ہوئی ہے؟"

اس کے کہنے پر ڈالے نے اپنے کپڑوں کو دیکھا۔ کچھ دور تک کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ نوے سے دو ہزار روپے کے دو بچے کا احساس ہو تو اس نے پیچھے ہٹ کر پڑا ہوا پندہ دیکھا تھا اور اسے اٹھانے کے لیے بڑھی کر زوسل نے اس کو تمام لیا تھا۔  
 "میں تمہارے دو بچے کی بات نہیں کر رہا۔ تمہارے اس بے ترتیب صلیے کی بات کر رہا ہوں۔" دو کچھ نہیں بولی صرف خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔  
 "اب ایسا ہے کسی حالت میں ہی وقت پیچھے چلو میں لینے آیا ہوں۔"  
 "نہیں۔"

"میں اب بھی انور ہی وقت۔" زوسل نے اس کی بکری ٹیس سنواری دی تھیں۔  
 "زوسل! ابھی میں بہت کمزروں مجھ سے چلا نہیں جائے گا۔"  
 "جانا ہوں اور سب ختم ہے جو تم نے اپنی بے وفائی کی وجہ سے کہا! چہ پھوڑا ہوا ہے۔ اب تمہاری دیکھ بھال میں اپنی نظروں کے سامنے تھیں دو کچھوں کا۔ مٹی تو خود آتھی کر مجھے پتا تھا تم ان کے ساتھ نہیں آؤ گی اس لیے ایک ہفتہ اور بھی لگاؤ تو کتنا زحمت سے جان چڑا کے اپنی جان سے نٹ سکو۔"  
 "ایسا آپ تصور لاؤ تو کر رہا ہوں پتا ہے صحت کر لوں تالی کی دیکھیں گی تو کیا سوچیں گی۔" اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنی ہی کرے گا وہ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں سمجھتی تھی۔  
 "مٹی نہیں ابھی وقت نہیں ہے میرے پاس کھانا کر کے کمزوری کی وجہ سے نہیں چلا جائے گا تو اس کا بھی مل ہے میرے پاس۔" زوسل نے مسکراتے ہوئے اس کے ناک کے کنارے اپنی اپنی منہ بولا بازوؤں پر اٹھا لیا تھا۔  
 "نہیں زوسل! میں صحت کر کے چل لوں گی۔" ڈوگر یا اسکندہ مٹی تھی۔

"تو بالکل چپ۔" اور پھر اس کی ایک مٹی سے بغیر وہاں پر آ گیا تھا۔ جہاں راجہ اور نجما بھی بھی بیٹھی تھیں۔  
 "کمروری تھیں۔" زوسل کے بازوؤں میں مٹی ڈالے کے نوک کے کمرور تھیں اور دل پر ہاتھ رکھ کے کمروری ہوئیں راجہ کی جان ہی انکھیں تھیں۔  
 "زوسل! کیا ہوا ہے ڈالے کو؟"  
 "ارے۔۔۔" مٹی جان انکھیں ایسے نہیں کچھ نہیں ہوا تھا۔ اس کا کچھ سے خیال نہیں ہو رہا تھا اور یہ خود بھی آپ کو بہت تک کر رہی ہے۔ اس لیے میں اتنے پیچھے لے کر جا رہا ہوں۔" وہ مجھ کو دیکھ کر مسکرا دیا۔



تھا۔ مجھے سکون کا احساس ہے مگر ڈالنے کو دیکھا اور آپس اپنا جگہ پر بیٹھ گئے۔

"جی، تمہاری چیز ہے تم جگہ چاہو لے جاسکتے ہو۔"

"جینکس۔" ڈریسل نے مجھ کو فکر دینے نظروں سے دیکھنے کے بعد ڈالنے کو دیکھا اور پھر رابہ کو کوکھ نشان دکھانے کے لیے چپکے سے ہاتھ لگا دیا۔ رابہ نے دل سے ان دونوں کو دعا دی تھی۔

"سے لگ رہی ہیں مگر بھائی! ہمارے ڈالنے کے دامن میں اب خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔"

"انشاء اللہ!" اب انہیں پورا یقین تھا کہ ڈریسل ڈالنے کو بہت خوش رکھے گی جس ارشد کی زندگی بھی ہو جائے وہ ارشد کی طرف سے بھی ہر سکون ہو گا چاہی بھی۔

☆.....☆

اخلاقی بیچ پر بیٹھی تھی مگر کسی سوچ میں مبتلا تھی، اس ایک ہی غلام میں نہ ہونے والی نقطے پر نظر تھی۔

شرن کافی دیر سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ تو صاف لگ رہا تھا کہ وہ بالکل اکیلی ہے۔ کوئی اس کے ساتھ

ہے اگر وہ مگر سوچوں میں بہت گہری سوچوں کے چرے پر ہے پتا نہ لگتا کہ وہ کتنی ہی کتنی کھینچ رہی ہے۔

وہ ان لا روش افولان پر نہیں جاتا اگر کوئی نہیں دیکھتا، لیکن ان لوگوں کی باتوں کی سنت نہ جاتا تو وہ

گھٹکھٹک رہے تھے، اس لڑکی کے لیے اسے کتنی ہی کتنی بات کر رہے تھے، وہ بھی کتنی

صورت بالکل میدے جیسی سفید رنگت کہ ہاتھ لگا کر دیکھ کر ہنسی ہو جائے۔ ساتھ ساتھ انہیں جن میں شا

ہلکے سے لے رہی تھی۔ پٹانوں کی رنگت والی اس خوب صورت اور کھانسی لڑکی کی طرف شرن بڑھتی تھی

اور لا روش افولان کے برابر میں اس طرح فرشتگی بیٹھی تھی جیسے بہت ہی پختہ ہو چکی ہو۔

"میں کب سے تمہیں دیکھ رہی تھی اور تم یہاں بیٹھی ہو۔"

"جی۔" لا روش افولان بری طرح چمک کر شرن کو دیکھنے لگی تھی۔ شرن نے انہیں لڑکوں کو دیکھا

شرن کے بیٹھے اور اس کے بات چیت کرنے پر جیسے چٹکے تھے۔

"یہ پٹان مت ہوا مگر میں یہاں تمہارے پاس آ کر نہ بیٹھی تو وہ لڑکے تمہارے کڈ بیٹ کی چاہت تھی۔

تمہیں پیچھے کی پوری پٹانک کر چکے تھے۔" شرن نے اسے اشارے سے ان لڑکوں کو دکھایا جو پارک میں

والے راستے کی طرف جا رہے تھے لا روش افولان نے اس طرف دیکھا اور پھر تھکاتے نظروں سے شرن

دیکھا تھا۔

"تھک چکی ہو۔"

"اٹس اوکے۔" شرن دیر سے سے مگھادی۔

"بائے دلاوے میرا شرن اور تمہارا۔"

"لا روش۔" لا روش افولان۔

"گڈ نائٹ۔ کہاں رہتی ہو؟"

"کوئٹہ۔" شرن نے جیڑا لگی سے لا روش افولان کو دیکھا تھا مگر کوئٹہ میں رہتی ہو۔

"تو یہاں کیسے؟" لا روش افولان نے پھر شرن کو دیکھا کہ اسے کہا اس سادی ہی عظمی خاتون پر بیٹھ

لیتا ہے۔

لا روش افولان نے شرن کو اپنی چوری زنجیر کی داستان الف سے لے لے تک سنا لی تھی۔

جس چپاٹا تھا۔

یہ بہت برا ہوا تھا کہ ساتھ۔" شرن نے دیکھ کر انہوں سے واپس واپس لا روش

افولان کو دیکھا تھا۔

"تم ازم تمہارے شو پر کس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ سب تو چلو لاٹم تھے مگر تمہارے شو پر تو سب

پاؤں۔"

"مگر انہوں نے ہی مجھے پہلے دن پاؤں کراوا تھا کہ خاموشی کے قتل ڈال لینا اپنے ہونٹوں پر۔" ان

آنکھوں سے نانا چھوٹے بھی چند سوئی ٹوٹ کر گرے تھے۔

"پھر۔۔۔ اب کیا کرو گی تم کہاں جاؤ گی؟"

"مستط نہیں میرا صوبہ میری تقدیر مجھے کہاں لے جائے۔" شرن نے خاموشی نظروں سے اسے دیکھا

تھا پھر بہت جلد چلے گئے اس سے کہا۔

"تھک ہے تم میرے ساتھ چلو میرے گھر۔"

"آپ کے گھر۔۔۔ آپ کے گھر والے آپ سے ناراض نہیں ہوں گے۔" لا روش افولان نے سوال

دی شرن کو دیکھا تھا۔

"اس کی ختم مت کرو کیونکہ میں اپنے گھر میں اپنی خال خال کے ساتھ رہتی ہوں دیکھا۔"

"آپ کے گھر؟"

"جی۔" شرن نے جواب دیا۔

میں ہے میرا گھر۔ میں یہاں ہوں پارک میں ہر روز صرف ایک گھنٹے کے لیے تازہ ہوا کے لیے آتی

ہوں۔" لا روش افولان شرن کی ہر بات کو اس کے ساتھ اس کے گھر میں لگی تھی باقی سب اللہ پر چھوڑ دیا

تھا۔

☆.....☆

لا روش افولان نے شرن کی طبیعت پر مجھے آری تھی۔ مگر یہی چیز تھی جس پر اس کے قدم ٹھک کر رہ گئے تھے۔

اس کا پاس رک گیا تھا دل جیسے مٹی میں آگیا تھا اور وہ پٹانوں کی تیز دھڑکنے لگی تھی کہ دل پر ہے ساتھ

ہاتھ لگا تھا۔ یہ عجیب یقین نہیں کرنا چاہتی تھی مگر سائے جو تھا وہ حقیقت تھا ایک بچہ جاگتا تھا۔ ارشد کو وہ

جاتی تھی اس کے ساتھ جو کڑا تھا اسے تو وہ لاکھوں نہیں کروڑوں میں پہچان سکتی تھی۔ اس کی طرف بے شک

اس کا رہا نہیں تھا وہ ہر طرف پہنچے سے اس کی پشت دیکھ رہی تھی۔ وہی لہو و قامت وہی مجھ سے بال چمک

پہنچے پشت پر ہاتھ لگا رہا تھا وہ شرن کی آستین نوکھ رہی تھی۔ انہوں کی وہی پٹانوں والی رنگت وہ کوئی اور

تھی انہوں کی تھا۔

"مگر تم نے وہ تو فرمایا تھا۔ وہ نہ وہ نہیں ہے کہاں کہ یہاں بیچ لے اسے مراد دیا ہے۔ میں نے خود اپنی

ان کھانڈا گھر انہوں سے اس کی موت کی سوچی ہوئی تھی جس پر مجھ پر یہاں۔" سوچ سوچ کر وہ اس

مجھے دکھا۔

تھا بہت کرتے ہوئے ارشد کی نظر سامنے میری پر تھی تھی۔ ارشد کے دیکھتے پر وہ گڑبڑا کر رہی تھی۔



ہو گیا۔ "میں نے اس شخص کو نظر نہ کیا، یہ تو ایک فحش تصویر تھی۔"

قہ۔ "وہ راجہ کی زیر نگرانی ہے کہ اسے آپ چاہیں تو مجھے بتائی جائے۔"

جہاں دو ایسے روم نکلتے ہیں۔  
 "پتنگس میں ان کے پاس پہلا حاتی ہوں۔ غریب و حیاں اتری تھی اسان دو دلوں کے پاس بہت غریب  
 ہی تجربہ کے روم میں جانا تھا۔ اب آئی تھی تو تجربہ خلی نے کھن گئی کے کی اور ڈرائے کی طبیعت بھی پوچھ گئے  
 وہ وہاں سے گزر کر تجربہ کے بیڈ روم میں اتر ہوئی تھی مگر اس جہان استغنیٰ خود پے دو آج بھی سرور محسوس  
 تھی۔"

"ہاں حسن اب بولو کیا بول رہے تھے؟" کرشن نے اشارے سے اسے پس منظر کے عکس میں دیکھنے پر مجبور کیا۔  
 "اب تو یہی ہے کہ میں رو کر بوس کروں یا ہر جاتے کا اب دل بھی نہیں کرواتا۔"  
 "تو شہب۔"  
 "میں تو اب تو کچھ کا کچھ کر رہا ہوں۔"

”اور اگر میں دوسروں کی سب بھی نہیں؟“ ارشد نے مسکراتے ہوئے آفری کی۔  
”تمہارے غلوں کی میں قدر کرتا ہوں چلو کر اس بارے میں سچا ضرور جا سکتا ہے۔“ حسن نے اس کی مسکراہٹ کا جواب مسکراہٹ سے دیا تھا۔

”ٹھیک ہے سوچا تم بہت ناظم ہے تمہارے پاس جب تک میں دو گپ چائے پانے کے لاتا ہوں۔ دو گپ  
ہوا اور کچن کی ہاؤس پر چڑھ گیا تھا۔  
حسن نے سیریز پڑا ریوٹ اٹھا لیا اور پی وی آر آکر لیا تھا۔

کوئی آدمی جسے چہرہ صحت بخشد وانیہ، جس کے بیکہ روم سے لائی۔ لائی سکران وانیہ چہرے کی صحت بخشد وانیہ پر لکھ گئی۔

وانیہ، جبکہ کریمہ لگی اس کی طرح بخود لے کر کو جھانے وہ سبز حیاں چہرے کی صحت بخشد وانیہ کے دل میں لکھی گئی۔

کیا آبا اس نے بچے پلٹ کر ایک ٹکڑا دیکھا تھا۔ وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ بری طرح شہنائی بول رہی تھی۔

لوہی کی جانب تیز کرے ہو گی بھی۔  
 ”میرا دل“ حسن کے ہینڈز کے اثرات میں مکرانہ سی محفل کی تھی۔







پاکستان

# پہلوں پر ہمارے

سڑتی شمع کے اس علاقے کا شمار بہت پریشاناتوں میں ہوتا تھا۔ ساحل سمندر کے قریب اس علاقے کے خوب صورت گھر بنی لی نظر میں دیکھنے والوں پر بہت اچھا اثر ڈالتے تھے۔ یہاں گھر لکھا لکھا اچھا خاصا ہنگامہ تھا اور عام آدمی تو اس گھر کے گھر بننے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خوب سمندر کے کنارے پرزے کے ان گھروں کی طرف تھیں جہاں پر سب سے بڑھ کر ساحل سمندر لہجہ ان کے آواز

گھری خوب صورتی نے اس جگہ کو اور زیادہ دلکش اور عزیز بنا دیا تھا۔ ساحل سمندر کے قریب جتنی بھی آبادیاں تھیں وہ سب خوب صورتی میں اپنی مثال آپ تھیں اور آسٹریلیا میں سمندر کے قریب جتنی بھی آبادیاں تھیں وہ سب خوب صورتی میں اپنی مثال آپ تھیں اور یہاں کے گھر ان کا بھی تھا جہاں صرف دو لوگ ہی رہتے تھے وہ بے پروا دیکر گھروں میں بھی کینوں کی تعداد کم ہی ملتی تھی۔ وہ لوگ ایک ساتھ رہنے کے باوجود ایک دوسرے کے لیے اچھے تھے۔ کچھ کو وہ دونوں جہاں جاکے تھے مگر ان دونوں کے تعلقات ابھی مسافروں کی طرح تھے جو ایک ساتھ تو مل رہے تھے مگر ایک دوسرے سے ہاتھ کرتے سے گریزاں تھے۔ ان کے درمیان رجسٹر اور عداوت حد سے بڑھ چکی تھی مگر اس کے باوجود وہ دونوں ایک ساتھ ہی رہ رہے تھے۔ حالانکہ وہ جس ملک میں رہتے تھے وہاں اس قسم کے حالات میں لوگ باعزت طریقے سے ملید ہو جاتے ہیں مگر لگتا تھا کہ ان دونوں کا فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے یا پھر شاید وہ ایک دوسرے کا مبرا آواز ہے تھے اور وقت گزرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ وہ دن بھی عام دنوں جیسا ہی کوئی دن تھا جس روز اس گھر کی صرف ایک کینیں گھر میں موجود تھیں۔ مگر کا دوسرا کین اس وقت گھر سے باہر تھا اور اس لڑکی کو دیکھ کر لگتا تھا کہ جیسے اس کے مبرا کا پان لہجہ بول چکا









تھا۔ اس کے والد سراج دین ایک کھسکھن کھنچی میں سپرد ازار تھے اور نہایت سخت حراج کے حامل رہتے تھے۔ ان کے حراج کی کٹنی کی وجہ سے عروہ کے گھر کا ماحول بہت گھٹا سا تھا۔ بے چارہ کی تنہا عروہ اور اس کے بھائی بھائیوں کو اس کے والد سے دور کر دیا تھا۔ دو ماہ پہلے سراج دین کا ایک بہن ایکٹھٹ ہوا تھا جس کے نتیجے میں وہ اپنی رولوں ہانگوں سے محروم ہو گئے تھے۔ وہی سراج دین جو عروہ کے گردن اکڑا کر چلا کرتے تھے اور اپنے بچہ کی بچوں کو انتہائی کٹر حقوق سمجھتے تھے۔ اب صرف وہی بچہ کے کردہ گئے تھے۔ ان کی چوڑی بھی اب نہیں رہی تھی جس کے باعث وہ حراج بے حرجان ہو گئے تھے۔ گھر کے گزرا پہلے ہی بہت مشکل بن چکا تھا اور اب تو صورت حال اور خراب ہو گئی تھی۔ عروہ کی والدہ بھی اپنی نکلی نہیں تھیں۔ جو وہ گھر کے فطاشی حالات سدھارنے میں اپنا کوئی کڑا وارہ کر سکتی تھیں۔ اس کے بہن بھائی ابھی چھوٹے تھے سب سے چھوٹی بیٹا ابھی آنکھیں میں نمی تھی۔ اس سے بڑی سہیلہ ایک احمقانہ اور بھلی بھلی اور چھوٹا بھائی بھی اسی سیکڑی رہی تھا جس کی تعلیم ہی حاصل کر رہا تھا اس نے سارا کھانا ہار لی اب عروہ کے کندھوں پر آن پڑی تھی۔ اس نے گریختن کے بعد انگریزی ادب میں ماسٹر ڈگری کے لئے درخواستیں جمع کرا دیں۔ اب وہ اپنے بہن بھائیوں کی اہلی سے خواہش سے خواب دیکھتی تھی۔ اس کی انگریزی ابھی کئی لکڑی کے پتے سے تھی اور اس نے اس لیے اس کا خیال تھا کہ اسے لو کر ہی بہت آسانی سے مل جائے گی مگر ابتدائی چند روزوں میں ہاکا کی بے ہوشی اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ جتنی سرسختی قائل ہو جائے، اتنے سفارش کے اسے لو کر ہی نہیں ملے گی۔ باقی سوچوں میں کم چلنے والے دھڑک کے درمیان میں آگئی اور سامنے سے آنے والی گاڑی سے ٹکرا کر گر پڑی۔ دو گاڑی سوئی گئی تھی جو اپنے ایک دوست سے ملنے کے لیے جا رہا تھا۔ ایک لمحے کو اس کا دل ہلکا ہوا کہ وہ اس لڑکی کو سڑک پر چھوڑ کر وہاں سے بھاگ جائے مگر انسانی بھاری کے جذبے کے تحت وہ وہاں پر رکتا گیا۔ اس نے چھوڑ کر لوگوں کی مدد سے لڑکی کو اپنی گاڑی کی ٹیکل سیٹ پر بٹایا اور اسپتال کی طرف چل پڑا۔ عروہ کے سڑک پر کالی گہری چوٹ آئی تھی۔ اسپتال کے شعبہ جراحی میں ابتدائی سرسختی کے بعد عروہ کو قانع کر دیا گیا۔ ڈاکٹر نے عروہ کو مکمل آرام کی ہدایات کی تھیں۔ سوئی نے ڈاکٹر کی تجویز کو رد کر دیا اور ہدایات عروہ کے لیے لی تھیں۔ وہ دونوں جب اسپتال سے باہر نکلے تو رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ عروہ اب سوئی کے ساتھ اس کی گاڑی کی خدمت سیٹ پر چڑھ چکی تھی۔ اس کے سر پر ہلکا اور دھوٹا تھا مگر اب اس کی حالت پہلے سے بہتر تھی، سوئی کی گاڑی بہت آگئی تھی۔ عروہ کے گھر کی طرف رواں دواں تھی۔ سوئی ایک بار سڑک گاڑی چلائے کا نقصان اٹھا چکا تھا اس لیے اب وہ دو بار دوجیز گاڑی چلا کر کوئی نا نقصان نہیں اٹھا سکتا تھا۔ وہی عروہ کے سر اور ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور تیز ڈرائیو تک سے اسے تکلیف ہو گئی تھی۔ عروہ کا گھر ایک چھوٹا سا آدا ملنے میں تھا اور رات کے اس وقت بھی وہاں بہت روشنی تھی۔ عروہ پہنچی گئی کہ سوئی اسے سڑک کنارے اتار دے وہ اپنے گھر خود ہی چلی جائے گی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ سوئی کے ساتھ دیکھے وہ اپنے محلے والوں اور گھر والوں کی ذہنیت سے بہت اچھی طرح واقف تھی مگر سوئی بھند تھا کہ اسے اس کے گھر کے بالکل سامنے اتار دے گا۔ سوئی کے ساتھ اس کا ابتدائی تعارف ہو چکا تھا۔ عروہ کا چہرہ طرح اس نے خیال رکھا تھا۔ عروہ دل سے سوئی کے غلوں کی فاک ہو گئی تھی۔ عروہ کا گھر آچکا تھا۔ سوئی نے اپنی گاڑی عروہ کے گھر کے سامنے کھڑی کر دی تھی۔ عروہ نے تشکر اظہار ہوں سے سوئی کی طرف دیکھا۔

اور گاڑی سے اتر کر اپنے گھر کے اندر چلی گئی۔ سوئی نے مطمئن ہو کر اپنی گاڑی کا رخ اپنے گھر کی طرف موڑ لیا تھا۔ وہ گھر جا کر آرام کرتا چاہتا تھا۔ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے مادہ کا خیال آتے ہی اس کے منہ سے ایک سکرپٹ دور کرنے کی تھی۔ وہ ابھی راستے میں ہی تھا کہ اچانک اس کی نظر اپنی گاڑی میں بندھے ہوئے لٹکانے کی طرف پڑی جس میں عروہ کی اودیات تھیں۔ اپنے بھولنے کی عادت پر کھنت ملامت کرتا ہوا وہ اب دوبارہ سے عروہ کے گھر کی طرف جا رہا تھا مگر وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس نے سڑک پر ایک عجیب و غریب شہر رکھا جو اس کے لیے صرف حیران کن نہیں بلکہ بہت حد تک تکلیف دہ بھی تھا۔

☆.....☆

آرت اسکول کا کھین ختم ہوئے بہت دن ہو چکے تھے مگر علی ابھی تک اس جتنے سکرپٹ چہرے کو بھول نہیں پایا تھا جس کی سکرپٹ اسے دنیا کی خالص ترین سکرپٹ لگی تھی۔ لڑکی بہت حسین تھی اور علی نواز شاہ اس کا حسن متاثر کر چکا تھا مگر علی کو نہ صرف اس کے حسن بلکہ اس کے آرت نے بھی اپنی طرف کھینچا تھا۔ اس لڑکی کا کمرہ امشاد وہاں کی بنائی ہوئی تصویر میں صاف نظر آ رہا تھا۔ علی نے ایک سیکڑی میں بھی سائزہ کی ہاتھ سے بنائی تھی اور بھی تصویر میں دیکھیں تھیں۔ اس کے کام کی خوب سوئی نے علی کی توجہ حاصل کر لی تھی۔ بلاشبہ اس کی تصویر ہی پہلے انعام کی حقدار تھی۔ سائزہ کی بنائی ہوئی تصویر کے مقابلے میں علی کو اپنی بنائی ہوئی تصویر خاص میں کا مجموعہ لگی تھی اور اسے لگا تھا کہ اس کے کام میں بہتری کی بہت گمانش ہے۔ سائزہ کی کوئی کی پیشکش کو رد قبول کر چکا تھا۔ اس کے پاس سائزہ کا نمبر بھی تھا ہر بار جب وہ اسے لڑکے کے پاس لے کر آتا تو اسے لڑکی کی مصروفیت آڑے آجاتی۔ وہ اس کے فون کے انتظار میں بھی تھا مگر سائزہ کا اسے کوئی فون نہیں آیا۔ اسی طرح دن گزرتے چلے گئے۔ علی کے احمقانہ شروع ہوئے اور جب نتیجہ آیا تو علی نے بہت غصے سے سکرپٹ کے کامیابی حاصل کی تھی۔ دو اب آ کے حراج تعلیم کا ن آرتس کے شعبے میں ہی حاصل کر رہا تھا۔ قاضی کا بندھن کے ایک آرت کاغذ میں داخل ہو چکا تھا۔ ابھی کاغذ میں اس کی تلاش کا قاعدہ آقا نہیں ہوا تھا کہ ایک بندھن اپنے باپ کے ساتھ ایک شاپنگ مال میں اس کا سائزہ سے ٹکرا ڈھکیا اور اسے کچھ کر وہ حیران رہ گیا۔

☆.....☆

عروہ جیسے علی گھر کے اندر داخل ہوئی اس کی بچی بھر سراج دین پر پڑی جو اپنی مخصوص دھنل چیز پر بیٹھے بیٹھے اپنی کانٹا کر رہے تھے۔ ان کا حراج کچھ ضرورت سے زیادہ عریض نظر آ رہا تھا۔ اس کی والدہ اور بانی بہن بھائی بھی عجیب غریبوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنے والد کے حراج سے بہت اچھی طرح واقف تھی اور کچھ کٹنی بھی کہہ دات کے اس پر گھر میں داخل ہوتے وقت وہ خطر کے کتنے خیر اس پر نہ سامنے گئے۔ وہ اس تمام سکرپٹ حال کے لیے تیار تھی جو اس کے والد کی طرف سے اسے چھٹی آگئی تھی۔ مگر اس وقت معاملہ اسے اپنی سوچ سے بھی زیادہ عجیب لگ رہا تھا۔ اس کے سر میں ابھی بھی ہلکا سا درد تھا۔ ایک مارنے کے بعد اب کمرے میں کھڑے ہو کر اپنی صفائیاں چھٹا کر اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جائے اور دروازہ بند کر کے گریہ سب اتھا آسمان ٹپک تھا۔ ابھی تو اسے اپنے گھر والوں کو مطمئن کرنا تھا کہ اس کے کمرے بندھی پٹی دیکھ کر اس کی والدہ آگے نہیں آتی۔ اپنے باپ کے زہر پر سب چہرے اسے سنائی دیتے تھے۔







ملی کو ایک کی یہ بات بہت بری لگی تھی۔ وہ کچھ دیر ان دونوں کے پاس کھڑا ہونے کے بعد واپس اپنے والد کے پاس آگیا تھا جو کالی دہرے سے یہ سن کر دیکھ رہے تھے۔ امیرک کی یہ بات سن کر ملی کو کچھ بھی اچھا نہیں لگا رہا تھا۔ اپنی اس عجیب و غریب کیفیت پر وہ خود بھی حیران ہو رہا تھا۔ اس روز سارا کوہ کچھ کر اس کے دل کی دھڑکن جس عجیب انداز سے تہ تیہ ہوئی تھی وہ محبت کی ہی علامت تھی اور ملی کو از شاہ کو یہ بات سمجھنے میں بہت دن لگ چکے کہ سارا سے اس کی صرف وہی نہیں لگی بلکہ سارا سے اسے بہت شغل و غم کی محبت ہو گئی تھی۔

☆—☆

سرخ اینٹوں سے بناد رکھنے والی سوئی کی آگ کا شعلہ تھا۔ اس گھر کے دروازے پر بھی سوئی کی آگ لگی ہو چکی تھی۔ آگ لگنے سے آگ لگنے لگی اور اب سوئی کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ گھر میں موجود ہر شے سوئی کی آگ کو کچھ کر دے اور دہرے سے بھونکنے شروع ہو گیا تھا۔ دھڑکی سے بھاگتا ہوا آکر سوئی کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ سوئی کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک اٹھے۔ سوئی نے اس کے لیے ہجر کے لیے عہدہ کو بھی حیران کر دیا تھا۔ سوئی نے اس کے گھر کو دیکھ کر سہلایا اور پھر اسے اپنے اتار کر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ جبک شعلہ بھی سوئی کا اشارہ دیکھ کر آگے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازوں پر اب گھر کے وسیع و عریض لان سے گزر کر اندر کی طرف داخل ہو رہے تھے۔ گھر کا لان کھنوں کے اعلیٰ ذوق کا اظہار کر رہا تھا۔ وہ دروازوں کا رنگ دم میں داخل ہو گئے تھے۔ دار لنگ دم میں موجود فرنیچر اور پیش اشیا کی سہولت بھی دیکھنے سے حلق رکتی تھی۔ عام حالات ہوئے تو مردوں میں امارت سے بہت متاثر ہوئی مگر اس وقت وہ غورانی زمر کی سے چیز لگتی۔ اگر سوئی اسے نہ بتاتا تو وہ کسی گاڑی کے چمپے آکر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیتی۔ کیوں کہ اسے لگتا تھا کہ اس کے جیسے کا کوئی چارو لگتا ہے۔ سوئی اسے ڈانٹ کر دم میں بٹھا کر خوراد پر سیر میوں کی طرف چلا گیا تھا۔ جوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اسے وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ اس کے گھر کی کوئی ملازمہ تھی۔ جو عہدہ کو بھی لینے آئی تھی۔

”عہدہ! یہ رضیہ ہیں۔ ہماری خاندانی ملازمہ ہیں۔ آپ ان کے ساتھ ادھر چلی جائیں۔ یہ آپ کو آپ کے کمرے میں لے جائیں گے۔ ابھی آپ آرام کریں۔ کیوں کہ ابھی آپ کو آرام کی سخت ضرورت ہے۔ مجھ پر کھڑے ہیں۔ کیا کہنا ہے۔“ یہ سب کہتے ہوئے سوئی اب اس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔

”آپ کی زندگی کی یہ بہت بڑی آزمائش ہے۔ عہدہ! آپ نے مجھ پر عہدہ کیا ہے تو یقین رکھیں سوئی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔“

سوئی کے یہ احادیات پھر نے جسے من کر عہدہ کی آنکھوں سے آنسو اب اور شدت سے بہنے لگے تھے۔ خود پر بٹھائے گئے منہ کے تمام پرے اس نے ہٹا دیے تھے۔ زندگی میں ہم پر کتنا ایسے لمحات آتے ہیں جب ہم کسی ایسے کام سے کسی لحاظ میں ہوتے ہیں جس پر سر رکھ کر ہم اپنے سارے آنسو بہا دیں اور اس ایک کام سے ہم اپنے آنسوؤں کا بوجھ ڈال کر ہٹا دیں۔ سوئی کو اس طرح دیکھ کر سوئی کا انتظار بھی رکھ ہی گیا تھا مگر اس وقت تو وہ عہدہ کے لیے صرف دعا ہی کر سکتا تھا۔ وہ کچھ دیر عہدہ کے پاس بیٹھ کر اسے قتلان دیکھتا رہا اور پھر عہدہ رضیہ کے ساتھ ادھر کرے میں بیٹھ گئی۔ سوئی نے اپنی والدہ کو ساری جھپٹ بتا دی تھی۔ انہوں نے سوئی کو یقین دلایا تھا

کہ وہ عہدہ کو اپنی بیٹیوں کی طرح ہی خیال رکھیں گی۔ بلکہ اس کے والدین سے خود جان بات کریں گی۔ وہ عہدہ رضیہ کے کوئی نہ کوئی بہتری کی صورت نکال آئے گی۔

☆—☆

پتھر جاسن کی زندگی وہی چیزوں کے گرد گھومتی تھی یا تو وہ بہت زیادہ غریب تھا یا پھر عورتوں کے ساتھ دل کی کرنا رہتا تھا۔ ان دونوں چیزوں کے لیے بہت عرصہ چاہے تھا جو کسی اس کے پاس ہوتا تھا وہ کبھی نہیں ہوتا تھا۔ پہلے تو اس کی بیوی اسے کچھ نہ کچھ جتنی راضی تھی اگر نہیں بھی دیتی تھی تو وہ بیوی سے بچھڑ کر اپنا گزارا کر لیا کرتا تھا مگر جب سے اس کی بیوی بستر سے لگی تھی اس کا گزارا بہت مشکل سے ہونے لگا تھا۔ وہ ایک بار میں ملازمت کرتا تھا۔ اس کی چوری کرنے کی عادت کی وجہ سے بار کا مالک اسے کئی دفعہ نوکری سے نکال چکا تھا مگر پیلر اس سے ہر بار نئے سرے سے معافی مانگ کر پھر سے کام شروع کر دیتا تھا۔ بار کا مالک جانتا تھا کہ وہ بڑا جیسا بھی ہے بہت جھنجھکی ہے۔ اس لیے ہر بار وہ اسے کچھ نہ کچھ رعایت دے دیا کرتا تھا۔ پچھلے کچھ عرصے سے اسے قرض مانگنے کی عادت پڑ گئی تھی اور وہ سود کی وجہ سے وہ قرض بہت بڑھ گیا تھا اور اب تو قرض خواہ اسے جان سے مارنے کی دھمکیاں دینے لگے تھے۔ اس کی ایک ہی بیٹی تھی سارا جس کی ذہانت کے چرچے اس کے پورے علاقے میں تھے اور اب تو اس کے ہاتھ سے بیٹی کی تصاہیر ہاتھوں کا تھک رہی تھی مگر وہ اپنی کالی میں سے پتھر کو ایک پتھر بھی نہیں دیتی تھی۔ بیچ جانتا تھا کہ سب اس کی بیوی کے بڑھانے ہوئے اسباق ہیں جن پر اس کی بیٹی دل دل جان سے عمل کر رہی ہے۔ باقی قرض خاتون کو تو وہ کسی نہ کسی طرح دل دیا کرتا تھا مگر تصحیح جاسن جو کہ ایک سیاہ تاج پر دیکھتا تھا اس نے پتھر کا پتھر سام کر رکھا تھا۔ وہ ایک دربار پتھر کو اپنے کندوں سے مار رہی پڑا چکا تھا۔ تصحیح جاسن کا ایک ہی بیٹا تھا ایک کچھ تصحیح جاسن کی طرح ہی زمانے پھر کا تھا اور پھر ماند ذہنیت رکھنے والا انسان تھا اور پتھر دیکھ چکا تھا کہ وہ سارا ملا جلا ہتھالی لے ہوئے نظروں سے دیکھتا تھا۔ جب تصحیح نے امیرک اور سارا کی شادی کی خبر پر بھی تو پتھر نے مسافہ لگا کر دیا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی اس کی یہ بات کسی بھی نہیں مانے گی اور وہ خود بھی امیرک کو سارا کے لیے اپنی غیر مناسب سمجھتا تھا مگر تصحیح کا قرض کی دھمکی کا تھا خدا سے بڑا جبار تھا اور اس نے پتھر کو دھکی دیا تھی کہ اس کا کردار اس رشتے پر خاندانہ افوا تو سارا کے ساتھ جو کچھ ہو گا اس کا ذمہ دار پتھر خود ہو گا۔ پتھر کے لیے یہ ساری صورت حال بہت پریشان کن تھی اگر وہ سارا کو دیکھ کر شکر کر دیتا تو کم از کم تصحیح اس کا قرضہ معاف کر دیتا اور ایک روز اس نے امیرک اور سارا کی منگنی کر دی۔ منگنی کا انتظام تصحیح کے گھر ہوا تھا۔ یہ بات اس نے اپنی بیوی سے چھپائی تھی اور اپنی کو کسی طرح مٹایا تھا کہ وہی الحالی منگنی کر لے شادی وہ سارا کی پسند سے ہی کرے گا۔ سارا واپ کی انتہا پر مان توئی تھی مگر اسے جلد از جلد امیرک سے جان پھرائی تھی۔ کیوں کہ منگنی کے بعد امیرک اب ہر جگہ وہی اس کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ وہ اپنے بھی اب تو اس کی آنکھوں میں کوئی اور ہی چہرہ سما گیا تھا جو سارا کے لیے دنیا کا خوب صورت ترین چہرہ تھا۔

☆—☆

عہدہ کی زندگی کی وہ پہلی ترین رات تھی۔ اس رات اس کے ساتھ ایک کچھ بڑا ہو چکا تھا کہ اب عہدہ کچھ بڑا ہونے کی کچھ شے نہیں تھی۔ وہ اپنی قسمت پر ماتم کرتے ہوئے نرم اور آرام دہ بستر پر لیٹ گئی تھی جو



## انٹرنیشنل پبلی کیشنز کے نئے ناول شائع ہو گئے ہیں

اب کر میری رفوگری	مصنف: سائرہ رضا	قیمت: 600/- روپے
رگ جاں جو قریب تھے	مصنف: صادق محمود	قیمت: 600/- روپے
دل کی دہلیز پر	مصنف: اشتیاق طاہرہ	قیمت: 600/- روپے
میرے ہمسنوا کو خبر کرو	مصنف: فاخرہ گل	قیمت: 600/- روپے
زندگی کی حسین راہ گزیر	مصنف: میرا شریف طور	قیمت: 400/- روپے
وہ اک لمحہ محبت	مصنف: میرا شریف طور	قیمت: 400/- روپے
دروں	مصنف: غبیلہ عزیز	قیمت: 900/- روپے
زرد پتوں کا شجر	مصنف: نایاب جیلانی	قیمت: 400/- روپے

انٹرنیشنل پبلی کیشنز  
 37852548-37888958-042-37888958

خاص طور پر شاید اسی کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اسے خند نہیں آئے گی۔ جس کرب سے وہ گزری تھی اس میں خند کا آنا بہت مشکل تھا کہ ہنس پر ہنسنے والی آنکھوں میں پانی نہ پڑے۔ شاید ان ادویات کا اثر تھا جو ڈاکٹر نے اسے دی تھیں۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو کمری صبح دس بجے کا وقت بتا رہی تھی۔ وہ بتدینا بہت دیر تک سوئی رہی تھی۔ وہ انڈیا کرینچنگ چکی تھی۔ ابھی اسے کمرے سے باہر نکلنے کا سہاگہ ہی رہی تھی کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔

"جی آجائیں۔" اسے کہہ کر وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔  
 "سلام! مامی صاحبہ! آپ فریضہ اور کرناشہ کو لیں۔ آج وہ آپ نے ضرور کرنا ہے۔ اس کے بعد آپ کو میڈیسن لینی ہے۔ آج پندرہ اگست کا دن ہے۔ اس لیے یہ سب کہنے کے بعد کرناشہ میڈیسن پر روک دیا۔  
 "موسیٰ! خود کہاں ہیں؟" عروہ نے پوچھا۔

"موسیٰ صاحبہ تو پوچھ رہی جا چکی ہیں۔ وہ تو اب بیمار کوئی آئیں گے۔ آپ الہتہ ناشہ کرناشہ کے بیچ بیٹیم صاحبہ سے ضرور مل لیجئے گا۔ وہ صبح سے دو تین بار آپ کے پیش پر چڑھ چکی ہیں۔" رضیہ اور مکی بہت کچھ بولتی جا رہی تھیں مگر عروہ کو اس کی کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ ناشہ کو کمرے سے باہر لے گئی تھی۔ عروہ نے نہایت بے دلی سے چہرہ لٹے لیے۔ اس کا ہونٹ بھی کھانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ اسے موسیٰ کی والدہ فارغی تھیں اس کا مطلب یہی تھا کہ موسیٰ نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ والدہ ان کے بیٹے سے خود راہبراری ہی لے کر آئی تھیں۔ وہ خود سے اس کے کمرے میں آ گئیں۔ وہ نہایت پروکاری طبیعت کی مالک تھیں۔ عروہ ان سے پہلی ہی نظر میں متاثر ہو چکی تھی۔

"کیسی ہو عروہ بیٹا؟" وہ عروہ کے قریب آ کر بیٹھ گئی تھیں۔ عروہ کو ان کے پوچھنے کا انداز ناگوار تھا۔ بہت برا لگا تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔  
 "ارے یہ کیا تم بھر سے رونے لگ گئیں۔" موسیٰ کی والدہ نے اسے خود سے بہت قریب کر لیا تھا۔  
 اب اس کی پشت سہلاتے ہوئے اسے تسلیاں دے رہی تھیں۔

"مجھے موسیٰ نے آپ کے بارے میں سب بتا دیا ہے بیٹا! میں اور موسیٰ بہت جلد آپ کے والدین سے مل کر آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ بہتر کی کوئی صورت ضرور نکل آئے گی۔"  
 وہ بہت دیر تک اس کے پاس بیٹھیں اس سے باتیں کرتی رہیں۔ انہیں اس لڑکی سے بہت زیادہ ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے ٹھیک سے ناشہ کروا کر اور میڈیسن دے کر اب وہ اس کے کمرے سے باہر آ چکی تھیں۔ عروہ کی وقتی حالت اب پہلے سے بہتر تھی مگر وہ اب بے کمرہ واپس نہیں جاتا تھا۔ ابھی اس کی والدہ سے موسیٰ اور اس کی والدہ کو جلد از جلد یہ بات بتا چکی۔

☆—☆  
 سڈنی کالج آف فائن آرٹس پورٹریٹ آف سڈنی سے ملحقہ ایک ایسا ادارہ ہے جو دنیا بھر میں فائن آرٹس کے سٹوڈنٹس کے لیے ایسی اعلیٰ کلاسز رکھتا ہے۔ یہاں سے فارغ التحصیل طلباء و طالبات میں آرٹ کے بہت سے نامور لوگ بھی شامل ہیں۔ یہ ادارہ اس شعبے میں ماہری نہیں جانتا بلکہ طلبہ کی شخصیت میں ایک ایسا مادہ پیدا کرتا ہے جو ملکی زندگی میں ان کے بہت کام آتا ہے۔ یہاں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے ہر اس طالب علم کا خواب ہے جو فائن آرٹس کی دنیا میں کچھ کرنا چاہتا ہو اور ملکی نوازش کا بھی کچھ ایسا ہی خواب



شہزادہ نہیں ہے تو مجھے بھی ان کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگ مہری جوہر سے اپنا قیمتی وقت برداشت کر سکیں۔ وہ انہی لہجے میں اتنا کچھ بولی کہ اب خاموش ہو گئی تھی۔ موسیٰ اور عمینہ بیگم کے پاس مرد و عورت کی ان باتوں کا بلی جاب نہیں تھا۔ انہی احوال انہیں اس مسئلے کا کوئی حل بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ موسیٰ نے کھڑی کا رخ واپس کر کے طرف واپس موڑ لیا۔ وہ مرد کو دراز لانا چاہتے تھے کہ اس میں نہیں تھا۔ وہ ایسا کیوں نہیں چاہتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اب مرد کو کونسی اداس نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

تھا اور اس کا وہ خواب اس روز پورا ہو گیا تھا جس روز اس نے کالج میں اپنا بیٹا قدم رکھا تھا۔ وہ اپنے بچپن میں اکثر اس عمارت کے سامنے کھڑا اسے دیکھتا رہتا تھا۔ وہاں سے لکھنے والے اور طالب علم جو اپنے ہاتھوں میں کیڑوں اور پرش چٹائیں اٹھائے ابھرے اور ہمارے ہوتے تھے ملی کی خصوصی قوت کے مرکز دیتے تھے۔ اس وقت ملی کا دل چاہتا تھا کہ بھاگ کر اس عمارت کے اندر جائے اور ان طالب علموں کے ہاتھوں سے کیڑوں چیمیں کر تصویریں بنائی شروع کر دے۔ اس کے خوابوں کو تعبیر ملی ہی کی اور اب وہ آرت کے اس تاج محل میں اپنے خوابوں کی تعبیر سے لطف اندوز ہو رہا تھا اس کالج کے وسیع دھرمیں گراؤنڈ وہاں پر موجود درخت اور ان سے گرتے تھے ایک نہایت خوب صورت منظر تخلیق کرتے تھے۔ قدرتی مناظر سے محبت کرسٹنہ ڈانکوس کے لیے یہ مناظر کسی موت سے کم نہیں تھے۔ اکثر تو عمر معصوم لڑکی گراؤنڈ زمین کھڑے ان مناظر کو کیڑوں کی باتارنے کی کوشش کرتے نظر آتے تھے۔ ملی کو لگتا تھا کہ جیسے وہ جادو کی کسی ایسی دنیا میں آ گیا ہو جہاں ہر گھنٹہ پر ایک منظر ہوتے ہوں اور وہ خود بھی کیڑوں کی طرح رنگ کا حصہ ہو۔ اسے یقین تھا کہ یہاں سے وہ جو کچھ بھی سیکھے گا وہ آگے چل کر اس کے بہت کام آئے گا۔ یہاں کے اساتذہ کے سکھانے کا اعزاز بہت دوستانہ تھا اور لہذا وہ اپنی باتوں میں وہ بہت کام کی باتیں سکھا جاتے تھے۔ ملی کی کلاس کے تمام طالب علم ہی بہت دوستانہ حوالے رکھتے تھے۔ شروع کے دنوں میں دو لوگ سینئرز کے ہاتھوں بے وقوف بنے رہے تھے محراب صورت مائی نارنل بھی ملی کی۔ ان کی کلاسز شروع ہوئے ابھی چھ دن ہی ہوئے تھے کہ ایک روز ان کے کالج میں ایک رنگ آفر ایسٹریک کی بارش نے ملی کے پورے وجود کو نکلوا لیا تھا۔ ایک انوکھی سی لطیف خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ وہ رنگ ساز کی محبت کا رنگ تھا۔ جوانی کی کلاس میں اسے دیکھتے ہی ملی کو ہر طرف نظر آنے لگا تھا۔ ساز وہ اس کے ساتھ چمے کی سیاہ حساسی ملی کے لیے بہت خوب صورت تھا۔ اس احساس میں کئی اسی روز کی کئی بھی بھولی گیا جب ایمرک کی ساز وہ کے حوالے سے ایک بات نے اسے کئی دن تک پریشان کر رکھا تھا۔ اسے صرف اتنا یاد تھا کہ ساز وہ اس کی کلاس ٹیبل ہے۔ یہ کالج آتا حسین ملی کو پہلے بھی نہیں لگا تھا۔

پہنچا۔ ہم نے سارہ کی ایک عیسائی کے ساتھ ملٹی کردی مگر میری بی بی مسلمان ہے۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ پہنچ کر ہی بستر پر ملٹی غضب نام لگے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔ چند سال پہلے ایک حادثے کے نتیجے میں وہ اپنی دونوں ناگوں سے محروم ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی سفوری کو اپنی کزنہوری میں بنایا تھا۔ دو ایک مقررہ بھی اور کچھ نہ کچھ تصویریں اور جسے بنا کر اپنا کزنہوری کر لیا کرتی تھی۔ سارہ کو سفوری سے لگاؤ اپنی ماں سے ورے میں ملا تھا۔ سارہ اس کا خیال بھی بہت رکھتی تھی اسے اپنی بی بی پر فخر تھا۔ پھر جو اس وقت اپنے پسندیدہ مشرودب سے لطف اندوز ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے نہایت جذباتی سے کروں ہونے کے نتیجے میں اس کی طرف دیکھا جو صحنے میں بہت حسین لگ رہی تھی۔ اتنے برسوں بعد بھی اس کے حسن کی آب و تاب میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔

پہلے کوئی کھانا نہ کھا۔ سارا رات کی مرضی اس میں شامل تھی۔ پھر نے شراب کا گھونٹ بھرے  
ہے نہایت اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ الجھ کر اس شراب کا حلوہ خراب نہیں کرنا  
چاہتا تھا جو اس کی آپس کے دلچسپی کے کام سے خوش ہو کر اسے دی تھی۔ اس کے ملاوہ اسے شہ بھی  
زادہ ملی تھی۔ اس کا مادہ بنیاد میں حسین کلمات اپنی کچھ کرل فریجڈز کے ساتھ گزارنے کا تھا مگر اب اپنی  
بیوی کے منہ سے یہ فصول ناگہانی ہو کر نہیں بکا مودہ خراب ہو رہا تھا۔

”تم ایک انتہائی جموئے اردو کا انحصار ہو۔ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔“ اس کی بیوی نہ جانے کون سے دھوکے کی بات کر رہی تھی جس پر جیلر کے منے کی انتہاء نہ رہی وہ اٹھا اور باہمی بیوی کے قریب جا کر اس کے کانوں کو چڑ کر دوسرے کچھ بات کرنا۔ اس کی بیوی روتے روتے جیلر اٹھی اس سے پہلے کہ بیوی اس پر حرج نہ دیکھ کر ایک ایک سے ایک آواز نہ اسے روک دیا۔

پانچ ہوا اپنے گھر سے باہر نکل گیا۔ سارہ دھڑکی سے اپنی مائیں کی طرف بڑھی اسے پانی پلایا اور اس کا سر سیدھا کیا۔ ان کے آگے چل کر اب وہ اس کا سر دبا رہی تھی۔ یہ سب اس کے لیے نہیں تھا۔ وہ بچپن سے ہی یہ سب دیکھی تھی۔ وہ مسلمان والدین کی بیٹی تھی مگر اس کا باپ مسلمان ہوتے ہوئے بھی غیر مسلموں جیسی زندگی گزار رہا تھا۔ سارہ دیکھتی تھی کہ اس کا باپ مسجد میں جاتے وہ راہ راست پر آجائے مگر دعا کے علاوہ وہ کچھ بھی کہہ سکتی تھی۔

”سوئی! اب تم نے اس لڑکی کو کہاں بھیجا ہے؟“ غنیمت بیگم نے کہنے کرے میں سوچو اپنے بچے سے  
 ۸؎ اب کس جہاں دونوں مردوں سے پہنچنا دوں گی پریشان نظر آ رہا تھا۔

☆.....☆  
”مجھے اپنے گھر نہیں جانا۔ آپ گاڑی واہیں سوڑ لیں۔ میرانی کر کے مجھے دارالامان چھوڑ دیں۔ میں اپنے گھر نہیں جانا چاہتی۔“

عروہ کی اس بات پر سوئی نے گاڑی روک دی۔ سوئی اس وقت اپنی والدہ و عروہ کو لے کر عروہ کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی والدہ و عروہ کے والدین کو راضی کر لیں گی اور سب چیلے کی طرح مارل ہو جائے گا۔ مگر کبھی کبھی بہت کوشش کے باوجود بھی سب چیلے کی طرح مارل نہیں ہوتا۔ عروہ کی اس بات پر اسے حیرت کا ایک شدید جھٹکا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ عروہ کو کیا چاہیے یا کیا ہو گیا ہے۔

”مگر کیوں مرد و بیٹا! ہم آپ کے گرو والوں کو سجدہ دیں گے۔ دو کئی غلطی کا شکار ہیں۔“ موسیٰ کے  
 بھائی نے غصے سے کہا۔ انہیں مرد و بیٹا کے لیے جس کے روئے نے دیکھنا تھا۔

”آئی! اس رات مجھ پر میرے آپ نے کچھ لگا دیا تھا۔ آئی قلمبندی ہو گئی ہوں۔ میرے اندر سے حسرت کی جڑو آئے گی۔ سچہ میری ماں، بہن، بھائی کسی نے بھی آگے بڑھ کر میرے کردار کی کوٹھالی نہیں دی۔ مجھے اب دو بارہو سے اپنے اس کچھڑا زور دھرو کو کہے کہ اس گھر میں نہیں جانا۔ اگر انھیں میری



"ماما! میں اس حالت میں اسے والا مان نہیں سکتا۔ وہ اپنے کمرے میں جا چاہتی۔ عجیب سی بات کا شکار ہوں۔" موسیٰ سر جھکا کر بول رہا تھا۔

"اس لڑکی کو کہیں نہ کہیں تو بھیجتے ہیں۔ اس کے گھر والے بھی اسے لینے کو تیار نہیں ہیں۔ تم اسے کاحراج تو جانتے ہو انہوں نے آج مجھے سختی سے منع کیا ہے کہ یہ لڑکی دوبارہ سے انہیں اس کمرے میں آئے تمہارے سر والوں کو بھی خبر ہوگئی ہے۔ وہ لوگ بھی ہم سے عجیب عجیب سوال کرتے ہیں۔

"ماما! میں سب جانتا ہوں۔" موسیٰ کا سرا بھی بھی جھکا ہوا تھا۔

"تم نے اس کے گھر والوں سے دوبارہ بات کی؟" شمیمہ بیگم نے پوچھا۔

"ماما! میں اس کے گھر والوں سے کچھ بات چکا ہوں۔ اس کی ماں اور بہنیں تو اس سے ملنا چاہتی ہیں۔ اس کے والد صاحب بھی صورت میں ملنے پہنچے۔ سب سے بڑا کہ یہ عروہ بھی کی صورت اپنے گھر والوں کے پاس دوبارہ واپس جانے پر تیار نہیں ہے۔" موسیٰ نے تفصیل سے بتایا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو؟" شمیمہ بیگم نے اس سے پوچھا۔

"ماما! عروہ کی یہ حالت میری وجہ سے ہوئی ہے۔ آپ کی ہاؤس میں اسے سرائی کر شمیمہ بیگم کی آنکھوں میں آنکھیں والی کر دیات گی۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔ تم نے اتنا کچھ تو کیا ہے اس کے لیے۔" شمیمہ بیگم نے آنکھیں آواز میں کہا۔

"ماما! عروہ کے اوپر جو کچھ کے داغ لگے ہیں انہیں اب میں سنبھال کر رہا ہوں۔ موسیٰ کی بات سن کر شمیمہ بیگم کو لگا کہ ان کے بیروں کے بچے سے آہستہ آہستہ زمین مستی جا رہی ہے۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کل کر کہو۔" شمیمہ بیگم نے انہیں بٹے ہوئے پوچھا۔

"ماما! میں عروہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں اسے اپنا نام دینا چاہتا ہوں۔" موسیٰ نے لڑکھارے بات کہہ دی جو وہ بہت دیر سے کہتا چلا رہا تھا۔

"موسیٰ! مانکہ کا کیا ہوگا؟" شمیمہ بیگم نے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں موسیٰ سے کہا۔ انہیں اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ موسیٰ ان سے کیا کہہ رہا ہے۔

"مانکہ! بہت اچھی ہے۔ اسے بہت سے اچھے لوگ مل جائیں گے مگر عروہ کو اب میرے علاوہ کوئی نہیں اپناتے گا۔" موسیٰ نے کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا اور شمیمہ بیگم کو عروہ کی میں چلی جاواپس اس بچے سے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔

☆.....☆

کالج میں ملی کو دیکھ کر سائرہ کو ایک خوشگوار قسم کی حسرت ہوئی تھی۔ دل ایک انوکھی سی دمن پر ہنسنے لگا تھا۔ جسے محبت کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جاسکتا تھا۔ کالج میں اس کا راجہ تھوڑی دیر سے ہوا تھا مگر یہ دیر بھی اب اسے بری نہیں لگ رہی تھی۔ کالج میں کچھ کے دو واہن کن انکھوں سے ملی کو دیکھتا ہے اچھا لگتا تھا۔ وہ ملی سے بہت ہی باتیں کہہ دیتا چاہتی تھی مگر اسے اس کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ ایک روز کالج آؤنڈویم کے لیے اسٹوڈنٹس کو مختلف کمن پارے بنانے کا کام دیا گیا۔ تمام اسٹوڈنٹس ہی بہت پر جوش تھے اور سب ایک سے بڑا کہ ایک شاہکار تخلیق کر رہے تھے۔ ملی کے گروپ میں ان کی ایک کلاس تھی جس میں موسیٰ

2015-2016

جس کا حصہ ہے۔ یہاں پر اتفاقاً سائرہ کو بہت برا لگ رہا تھا۔ کتنی اور ملی اب اکثر اسے ہی نظر آتے تھے اور سائرہ کو لگتا تھا جب کبھی ملی کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ اسے کھل نظر انداز کر دیتا ہے۔ کالج آؤنڈویم کے لیے سائرہ کے بنائے ہوئے شاہکار کو کئی سب سے زیادہ پسند کیا گیا تھا۔ تمام اساتذہ اور اسٹوڈنٹس اس سے اس بہترین فن بیان کی تعریف کر رہے تھے۔ اسے سہرا رہے تھے۔ ایسے میں سائرہ کو ملی کی کئی بہت بری طرح محسوس ہو رہی تھی وہ نہ جانے کہاں رہتا تھا۔ سائرہ دنیا کی تعریف ایک طرف تھی اور ملی کے بولے ہوئے چند جملے ایک طرف تھے۔ اگر ملی اس کے فن پارے کی تعریف میں چند جملے بول دیتا تو سائرہ کی ساری محنت کا سلسلہ ٹل جاتا۔ سائرہ کو اپنی بیانی ہوئی تصویر کے مقابلے میں ملی کی تصویر زیادہ بہتر لگتی تھی۔ وہ اسے سب کچھ بتاتا چاہتی تھی مگر ملی اس لیے اس کے ساتھ نہیں تھا۔ دے پریشانی لاحق ہوئی کہ آخر ملی کالج آؤنڈویم میں کیوں نہیں تھا اسے محسوس ہوا کہ اس طرح وہ کہاں تھا اور اس وقت کیا کر رہا تھا۔ وہ آؤنڈویم سے کھل کر اب ملی کو احوال سے نکل کر مڑی ہوئی تھی۔ وہ لاہور میں کی طرف جا رہی تھی۔ اس کا خیال تھا ملی بھی اس لاہور میں ملے گا مگر وہ لاہور میں ہی نہیں تھا وہ لاہور میں ہی کے سامنے سو جولاں میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جو اس کے کاغذ سے پر سرکائے دیا تھا ان سے نہ خبر بیٹھا تھا۔ وہ وجود ملی کے اتنا قریب تھا کہ اس کی سانسوں کی گری سے ملی کا چہرہ چمک رہا تھا۔ ناؤ ایک فطرتی مناظر سے کی پیداوار تھی۔ ایسے مناظر وہ اپنے ارد گرد دیکھتی تھی مگر ملی اور شمیمہ کو ایک ساتھ اس طرح دیکھ کر اسے لگا کہ جیسے کسی نے اسے بہت گہری کھائی میں دھکا دے دیا ہو۔ اس کی زندگی کی تصویر میں چند خوش رنگ جواہری اس نے گھر سے شروع ہی کیے تھے۔ ایک دم سے ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے تھے۔ سیاہ رنگ۔ اس کی سب سے پہلی یاد کے وجود کے اوپر اپنا قبضہ جمالیا تھا۔ وہ کچھ تھکے تھکے سوس سے آؤنڈویم کی طرف واپس جا رہی تھی۔ چنانچہ اس کے فن سے محبت کرنے والے بہت سے لوگ موجود تھے مگر وہ جس سے محبت کرتے تھے ملی ہی اس نے اس محبت کا سائزہ کے منہ پر دے مارا تھا۔ ملی کی آنکھوں میں ہمیشہ اسے اپنے لیے محبت نظر آتی تھی۔ مگر وہ کیسے دھوکہ کھا گیا تھا اس کی محبت کا رنگ ابھی کیا تھا جو اتنی جلدی اتر گیا۔ کبھی کبھی ہم جو دیکھتے ہیں وہ ہماری نظروں کا جھوکا ہوا ہے جو ہمارے سامنے ہوتا ہے اس کے پس منظر میں کچھ اور حقیقت ہوتی ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہوتی ہے سائرہ بھی ایک ایسے ہی دھوکے کا شکار ہوئی تھی۔ کہہ ان میں کبھی صورت سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسے اس سے نفرت محسوس ہو رہی تھی مگر نفرت سے زیادہ اسے اپنی اپنے لیے پرونا آتا تھا۔

☆.....☆

موسیٰ پوچھ رہی تھی کہیں اس وقت مانکہ کے سامنے اپنی منائی پیش کرنے لگا تھا اور موسیٰ کو لگا تھا اس پر اس سے زیادہ مشکل وقت بھی نہیں آچھا۔

"عروہ کون ہے؟" مانکہ نے انتہائی ہنگامہ بازی سے اس سے پوچھا تھا۔

"عروہ چھ روز پہلے میری گاڑی سے ٹکرائی گئی۔" موسیٰ لب اسے اب تک کے تمام واقعات کی تفصیل بتا رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کے چہرے کے جذبات بھی خوب کرتا جا رہا تھا جہاں اسے حد و پیمانہ اتاری کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو؟" اگلا سوال کیا گیا۔



"میں نے ہر طرح سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے گھر والے نہیں مان رہے تھے۔  
والا لان میں اسے بھیجنا نہیں چاہتا۔ اب اس مسئلے کا ایک ہی حل روکھا ہے۔" مرنی نے عجیب سی انکروں  
سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا ہے۔ آپ تم کیا چاہتے ہو؟" وہی سوال دوبارہ پوچھا گیا مگر اس بار لہجے میں خوف تھا۔  
سوئی خاموش تھا وہ لفظوں کو ترتیب دے رہا تھا کہ کتنا تھا اس کے حق میں کہیں جھگڑے ہیں۔  
"سوئی! میں تم سے پوچھ رہی ہوں اب تم کیا چاہتے ہو؟ ابھی کے ابھی مجھے بتاؤ ورنہ میرا دم گھٹ  
جائے گا۔" اس بار سوالیہ پوچھنے والے کے لہجے میں صرف شکوک نہیں بلکہ درد اور اذیت سے بھری ہوئی  
چٹخیں بھی شامل تھیں۔

"میں عروہ سے شادی کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے اس مسئلے کا ایک ہی حل ہے۔" نہ کہ مرنی وہاں  
سے اٹھ کر چلا گیا۔ دو ماہ کا سامنا نہیں کر سکتا تھا وہ اس کے آنسوؤں کو نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ خود کو بھی  
دیکھا نہیں بھڑکتا تھا اسے عروہ سے شادی کرنی ہی تھی اور وہی کر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

سنڈی کے موسم کا حراج دیگر شہروں کے موسموں کی نسبت مختصر اور خشک ہے۔ دیگر شہروں میں جن دنوں  
گرماں زوروں پر ہوتی ہیں یہاں پر بھی گرمی سے موسم لہانے لگا ہوا ہو جاتا ہے اور جب وہاں  
سرویاں اپنے رنگ دکھا رہی ہوں تب یہاں گرم ہوا میں اپنے جلوے بکھیرتی نظر آتی ہیں مگر بارشوں کی  
کثرت کے باعث یہاں کا موسم بھی کبھی ناقابل برداشت نہیں رہا ہے۔ ویسے یہاں آئے زور بارشیں  
ہوتی رہتی ہیں مگر مارچ سے لے کر جون تک یہاں بارل ٹوٹ کر برستے ہیں۔ یہاں کے شہری ان بارشوں  
کے اتار چڑھاؤ سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لیے ان کے معمولات زندگی بکھوٹا نہیں  
ہوتے۔ انکی شدید بارشوں کے دنوں میں جب سنڈی شہر پر بھاری بارش پڑی طرح چھائی ہوتی تھی پھر  
کے گھر کا دروازہ کدوم ایک مہمان کی آمد سے سہا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ مہمان جسے تمام تھا جس وقت ایک ماہر  
سازر کی شادی کی بات فاصل کرنے آیا تھا۔ وہ پیر کے روز روز کے پہانے سن کر کھج آچکا تھا اور اس روز  
وہ گھر سے فیصلہ کر کے آیا تھا کہ وہ پیر سے اس سلسلے میں آخری بات کرے اور اس ذاتی اذیت سے نکلے  
جس نے کچھلے گی روز سے اس کی باتوں کی تجدیدیں حرام کی ہوئی تھیں۔ ایک تو اسے پیر کا وہ یہ ٹھیک نہیں  
لگ رہا تھا دوسرا وہ ایک کی وجہ سے بھی پریشان تھا۔ ایک نے اسے بہت تنگ کیا ہوا تھا اس کا روزانہ  
ایک ہی مطالبہ ہوتا تھا کہ پیسہ پیر سے مل کر شادی کے معاملات کو آگے بڑھائے۔ سو اس روز شدید بارش  
کے باوجود وہ پیسہ کے گھر پر بات کرنے کے لیے آیا تھا۔ ابھی اسے دروازہ پر قدم رکھتے ہی پیسہ توڑی دہری  
ہوئی تھی کہ پیسہ بھی آگیا۔ پیسہ کو اپنے گھر میں رکھ کر پیر کو کچھ خاص خوشی نہیں ہوئی تھی مگر وہ سب پیسہ پر  
غیاہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے دروازہ پر قدم رکھ کر اسے کی طرف نظر ڈالی جہاں اس کی بیوی سوری  
تھی۔ اس نے دل ہی دل میں سکون کا سانس لیا کہ اس کی بیوی جاگ نہیں رہی اور نہ پیسہ کو کہہ کر اس نے  
ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔

"کیسے ہو پیر؟" پیسہ نہایت گرجوٹی سے اس سے ملنے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔  
"میں ٹھیک ہوں پیسہ! تم سنا کیسے آتا ہوا؟" پیر نے اس کے پیچھے غیاس سے آنے کی وجہ پوچھی۔

بات پیسہ کو یہی لگتی تھی کہ اس نے غایب نہیں کیا تھا۔  
"میں دراصل ایک اور سازر کی شادی سے حلق ہات کرنے آیا ہوں۔" پیسہ نے آنے کی اصل وجہ  
جان کر دینی کی اور اب وہ پیر کا کوئی نیا بہانہ سننے کا شکر تھا۔

"پیسہ! تم جانتے ہو سازر کی پر حالی کھل ہوئے سے پہلے میں اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔  
میں جیسے پہلے ہی کئی بار یہ بات بتا چکا ہوں۔" پیر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسے پیسہ کی جلد بازی  
پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ یہ بات بہت دلدل پیسہ کو بتا چکا تھا مگر پیسہ نے اس بات کو لے کر بیٹہ جانا تھا۔

"مگر اس بار صورت حال مختلف ہے۔ دراصل ایک کو اسکاٹ لینڈ کی ایک بچی میں بہت اچھی نوکری  
مل گئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سازر بھی اس کے ساتھ چل جائے۔ ایک کی بھی بچی خواہش ہے۔"  
پیسہ نے سچ اور جھوٹ کی آمیزش کرتے ہوئے بات بتائی۔ ورنہ ایک کے کفر فتنوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ  
اسے اسکاٹ لینڈ میں نوکری مل گئی ہے۔ اس کا ثبوت سنڈی کے انتہائی اذیت قسم کے بے کاروں میں ہوتا  
تھا۔ جو کوئی بھی کام کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

"اور سازر کی تعلیم؟" پیسہ نے پوچھا۔

"اسکاٹ لینڈ میں بہت سے ادارے ہیں۔ سازر وہاں سے پڑھ لے گی۔ ویسے بھی دو اتنی  
ذہین ہے یہاں بھی جاسے گی۔ کامیابی ہی حاصل کرے گی۔" پیسہ نے یہ کہہ کر اب پیر کے لیے کوئی  
تجارت نہیں چھوڑی تھی کہ وہ مزید کچھ سوال کرے۔

"مگر سازر کیسے بنائے گی؟" پیر نے خود کوئی کی کہ وہ جانتا تھا کہ سازر اس شادی کے لیے بھی  
بھی نہیں مانے گی۔ پیسہ نے پیر کی خود کوئی سن چکا تھا۔

"اپنی بیٹی کو سنا اب تمہاری دیکھ باری ہے پیر! مگر یہ وہ نہایت خوش نظر آ رہی تھی۔ اب اس کو کیا  
مسئلہ ہے اگر تم اس رشتے کو ختم کرنا چاہتے ہو تو پہلے میرا نام فرمنا سو سمجھتے دو دنوں میں واپس کر دو۔  
پھر جہاں فیصلہ کر لینا اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کل رقم کتنی تھی ہے۔" پیسہ کی یہ باتیں سن کر پیر کو  
پست کیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرنے لگا تھا اس نے اس مسئلے کو کسی نہ کسی طرح حل کرنا تھا۔

"ٹھیک ہے پیسہ! اگلے سنڈے کو ہم ایک اور سازر کی شادی کر رہے ہیں۔" پیر نے نہایت گھٹ  
خودرو اعمال میں چٹاپ دیا۔ بارش کی رفتار بہت کم ہو گئی تھی۔ پیسہ نہایت خوشگوار موڈ کے ساتھ اپنے گھر  
واپس چلا گیا تھا مگر پیر کی پریشانوں میں ایک اور پریشانی کا اضافہ ہو گیا تھا وہ جس طرح اپنی بیوی پر تنگ  
کر کے اپنی بات منوانا تھا سازر کے ساتھ اس نے کبھی بھی غصے سے بات نہیں کی تھی مگر اب پیسہ کی اس  
نئے سازر پر بھی وہی طریقہ اگر لگاتا تھا سازر کے کالج سے آنے میں تھوڑا وقت ہی رہ گیا تھا اور سنڈے  
آنے میں بھی بہت کم دن تھے۔ پیسہ نے اپنی بیوی اور نئی دلوں کو اس شادی کے لیے تیار کرنا تھا۔  
اگر وہ پیر کی جھگڑے کے اس کی بات مان لیں تو ان کے لیے بہتر تھا ورنہ پیر کو دوسرا طریقہ اختیار کرنے  
میں کوئی قیادت نظر نہیں آ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"عروہ! ابھی توڑی دہری میں جیسے پیر سے ساتھ چلا ہے۔ میں گاڑی میں تھا ہمارا انتظار کر رہا ہوں۔"  
مرنی عروہ کو یہ کہہ کر واپس اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔







تجاری شاہی ہے اور تمام اپنی ماں کو بھی بتا دو۔ اگر تم دونوں میں سے کسی نے گزری کی کوشش کی تو چھاپیں ہوگا۔" پلٹنے سے پہلے اس نے اپنی بیٹی کے چہرے کے جذبات ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے لایا! میں تیار ہوں۔" سارا خلست خورہ انداز میں اتنی ہوتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پلٹے پر ان نگرہوں سے اسے اپنے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا رہا۔ اسے امید نہیں تھی کہ سارا واقعی جلدی مان جائے گی مگر سارا تو اس روز ویسے ہی اتنی ٹوٹی اور بکھری ہوئی تھی کہ اس کے اندراب ساری حراست دم توڑ چکی تھی۔ وہ زندگی سے مدد و ہرج باہوس ہو چکی تھی اور خود کئی جیسے حرام عمل سے بہتر تھا کہ وہ ایک سے ساری کر لیتی اور وہ بھی کرنے جا رہی تھی۔

☆ ☆

عروہ کے ساتھ ساری نے سوئی کی زندگی میں جو مشکلات گزری کرنی تھیں سوئی ان کیسے بہت اچھی طرح واقف تھا۔ اس لیے اس نے کبھی بچہ نہیں سمجھا کہ عروہ کو اپنے گھر لے جانے کی بجائے اپنے دوست کے گھر لے جائے۔ محسن اس کا صرف اور بہت اچھا خیال تھا۔ اس کے لیے بھائیوں کی طرح سارا وہاں کر رہا اور اذیت کو محسوس کر سکتا تھا جن سے ان کو توڑی ہوئی گزروں پر رہنا تھا۔ محسن کا گھر سوئی کو ہر لحاظ سے بہتر لگتا تھا۔ یہ محسن کی دوسری ایک درمیانے درمیانے رہنے کا گھر تھا۔ محسن کے ایک کمرے میں سوئی نے اپنا رہائش رکھی ہوئی تھی جب کہ باقی دو کمرے کو اس نے آرٹسٹ رہم بنایا تھا اور کئی کئی دوسرے کیمپائن اسٹوڈیو کے لیے بھی ان کمروں کو استعمال کر لیتے تھے۔ محسن کی چھٹی لنگ ہے باہر تھی۔ وہ اس گھر میں اکیلا رہتا تھا۔ ڈگری حاصل کرنے کے بعد اس کا ارادہ تھا کہ وہ ایک لنگ سے باہر جائے گا تھا۔ سوئی کے کہنے پر اس نے اپنے گھر کے باقی دو کمرے مکمل طور پر خالی کر دیے تھے اور وہاں پر ضرورت کی تمام چیزیں رکھ دی تھیں اس نے سوئی کو کہہ رکھا تھا کہ وہ جب تک چاہے اس کمرے میں رہ سکتا ہے۔ سوئی جانتا تھا کہ محسن صرف ذہانی باتیں نہیں کر رہا بلکہ وہی طور پر بھی ایسا کچھ کر گزروں کے محسن سے کہہ سکتا تھا۔ محسن نے اس کا سامان مکمل طور پر سین کر دیا تھا بلکہ وہاں موجود مالاری میں بھی جدید طرز کے کچھ لباس رکھ دیے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ٹولی اپن کے سامنے اس کے دوست کو کوئی شرمندگی ہو۔ محسن نہ صرف سوئی کا بلکہ نامہ کا بھی بہت اچھا دوست تھا۔ وہ نامہ کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر سوائے انفسوس کے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ نامہ کو اس حقیقت کو مان لینا چاہیے کہ اس کا اور سوئی کا ساتھ ہر اتنی ہی تھا محسن کے نزدیک جو بہت معمولی بات تھی۔ نامہ کے نزدیک وہ ایک ایسی حقیقت تھی جس نے اس کے چہرے پر بے وجود میں آگ بھردی تھی جس میں اب ساری عمر اسے بھٹنا تھا۔ ان دونوں کی سوچ میں ہر اتنی ہی فرق تھا۔

عروہ، سوئی کے ساتھ شہر کے اس پتے پر ملائے میں موجود محسن کے اس خوب صورت گھر میں داخل ہو چکی تھی۔ گھر کو دیکھ کر پہلا خیال یہی آتا تھا کہ یہ واقعی محسن کی آرٹسٹ کا گھر ہے۔ وہ دونوں جیسے ہی گاڑی سے اترے ایک دہانے پہلے سے ٹو جواں نے ان دونوں کا استقبال کیا اور وہاں محسن ہی تھا جس کا ذکر سوئی، عروہ سے کر چکا تھا۔ محسن اور سوئی کی بے تعلقی دیکھ کر عروہ کو اعجاز اور دھماکا محسن اس کا بہت گہرا دوست ہے۔ عروہ اب محسن اور سوئی کے ساتھ گھر کے اندر وہی جیسے میں داخل ہو رہی تھی۔ سوئی کے ساتھ چلتے ہوئے عروہ کے احساسات بہت عجیب سے ہو رہے تھے۔ یہ احساسات بہت خوب صورت اور دلچسپ

اور محبت سے لبریز تھے۔ وہ محبت سے گندمی ہوئی لڑکی تھی۔ سوئی کا نام اس کے دل پر نقش ہو چکا تھا اور اب وہ ساری زندگی اس نقش کو اپنے دل سے مٹا نہیں سکتی تھی۔ سوئی کے احساسات بھی عروہ سے مختلف نہیں تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے عروہ سے محبت ہے یا نہیں مگر اب اس کی صورت عروہ کو خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آخر یہ محبت تھی تو سوئی کو واقعی میں عروہ سے محبت ہو گئی تھی۔ اسے یہ کہنے میں کوئی قہر نہیں تھی کہ محسن کی آنکھوں والی لڑکی نے اس کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ محسن ان دونوں کو ان کے کمرے میں چھوڑ کر آیا۔ کمرے میں چھوڑنے کی بجائے محسن نے ان کو بہت ملکی مملو ہو رہی تھی۔ سوئی نے دار و دروب کھولی تو اس میں عروہ کے لیے جدید طرز کے چند ملبوسات موجود تھے۔ سوئی کے کہنے پر عروہ نے اس میں سے ایک لباس کا انتخاب کر لیا۔ عروہ جب سے سوئی کے گھر آئی تھی وہ اسے چھو سے پہنوں میں بھی بیوی دیکھ رہا تھا۔ سوئی کے گھر کی خاتون ہمیشہ بہترین اور ستر کے خف کر ملبوسات کا ہی انتخاب کرتی تھیں اور سوئی خود بھی ہمیشہ نہایت چمکے پٹے پہنتا تھا۔ عروہ کے لیے وہ کچھ خاص خریداری نہیں کر سکا تھا۔ محسن ہی اس سے کہنے پر چند ملبوسات لے کر آیا تھا مگر سوئی کو محسن کے انتخاب سے خوشی ہوئی تھی۔ اس معاملے میں محسن نے اسے باہوس نہیں کیا تھا۔ عروہ اب اس کی فائدہ دہی تھی۔ اب وہ اس لڑکی کو ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ محسن کے گھر میں داخل ہو کر رہا تھا اور جانتا تھا کہ ساری کی خبر لیتے ہی اس کے گھر والوں کا رد عمل بہت شدید ہوگا۔ اس کے والد صاحب اسے جانتے اسے عاقبت بھی کر سکتے ہیں اور اس نے آخری حد کا سوچ کر ہی عروہ کو گھاپا تھا۔

ذرا بیچ بچہ سوئی کا بہترین طالب علم تھا۔ اس کے ہاتھ سے بنائی گئی تصویروں کو ہر سٹار پر پسند کیا جاتا تھا۔ اس کے اکلوتے میں موجود دل کی مثال ان دونوں کے لیے بہت تھی۔ کچھ عرصے بعد ہونے والے انتخابات میں بھی اسے امید تھی کہ وہ اپنے فیصلوں سے کامیابی حاصل کرے گا۔ اسے اپنی بیوی دہی میں نہایت اچھے بیویوں نے چھاپنے کی دیکھش ہو چکی تھی اور ان حالات میں وہ اس دیکھش پر نہایت سنجیدگی سے عمل کرنے کا سوچ رہا تھا۔ ایک آرٹسٹ کیلری میں اس کا ارادہ اپنے ہاتھ سے بنائی گئی تصویروں کی تلاش کرنے کا تھا اور اسے پوری امید تھی کہ اس کی تصویریں ہاتھوں ہاتھ لیں گی۔ وہ اپنے روشن مستقبل کے حوالے سے جاگتی آنکھوں سے کچھ غائب ہو چکے تھے۔ عروہ نے سوئی کو عروہ پر نقش ہو کر آئی۔ وہ اس جدید طرز کے لباس میں بلاشبہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ سوئی بے اختیار کئی نامہ کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ سوئی کو اس قدر دلچسپی سے دیکھنے پر عروہ نے کچھ بھڑکے ہوئے ہو کر اس کی طرف دیکھ کر کہی کہ اس کا سونا لہو کی مسکراہٹ اس مسکراہٹ کے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔

عروہ کو اسے میں موجود بڑے سوئی کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی مگر اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اب ان کی آنکھوں کے پیچھے چھپ چکی تھی جس طرح کے حالات سے وہ آگاہی تھی ان کے بارے میں سوچ کر اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ عروہ کی اس طرح اس کا دیکھ کر سوئی کو لگا کہ جیسے اس کا دل کسی نے مٹی میں لے کر سل دیا ہو۔

"عروہ! وہ انتہائی محبت سے بولا۔ اس نے عروہ کے ہاتھوں کو ایک جذب کے عالم میں قلم لیا تھا۔ "تم میری زندگی میں آنے والی ہو گئی تھیں۔ مجھے پہلے کبھی بھی لڑکیاں میری زندگی میں آئیں وہ سب ہوا کے بھوکوں کی طرح اپنی ایک جگہ نہ کھڑی ہو سکتی تھیں۔ وہ یہ سب کہتے ہوئے انتہائی محبت سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ابھی میں چند گونئی میں تو اسے ادراک ہوا تھا کہ یہ محسن ہی تھی۔



**f PAKSOCIETY**



# ضیور و ضرب و سہلی



پانی کا گلاس جلدی سے لہوں سے لگایا۔ پانی پی کر اس کے کچھ دواس بہتر ہوئے۔  
پردہ ابھی بھی خوف سے لرز رہا تھا۔ "اللہ یہ کیا بھانک خواب تھا۔" اس نے خودکامی کی تھی اس کے کانوں میں جگر کی اذان کی آواز آئی۔ اپنے ذہن کو ہر سکون اور خواب کے اثرات وائل کرنے کے لیے وہ غماز کی نیت کرنا بند سے اتر گیا۔

☆—☆

"ہماری حکومت واقعی بے حس ہو چکی ہے۔ حکومت کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا جیسے۔" بیوی بانی یعنی منصورہ بیگم نے انسو سے لہجے میں ٹی وی پر چلتی صحرائے عمر کی نیوز پر تبصرہ کیا۔ خراشیں کھاتے اسفند یار کے ہاتھ اس بات پر ہلے بھر کو تھے اور ذہن میں کچھ بھسا کا سا ہوا۔ "ذیل۔ سوم۔ سر پرانہ۔ میرا رزلٹ آگیا۔ ایم سو پٹی۔" تب ہی طلوعہ کی پرچش آواز پر اس کا دھیان بھٹک گیا۔ عالمگیر تعلیمی پانچ افراد پر مشتمل تھی۔ اسفند یار عالمگیر جو پہلے ڈیپارٹمنٹ میں DCO کی پوسٹ پر تھے۔ ان کی بیوی میرا اسفند یار ان کے دو بچے بڑا بیٹا عالمگیر عالمگیر چھوٹی بیٹی طلوعہ اور ان بچوں کی راہی یعنی منصورہ بیگم۔ ذہن کے بعد ان سب کا مشترکہ معمول تھا کہ کوئی ایسی روایت شروع سے چلتی آئی تھی جسے اسفند یار عالمگیر نے بھی برقرار رکھا تھا۔ ابھی بھی وہ سب لیوی لاؤنچ میں موجود تھے ماسوائے طلوعہ کے اور وہ بھی اچھلتی کودتی سب کے جج آجور ہوئی تھی وہ بھی اتنی اچھی خبر کے ساتھ تھیں کہ سب بے حد خوش ہوئے تھے۔

"اے دادا! یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے۔"

جس نے جگر خراش کے درد میں ڈوب رہا تھا اس سے چار سو غار آلود بھانپاں تھیں اور نظر کے سامنے لاشیائیں صحرانہ۔ وہ اس آنکھیں صحرانہ سے لکھ چاہ رہا تھا جیسے نہ کوئی بندہ تھا نہ کوئی بندہ کی ذات۔۔۔۔۔۔  
سستل لڑنے سے اس کے اعصاب شل ہونے لگے تھے۔ اس کا توشہ نہ جانے کہاں گر چکا تھا۔ خالی پیٹ نے اس کی ساری توانائی جذب کر لی تھی۔ وہ بے ہی جیسے تھی پانی کی ریت پانی کو اپنے اندر جذب کر گئی ہے۔ بھوک سے اس کی استریوں میں بلی پڑ گئی تھی اور جاس سے سوکے مقلق میں گویا نوٹیلے کاٹنے آگ آئے تھے۔ پاؤں کے نیچے تھی ریزہ ریت اور سر پر آگ لگنا سورج۔۔۔ اس کے سوا اس پاس کوئی سا تان کوئی گلستان نہ تھا جس کا مد نظر لاشیائیں صحرانہ کا پھیلا ہوا سندھ تھا۔ کبھی اچانک گرم ہوا یا کبھی آتا اور ریت کا سر غول سا طوفان اٹھنے لگا۔ سستل اس لاشیائیں پر پاتے بھاگتے رہنے سے اس کا پاس دھوکے کی مانند چلی رہا تھا۔ اسے اب سانس بے میں بھی دقت ہو رہی تھی اسے لگا کہ وقت نزع اسے تر ہے وہ اٹھتا ہو گا۔ علیہ وکالر سے بھی تو اسے۔۔۔۔۔۔

اس میں اس صحرائیں اس کی یاد دہانی ہو رہی تھی۔ وہ اس ریت کے سندھ کو جلد از جلد یاد کرنا چاہتا تھا۔ اب اس میں بھاگنے کی نکتہ تھم چھٹی رہ گئی تھی۔ اس کے قدم اب آگے بڑھنے سے ان کا تھا۔ اس کا تھیں تھیں اور قدم ریت کی دھن میں چھٹے لگی تھیں بھوک، جاس اور گری کی شدت کے باعث اس کا صحرانہ پکڑنے لگا تھا۔ پلٹے فاش ہو گئے ریتی کے اس جگر کی کوکھ سے اور پکڑے ہوئے تھے نہ جانے کب وہ اس کی شش طہلت ہو کر گیا۔

جس کی نگاہیں تھیں تو اس کا سہارا جم پینے سے ٹرا ہوا تھا۔ جس میں اب تک جاس کی طلب سے کاٹنے











PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY



# میری زندگی کا حاصل



آج نانا سے اسے ملے تھے ان سب سے لڑکے تھے  
 ہے اسے کچھ نہیں تھا۔ اسے پتہ تھا تو صرف اتنا  
 کہ اس کی زندگی کا حاصل نہیں بہت دور چلا گیا تھا  
 چنانچہ وہ بھی واپس نہیں آئے گا۔ درد تھا کہ  
 پتہ نہ تھا کہ وہ کس طرف سے آئے گا۔ وہ کس  
 پہنچے ہوئے اس کے رخساروں کو بھونکے جارہے  
 تھے اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ بھی مر جائے کم از کم  
 اسے اس دکھ سے نجات تو ضرور ملے گی، جو اسے  
 اندری اندر سے کھوکھلا کر رہا تھا، تو تم ہو گا کروہ  
 اپنے دربارے پر کھڑی تھی، منہ مڑی تھی اور تہی تھی  
 کتنی تھی، بھلا انسان ہوتا ہے کسی ایسے انسان کے  
 اپنے مینا جو آپ کی رک و جان سے بھی قریب ہو، جو  
 آپ کے لیے آئینہ کا کام کرتا ہو۔ جب انسان کو  
 آئینہ نہ ملے تو وہ مرے لگتا ہے وہ بھی مرنے لگی  
 تھی، کچھ تو مر کر دن بھی ہو چکی تھی۔ اسے صرف وہ  
 کہ نہیں تھی، اس کا اندر کب کا مر چکا تھا کروہ پھر  
 میں تو وہ کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ تو صرف وہی جانتی تھی  
 کہ وہ زکوہ ہے یا بھوکا ہے۔  
 ”خاکہ“ اور ”مناجات“ تھی، یہ تھی وہی تھی کہ کسی  
 آپ کی آواز پا کر کھڑی تھی اور لوگ نہ سمجھتے تھے بھولتی۔  
 ”خاکہ“ اور ”مناجات“ تھی، یہ تھی وہی تھی کہ کسی  
 آپ کی آواز پا کر کھڑی تھی اور لوگ نہ سمجھتے تھے بھولتی۔  
 ”خاکہ“ اور ”مناجات“ تھی، یہ تھی وہی تھی کہ کسی  
 آپ کی آواز پا کر کھڑی تھی اور لوگ نہ سمجھتے تھے بھولتی۔

وہ سب سے پہلی گناہ گار تھی، اسے ایسا کیوں کیا دیا کیوں نہ  
 کیا؟ حلقہ میں نہیں کوئی چیز دوں گی خود میرا دل  
 کرے گا، واپس لے لوں گی، تم مجھے یہ کہنے کا حق  
 نہیں رکھو گی کہ میں نے وہ چیز نہیں دے کر تم سے  
 کیوں لے لی؟ کیوں کہ جب وہ چیز ہے میری تو میں  
 نے بھی نہ کسی تم سے لے لی ہے، ہاں طرح اللہ نے  
 حاصل کو نہیں ملایا اور اس کا دیا ہوا تھا اس نے جب  
 چاہا اسے لے لیا اب میں اسے یہ کہنے کا حق تو نہیں  
 ہے کہ اس نے اپنی امانت ہم سے واپس کیوں لے لی  
 اس حقیقت کو کھجور اور حالات کو نہیں کروہوں روئے  
 سے خود کو کمرے میں بند کر لینے سے حاصل بھائی  
 واپس نہیں آئیں گے۔ انہیں ہانا تھا وہ ملے گئے اور  
 ہم سب بھی ایک نایک دن ملے جائیں گے، کیوں  
 کہ یہ جو زندگی ہے مایا ایک ٹرین کی مانند ہے جس پر  
 روز ہزاروں لوگ چڑھتے ہیں اور ہزاروں اترتے  
 ہیں۔ جس کی جب منزل آتی ہے وہ اتر جاتا ہے اور  
 پھر آخر کار وہ ٹرین ایک دن خالی ہو جائے گی، کیوں  
 کہ کوئی بھی انسان ناقامت اس دنیا میں نہیں رہے  
 گا۔ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا تو جیتے ہی  
 خود کو مار لیتے ہیں کوئی واپس بھی نہیں آتا۔ تم سن رہی  
 ہونا میری بات۔ ”وہ اس کے ہال سہلاتے ہوئے  
 آخر میں پیادہ سے بولی تو وہ ہنسا پھر کر رہ گئی۔ رشتہ  
 خراب ہوئی۔  
 ”تمہارے آگے زندگی پڑی ہے۔“ نہیں اپنے  
 لیے نہ کسی زویب کے لیے مینا پڑے گا، نہ چپا  
 لینے سے دکھ اپنا پانی تم نہیں ہو جانی، لگا اس کا میر  
 اور کھر کر کے سے تم ہو جانی، سچا کہ ہم خود کو کچھ کر منہ  
 چپا لیں گے تو چھوٹی سے چھوٹی پریشانی بھی ہمیں  
 بہت بڑی لگے گی۔ پلو اب تم سو جا، ٹھک ہے۔“  
 ”خاکہ“ سے بڑھ کر سلا کر لائٹ آف کر کے چلی گئی مگر نیند  
 تو اس سے نہجائے کب سے روٹی ہوئی تھی، اس نے  
 لیجئے ہی آئیں بندہ کس حاصل آندی کا سکرانا چہرہ







”اسی بڑی کڑی جس کے لیے کہنے پائی ہوں، جو ہمیشہ  
خود کو چھپائے، کھتی ہو یہاں تک کہ اس کی ہنسی بھی  
کسی مرد نے نہ سنی ہو۔“ مرد کو دیکھ کر نور اہی اپنی  
انگریز جھٹکا لٹی ہو۔ اتنی سفید بھی نہ ہو کہ رات کو مانہ کرے جس  
کر سب اتنی سیاہ بھی نہ ہو کہ رات کو مانہ کرے جس  
اسی ہو کہ جو دیکھتے ایک پہلی کو دیکھ سنا جائے یہ ہے  
میری آئینہ بل۔“ (دکھو لکھو جی جو اسے حضور من رہے  
تھے۔ دونوں نے آخر میں اسے سیر کر لیا کہ جیسے سب  
سمجھ گئے ہوں بھی پتی بولا۔

”خدا جو آج تک اسی لڑکی نہ دیکھا تھا، وہ اس  
 میں اور وکرم مل کر تیری آغوش میں لڑکی کو خسرو و جمشید  
 کر لیں گے بس اب تو انتظار کر۔“ علی کی بات سہ کی  
 مسکرا کر رہ گیا۔ جب کہ علی اکرم آگے کا اٹھ کر  
 سوئے گا۔

☆.....☆  
 "ہائے کیا ہو رہا ہے خوافینا۔" روٹاؤں میں  
 داخل ہو کر شرارت سے سوخ و دعا اور شعلہ کو: کیہ کر بلا تو  
 بہشت کی طرح دعا چلی۔  
 "او پہلو ایہ خوافینا کائنات کس کے لیے استعمال کیا  
 ہے؟"

”کیوں یہاں تم دونوں کے علاوہ بھی کوئی ہے  
 کیا؟“ اسامیل معنوی حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا  
 ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھنے لگے۔ مولانا نورخ شیخ  
 سے ہوئی۔

"مگر ہے کیا آپ کی آنکھیں خراب ہیں شاید اسی لیے آپ کو یہ نہیں ہے کہ یہاں خزانہ نہیں دلاؤ گے۔  
 لڑکیاں چنیں ہیں۔"  
 "او۔۔۔۔۔ بڑی خوش قسمتی ہے آپ دونوں کو اپنے بارے میں۔"  
 "جی نہیں۔ آپ ہمارے مزہ مت لیں۔"  
 "کیوں تمہارے کہتے مزہ ہیں دیسے۔" سائل

بھڑا ہوا ہے۔ بھڑا ہوا ہے۔ بھڑا ہوا ہے۔ بھڑا ہوا ہے۔  
 لیے پانی ہو گئیں۔ جب کہ ٹالہ سسکتا ہے  
 اور مائل کے لیے پانی لے آئی ہے مائل کے لیے  
 سے غلام لیا۔ اس غلام نے دلوں سے خالق کو کھانچا  
 کیا غلامی کمرے میں اس غلام نے اعلیٰ ہو کر  
 چاروں سو بے بند ہو گئے۔  
 "بابا! کھانا لگ گیا ہے آپ سب سے ہاتھ دھو  
 آجائیں۔" ٹالہ سسکتا رہا کہتے ہوئے ہلکی سی  
 سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسکا ہوا اور علی حسین ہوں انجیل علیؑ کے  
 اجداد وئی، اکرم اور علیؑ کو کاف جہاد کو کفر اور کفر علیؑ کے  
 جہاد میں ہند می تھی جب کے اکرمؑ نظر اکرم تیل ر ہوا  
 کو نہیں تھا کہ ضرور ہوں انوں کی کسی نے خوب پناہ  
 تھی اوس لپے تھے جہاد تھا یا ہی لیے شرارت سے ہوا  
 علیؑ اور اکرمؑ نے کھانا نے، الی نظروں سے اسے نہ  
 تو بمشکل وکی نے ایسا تہہ کشہ وکیل کیا پھر مصداق  
 ہوا کہ اسے ہوا۔

"ارے یار! کیا وہاں دو جہنم کرکنا ہے کسی  
بہت پرانی دشمنی نکالنے کے جوہر چال ہو گیا ہے؟"  
"کسی نے کیا دشمنی نکالی تھی ہمیں تو تیرے گناہوں  
نے مار دی ڈالا۔" علی دکھ بھرے انداز میں بولا  
جمرت سے بولا۔

"ہوا کیا ہے کچھ غانا پسند کرو گے؟"  
 "ہوا کیا تھا کچھ دن پہلے ہم دو جوں تیری  
 آسیدیل کے پکر میں تھے کہ ایک برقع پوش لڑکی  
 دیکھا تو ملی ہوا۔۔۔ وہی سے شادی کر دی اے آپا  
 تلاش ہے پلیز۔ یہ کہتے ہوئے علی نے اس  
 سامنے ہاتھ جوڑ دیا تو اس لڑکی نے نہایت  
 لڑکوں کو بلا کر ہمیں اپنی اننگولی کہہ کر  
 آسیدیل سے قریبی کر لی۔ اکرم آخر میں ہاتھ چلا  
 ہوئے جو لاٹو کی کا قبضہ ہے ناف خستہ تھا۔ جب

[illegible]

نہایت پریشان ہو گیا اور جیس جی بھائی سے ملوایا۔ اس نے  
 لہو دھڑکنے لگا کہ بھول کر خوشی سے اس کے گلے لگ  
 گئے تو کئی جی دل کھول کر سسکا دیا۔

اس کے بعد وہ دیکھ کر دیکھ کر بھائی سے کہتا تھا۔ جب کے ملے ان  
 کے گھر پر اور بہت اچھا دوست تھا۔ تینوں ایک ساتھ  
 کھانا کھاتے اور کھاتے رہتے تھے۔ ملے اپنے ماں باپ کا کھانا  
 کھاتا، جب کہ کھانا بھائی کی طرف سے صرف ایک کھانا لایا جی  
 ہوتا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک بھائی کی جی کی اس بھائی  
 کی۔ وہی کے والد کے پاس آکر بیٹا بھائی سے تھا۔

ادب کو شادی کی جلدی تو نہیں مگر میں بھائی کو کھٹ  
کرنے کے لیے اکثر ایسا کرتا تھا۔  
اس نے بہت کوشش کی تھی کہ صرف ایک بار ہی ہو  
لائی اس کی طرف دیکھ کر نہیں اور آج اسے جتنے فری  
پتہ چلا کہ دوسرے دن اکم اسے کہہ گی کہ اب جو بندہ  
پہنچا جانے کی خود دیکھتے میں رہ گیا۔ اس نے طے کر  
لیا کہ اب ضرور اپنے بھائی کا اعہار کرے گا اور اس  
سب کے دوران اس لڑکی کے کسی بھی شروع ہو گئے۔  
اس نے بہت کر کے ایک فری ہونڈ کے لیے ایک  
نجات ہی چاراکرشل کا گنت لیا جو کہ دینا چاہتا تھا  
جس میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ایک دوسرے کو پھول  
دے رہے تھے۔ اس گنت ہی میں I love you  
گھانا۔ اور جرنے دل کے ساتھ ہونڈ لائی آگیا  
تھیں۔ کہنے پر لڑکی اور اس کی دوست گداؤ

میں بچ کر بیٹے نے مدد تو فرمائی مگر ان کے قریب پہنچا مگر سلام کر کے ہوا۔  
 "میرا نام وہی ہے۔"  
 "تو یہ کیا کریں؟" شاید غصے سے ہوئی تھی۔ وہ  
 کافی دلوں سے نڈت کر رہی تھی کہ بخود رکلی میں وہ ہر  
 وقت اس کے چہرے پر ہوتا تھا۔ اسے دیکھا رہا یہ بات  
 دلخ نے بھی نوٹ لی تھی۔ بدلوں کو اس پر بہت غصہ تھا  
 اور آج اس کی بہت دیکھو وہ اس کے سامنے کھڑا  
 تھا۔ کرنے لگا تھا مگر پھر وہی کے اگلے الفاظوں نے  
 اسے ساکت کر دیا تھا۔

"میں اپنی زندگی کے اس سفر میں اپنی تمام تر دوا اور سچائیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ کیا آپ میری زندگی کے سفر میں میری ہمسفر نہیں گی؟"

"جسٹ مثل اب، آپ کو ایک بار تو سوچنا چاہیے کہ آپ کسی کی منگواؤ سے بات کر رہے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میرا اطلاع ہو چکا ہے اور شادی بھی ہونے والی ہے، میں اپنی زندگی سے بہت خوش ہوں سو پلیز اپنی مدد میں رہیں۔"

"ٹانکہ رخ کچھ ہاتھ پکڑ کر وہاں سے اٹھتی چلی گئی، جب کہ وہاں کے ہاتھ سے کچے کے پھول نکھر گئے جب کہ گفٹ چھین چھین کر ہاتھوں میں بٹ گیا تھا۔ وہ کچھ طرح کرتا تھا اس نے کیا کچھ نہیں سوچا تھا کچھ سب غم وہ شکست زدہ قدموں کے ساتھ پتھر پتھر کا گیت پاد کر گیا وہ چلتا جا رہا تھا اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ کہاں جا رہا ہے کیوں جا رہا ہے وہ جس جگہ رہا تھا سب کچھ بھلائے اس کا وہاں اس وقت کوئی کام نہیں کر رہا تھا اور دل وہ تو وہیں نہیں ٹانکہ کے قدموں میں روک آیا تھا۔ وہ اب کیا کرے کسے کہے کہ وہ اس کی ٹانکہ دے دی۔"

☆—☆  
 "وہ اپنی سوچوں میں جا رہا تھا  
 کہ کب تک یہ سب سچے سچے سونان اذان دے رہا



تھا۔ زود میرے دھیرے پہنچا ہوا مسجد میں داخل ہو گیا۔ پہلی بار دل میں خیال آیا تھا کہ اس کا رب دن میں پانچ بار اسے فلاح کی طرح بلاتا تھا۔ کاسیانی کی طرف دھیر دھیر نظر انداز کر دیا کرتا تھا۔ کون کہتا ہے کہ خدا انفر نہیں آتا۔ وہی تو انفر آتا ہے۔ جب کوئی بھی انفر نہیں آتا۔ وہ مسجد میں گیا اور رکعت نماز ادا کی۔ مجھ سے میں گرا بہن لڑکا چلا گیا۔ مجھ نے کب کے وہ کے دو نواب بہہ لے گئے تھے۔ یہاں سے وہ کبھی دیر دوتا رہا جب امام صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

”خدا جس میں سکون اور خوشیاں مٹا کر ہے بچا۔ صبر کر دھیر کا پھل ضرور ملتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں جو دھیروں کو کئی ٹھوکر سے کھیل جاتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو ٹھوکر کھنے کے انتظار میں رہتے ہیں اور کچھ ٹھوکر کھنے کے بعد کسی سہارے کا انتظار کرتے ہیں۔ مگر تے پڑتے رہتے ہیں۔ جب تک کوئی سہارا نہ دے مگر انسان کو اپنی مدد خود کرنی چاہیے۔ تم انھوں اس انتظار میں مٹ رہو کہ کوئی سہارا دے گا۔ کیوں کہ سب سہارے دنیا ہی صرف ایک سہارا امر ہے وہ ہے خدا کا سہارا۔“ وہ بھی بس سنبھل گیا، پھر کسی سہارے کے کھڑا ہوا اور فلاح کی طرف چل پڑا۔

☆ ☆

مگر میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ وہ بے حد خوش بھی تو دل کا کوئی کھانا اس بھی تھا اسے زندگی میں پہلی بار اپنے ماں باپ کی بے حد کی محسوس ہوئی تھی وہ ہوتے تو ہاں اسے مرنے کے سائے میں رخصت کرتے اور اسی دن نہانے حتیٰ نصیحت کرتیں مگر اس کی یہ خواہش بھی پوری ہوئی تھی جب اصرار نہانے اسے فرآن پاک کے سائے میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں رخصت کیا اور کسی ماں کی طرح مائی بیگم نے اسے خوب سادگی

پیش کی تھی۔ سب کی دعاؤں اور ساتھ کے ساتھ شاکلہ فاضل سے شاکلہ ساحل بن گئی۔ صرف کچھ گئے تھے وہ شاکلہ ساحل تو کب کی بیاہی گئی تھی۔ نے اپنی نئی زندگی کی شروعات کر دی تھی۔ ساحل نے وہ بے حد خوش تھے کہ شادی کے سرف تمہیں میرے ہوتے اس کی خوشی ملی کے وہ دیکھ رہی تھی۔ ساحل بھی باپ بننے پر بے حد خوش تھا لیکن میں دلچسپی لے رہی تھی۔ دونوں میں ساحل کو لانا ہو رہا تھا کہ کچھ ضروری چیزیں لے کر آتا تھا۔ احمد رضا بھی ان چیزوں میں شامل تھے۔ وہ دیکھتے جاتے۔ شاکلہ کا دل گھبراتا تھا کہ اس نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اسے نہیں روک سکتا تھا۔ اور پھر جس دن شاکلہ نے خوب سوچا۔

”جسم دیکھ رہی رات اسے ایسی بھری کہ مجھے کچھ بھی اس کی روح نہ لگتی ہو اور دوسری سہارے کا کچھ بھی نہ لگتی تھی۔ تمہاری سے زمین کافی ہوا تھا۔ اس کے نیچے کھڑکی کھلتی تھی گہری جا رہی ہو۔ کچھ بہت ہی اندر دھیر کر رہی تھی۔ اس رات اسے پتہ چلا کہ جس فرین میں ساحل تنہا کر رہا تھا وہ اسے لڑائی کے لئے لیا اور پھر کچھ لوگوں کے درمیان میں لے گیا۔ دیا جن میں ساحل بھی تھا۔

☆ ☆

صرف کچھ جیسوں کے لیے انہوں نے کچھ کتوں کے سہاگ اجازت دی تھے۔ نہانے کئی بکلیوں کی کوکھ اجاڑی تھی نہانے کئی بکلیوں کے بھائی کے لیے تھے۔

”وہ آج نہیں تو مشکل بھی نہیں ہے۔“

”جی ہاں! میں ساحل کی یاد سے سہارے زندگی میں ہوں۔“

”قرب پر جو کچھ نہیں بولی کی اپنا اور دوست کا خرچہ خود اٹھاؤ گی کیلئے مجھے بیحد مست کر رہی۔“ اس کی بات برا ہی تھی۔ بولیں نہیں۔

”نہی کل ان تو تم ہم پر پہلے جو کچھ خدا کا ہوا۔“

”ہاں اس نے جس شادی کا کہہ رہے ہیں کہ تمہارا بہن! کہیں باپ کے چار سے عروہم نہ رہے۔ اور دھار بہن دھار ہے۔ تمہیں خوش رکھے گا اور لے تمہارے لیے زویب سے بہت محبت ہے میری ایک بات بہت بار کہنا۔ مائی کے سہارے کبھی بھی زندگی نہیں لڑتی مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا، تو جیتے ہی بھی خود کو مار لینے سے مرنے والے کبھی

☆ ☆

”وہ آج پھر سے وہی بات لے کر بیٹھ گئیں۔“

”آج دھیر اور ہی تھی، پہلے وہ صرف اس کے لیے تھیں۔ آج میں کچھ شادی کر رہی ہوں۔“

”مگر وہی مگر آج ان کی گود میں زویب تھا۔ اس کا دل تھک رہا تھا اور ساحل کی آخری زندگی۔ جس کے لیے وہ بھی کر سکتی تھی اس نے صرف اتنا کہا کہ لائی جا رہی ہے۔“

مجھے خدا سے قرب کر دیا۔ امر کا پتہ یا تو مجھے احساس ہوا کہ میں خالی تھی پیچھے بھاگ رہا تھا۔ مجھے نہیں پتہ کہ کب مجھے تم سے محبت ہوئی اور کب میں نے تمہیں اپنے رب سے الگ کر دیا تھا۔ میں نے فلاح کا راستہ چھوڑا اور اس کا انجام آج تم میرے سامنے میری بیوی بن گئی ہو۔ میں اپنے رب کا تمہارا شکر کروں کم ہے۔ شاکلہ لوگ کبھی بھی آپ کو آپ کے کل کی وجہ سے نہیں جانتے آج کی وجہ سے جانتے ہیں۔ آج تمہارا چھوٹا بھائی اٹا اچھا ہو گا۔ کیوں کہ آج کوکل میں بدل جاتا ہے۔ میں دھیر نہیں کرنا کہ تمہیں ہر خوشی دوں گا کیوں کہ خوشی دینے والا باد دکھ دینے والا عمارت رب ہے اس میں کوشش کروں گا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی دکھ نہ پہنچے۔ میں دھیر عرف دیکھیں اسے نہ مگر اور زندگی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“ شاکلہ جو سانس نکلتی اسے صرف سن رہی تھی۔ ”میں ہی مسکرا دی اور سوچنے لگی۔

”جو بھی ہوتا ہے ایسے کے لیے ہی ہوتا ہے، اگر ہم ہر دکھ کا مقابلہ کر لیں تو وہ دکھ زیادہ دیر نہیں رہتا، میں نہیں ہر دکھ تکلیف سے نپٹنے کے لیے میرا دل محبت سے کام لینے پڑتے ہیں۔“

”وہی اسے بہت چاہتا تھا اور وہ بھی اب دیکھ کر چاہنے لگی تھی، مگر کسی اور چیز میں کیا تھا آج اس نے دیکھ کر کہا۔

☆ ☆

”جو بات میں کہہ نہیں سکتی اسے میں فرض کرتی ہوں چلو میں فرض کرتی ہوں مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔ تم میری زیست کا حاصل ہو۔“

”سچ کر کے وہ مسکرا دی کہ کسی کے چلے جانے سے زندگی ختم نہیں ہوتی ہاں خالی خالی ہی ضرور ہو جاتی ہے۔ مگر پھر کوئی نہیں آپ کی زندگی میں ضرور آتا ہے جو اس خالی میں کوئی چیز نہ پھنسے۔“



# گھر

محل چلوں کی باتوں سے دھتے ستارے دیکھے  
وراندے کی میز میوں پر بیٹھ کر دوتے سورج کے چمکا  
اس کا محبوب مشغلہ قلب کو یہ لمحہ سندر کی گواہی  
اترنا آگ کا گولہ اسے اپنے چمکے گھر کی یاد دلاتا  
چوہیں گھنٹوں میں اسے یہ گھر گھٹنے کا دورانیہ ہے  
حد Fascinate کر لے اپنے سارے کلمہ چمک کر اس  
توڑے گھٹنے میں صرف نور صرف اپنی دنیا میں کم  
دوبالی تھی۔  
ایسا ہی دھتے سورج کا وقت تھا جب وہ اس گھر میں



تھی تھی۔ اس وقت وہ صرف آٹھ برس کی تھی  
بپ کی اچانک مدد جانی موت کے بعد وہاں ملنے کی  
انگل بکرت جب وہ اگلے اوبھے درختوں سے گھر  
اس بڑے سے گھر میں تھی تھی اس کی ہر طرف  
گھاس ستھلے لائن میں جھوسے اور نور سے گھر  
اس کا محسوس سا چہرہ کل اٹھا قند طر جانا ہوں  
کی انکی چمک کر خود بھی ان ترکو شوں سے چمکے  
جیسے وہ ڈیو سورت ساز کا پتہ تھا۔ دو ڈار کا تھا  
اس میں دیکھ کر لب اس کی طرف دوڑا تو تھا اور اس  
بہن سے لپٹ گیا تھا۔

میں کوئی بات نہ تھی۔ "اسے دیکھتے ہی میں  
خوشحورت سے لڑنے کے بعد باکوری سے  
اس کی ہر طرف سے ملتی رہی وہ گھر توڑی سی  
ہاں وہاں سے چمکے چمکے تھے۔  
گھر میں وہ چمکے چمکے تھے۔  
انہوں نے بارے کی ان کے سر پر ہاتھ پھیلا  
"گھر" ان سے چمکے چمکے تھے۔  
اسے شاید اپنا نہیں لگتا تھا ان کا نام کم کو  
ایسا لگتا تھا چمکے چمکے تھے۔  
کا احساس اسی وقت ہو گیا تھا۔  
میں اب یہ تمہارے ساتھ ہی گھر میں رہنے

تھی۔  
"تو یہ کیا سوچا ہے۔" اسے پھر فکر ہوئی۔  
"یہ اپنے گھر میں سوچنے کی۔" آپ کی کہنا  
اس کے لئے کہ تیار کیا ہو گا۔  
"یہ تو وہی ڈرتے کی۔" وہ بڑے نہیں سے  
انداز میں مسکرت تھا۔  
"میں ڈرتے کی۔" اس نے ان کی لیا بات سے  
اپنے گھر میں جگہ یہ اپنے گھر میں اپنی سوتی تھی۔  
کیوں نہ کہ "ماحول چمک نے نہ سے بارے پر چمکے  
زندگی ہو گئی۔  
"گھر میں توڑا۔" ان کی میں سے وہاں اس کی دونوں  
پایاں لڑا۔ "یہ اپنے گھر میں توڑا۔" ان کی میں سے وہاں اس کی





[illegible]

اب تک تیار ہونے کی عمر تک پہنچا ہوا تھا۔

طیور خمس کے اسے عزیز ہے جس کو کشتی میں  
 لے کر نکال کر اسے حشرت کے درجے سے بڑھا  
 دیا ہے۔ کوئی کچھ بھی کہے یہ سچ ہی ہے۔

• جون 2015ء















[illegible]

”تم امریکہ میں رہنا چاہتی ہو۔ کوئی حرج نہیں ہے مگر میری خیالی تھا کہ تم کمر بھجوشین کر لیں تو ہمسایہ کے لئے پالی جائیں۔“ سن سرنخا کا غلام دوشی ہورہی اور اس کی یہی اوار سا کو اس کی بات ماننے پر مجبور کر رہی۔ وہ ہر معاملے میں بہت Co-operative تھیں۔ کوئی تکرار کوئی ضد افکار کچھ نہیں ہوتا خاص کی طرف۔

حویلیے اس بلہ حمیس دسم مرے سے مکے لئے کھلی خود نیا  
 چاہتا ہے کل آقا ہی ہے میری خون بہ بات ہوئی تھی۔  
 تمہاری پراپنی نور یزس کے سلسلے میں۔ اگلے دو تہم  
 ماشاء اللہ اٹھارہ سہلی کی ہو جاو گی۔ اب تمہاری ساری  
 جائیداد تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔ اس کے  
 لئے تمہیں وہاں جا کر اپنے اہل بی سے ملنا ہے۔ اب  
 تمہیں اپنے معاملات خود طے کرنے ہوں گے۔ یہ  
 طے کرنا ہو گا کہ آگے تمہارے کیا ارادے ہیں۔ کیا تم  
 سب کچھ اسی طرح رکھنا چاہتی ہو یا وہاں سب کچھ  
 دیسور اف کر کے یہاں ٹرانسفر کرنا چاہتی کیے گا۔

201502 20

میں تو چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو" آگے تھمڑی۔

ہیں۔ ان سوچ کر لو۔

”میرا بھی کیا خیال ہے کہ تم مجھ عرصہ سے  
 یہ خیال دلوں کے ساتھ گراؤ۔ وہل کا اصول و نمونہ  
 پر مبنی جو تو اسے عرصے کے اندر رک بھی گئی ہو مگر  
 اوکس نہیں پھرے اس آداب ہمدردی کی  
 نہیں میرے حوالے کیا جھٹ میں نے اس سے ایک  
 وعدہ کیا تھا اور یہ وعدہ میرے لئے ہے نہ اس کی۔  
 تمساری سرزخی سے بھی باخبر نہیں تھا کہ مجھ  
 تم میں رونا کیس اور۔“ انمول نے اس سے  
 کہہ کر کہا: ”مجھ پر تمہاری سے مسکراؤی نہ  
 (۱) نہ کی نہ تک جاؤ: رک جائے۔“

[illegible]

دم نے اسی دن دوا جان کو فون کیا تھا کہ وہ  
 گھر میں رہتا جاہتی ہے۔ وہیں پہنچا جاہتی ہے  
 لئے انہیں اب دم کے ساتھ اس کے گھر میں درج  
 ہو گا۔ بہت خوش ہوئے تھے اور راضی ہو گئے تھے  
 دم کا مسئلہ الزخود حل ہو رہا تھا۔ وہ بہت خوش ہو کر  
 مطمئن تھی اور جاہتی کی تیاریوں میں مصروف تھی۔  
 تیور پر رہی طبعاً زکیر ہوا تو سارہ ظلو کی پینٹ میں  
 آنکس ان کی، کچھ بھلی دم کے ذمہ تھی۔ تیور کے  
 دس شب دو روز تھے۔ بیماری کے دوران بہت کیسے گھر  
 میں کچھ نہ تھا۔

اس دن صبح سے مظلوم اور آاد قتل شہم ہوئے  
دوئے بھی بارش شہنہ ہوئی غمی اور غمور  
یکے کے بعد ایک کا دی گئے گولہ کی گولہ  
میں جیڑی کی تان بازی محکم

"میں نے سوچا کہ میں اسے موسمِ نشا خراب  
 ہو یا نہ ہو سنا پریشانی سے مشغول رہے گا۔  
 "اچھے کام نہیں وہ کب تک کئے محوِ مہین کے  
 ہیں نہیں۔ وہ مرنے کے لئے جانتے جاگتا ہوں  
 نہیں۔ اتنا پریشان دیکھ کر خود بھی مگر مہو ہو گئی تھی۔  
 "کب آگے؟ کب باا ہے کسی کو پتہ نہیں  
 جاتا۔ بہت لاپرواہ ہے۔ لاپرواہی طرف سے بھی  
 جتنی میں بناری ہے اتنا ہے گھبراہٹ خیال نہیں کرتا ہوا  
 اب اس لٹل لٹل پردہ میں جلنے میں مجھ پر ہوا ہو گا۔  
 "اب میں پریشانی کے ساتھ ساتھ بھی آ رہا ہوں۔  
 "اس میں کیا؟ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔  
 "جہاں میں کے ٹھکانے رہے ہیں۔" وہ اس میں تسلی کی دے  
 لگتی تھی۔

تیسے راتیں نہ ہوں۔ رات کے کیا دن ہے  
اب تک اس کا پتہ نہیں مل سکا، ابھی ساتھ  
کے کمرے میں گیا۔ جانتا ہے کمرے پر "انکوائری  
روایت ہے۔" "نہیں ہو گیا کہ ہو فوراً کمرے۔"

”اجرا! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ رات بہت ہو گئی ہے۔  
 محفلِ جان بھی ختم ہو گیا ہے۔ کاجرا! اچھی آواز  
 نہیں ہے جس نے اس وقت کی دعا کہا دی ہے۔  
 اب انہیں دھڑبڑتے ہوئے آواز پر پہنچا دینا  
 ہے۔ انہیں لانا ہے ہاتھ کھول کر اوستے افسانہ آپ  
 افسانہ ہے۔ ”وہ چارے ان کا نام تمام کر دی۔  
 مجھے افسانہ ہے جس وقت بھی آئے آج میں بات  
 کر رہا ہوں۔ ”وہ کہنے لگے۔“

میں نے ان کے ساتھ ساتھ کئی اور بھی دیکھے تھے۔  
میں نے ان کے ساتھ ساتھ کئی اور بھی دیکھے تھے۔

جنگل میں ایک بڑے قد کے درخت کی شاخ پر ایک چوہا بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے پیچھے سے ایک ٹکڑی گوشت اُتار لی اور کھانے لگا۔

معارف و تجارب

مردی ہو گیا۔<sup>۳۳</sup> اسے بھی بیورو کی لاپرواہی پر غصہ آیا۔  
 پھر کچھ سوچ کر اس کے کمرے میں آئی۔ بڑھن کی یاد اور  
 لالچ میں اگر اس کے انظار میں بیورو آئی۔ وہ بچے  
 کے قریب میں گھس کر گاڑی کی بیڈ لائسنر پر لیگ کر دے  
 یا بیورو رانڈے میں آئی۔ شاید بیورو اٹھ گیا۔ اسے  
 خیال ہوا اگر گاڑی اس کے پاس ہو گئی۔<sup>۳۴</sup> ابھی بھی جس  
 ۱-۱ سوچ کر بیٹھن ہی وہیں کھڑی رہی۔ جب ہی  
 سکے دودھ تل گئی پھر گیت بہن لادے کھنگال گیا۔  
 چونکہ یہ سب کچھ گیت کو یاد دلاؤں کھلا۔ بیورو اندر آ کر قلعہ  
 دم نے سکون کی سانس لی۔ دراندازے میں ہی کھڑی  
 اسے آواز پہنچی رہی۔<sup>۳۵</sup> یہ دیکھیں چوہ کر اوپر آیا تو  
 اسے دیکھ کر گھٹک گیا۔

”تم اپنی سروی میں ہا ہر کیا کر رہی ہو؟“  
 ”آپ کا انتظار ہے؟“ انصار اس کے منہ سے  
 نکلا۔ پھر اس کی حالت دیکھ کر دھک سی ہو گئی۔ وہ سر  
 سے پیر تک اپنی محو مشغور تھ۔  
 ”آپ کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ گاڑی کھلی  
 ہے۔“

انصاف کوں پر بہت جلی ہے گاڑی راستے میں بند  
جو خانہ ایک شکل سے پہلے چل کر آتا ہوں۔" وہ  
کہتے کہنے تیزی سے اندر گیا تو ابھی اس کے پیچھے

اپنے کمرے کے باہر تیسوڑنے اپنے پانی سے  
 اباب جوئے اوروں سے اب تک پانی ٹھک  
 رہا تھا۔ کمرے کے اندر آتو پڑی خوشگوار سی حدت  
 محسوس کر کے ٹھنک ٹھک کمرے میں گرم قہار سے بڑا  
 سکون محسوس ہوا۔ دم اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں  
 داخل ہوئی تھی اور لب اس کی دائرہ دلاب اس کے  
 کپڑے نقل رہی تھی۔

اس کے ہاتھ میں تمہارا تیزی سے باہر نکلی گئی۔

پھر یہی نوراً راتش دم میں گھسلا خیر گھر پہنچی ہے شہر  
 دل لاکھ بھین میں ملے اُلی دلیں ان دن گھوٹ گھونٹنے کے  
 بھونک چن میں تکی دوازی تھی۔ دونوں ہاتھوں کو







**f PAKSOCIETY**



محبوب تھو مجھے تو اسکی ہی سادہ ہے تم دو دو دو دو  
 چھٹی نہیں کر سکتے۔ بے فکر ہو کر جاؤ اور مجھ جلدی  
 ضرور آجائے۔ وہ ماں کا اتنا دھرم کر جاؤ گیلا۔ وہ اسے  
 مانا دیکھ کر مسلسل لڑنا نہ لگے گی کو کوشش میں نہیں  
 کہ ان کی بات کا اس پر کیا ردی رکھیں ہوا ہے کچھ  
 بولا نہیں تھا تو وہ مطمئن ہو چکی تھیں۔  
 وہ بچتے بعد رضا انیل والیں آگے سارے  
 معلومات بخولی ملے ہوئے تھے۔ یہ وہ دم کا کارٹون میں  
 انڈیشن بھی کر لیا تھا۔ اس کا تھوڑا سا ٹکڑا ہے اس کے  
 پیچھے سے پہلے ہی سے سر سے لگا ہوا تھا۔ وہ تو تھوڑا سا  
 دم کے ساتھ اس کے گھر میں شفٹ ہو چکے تھے۔  
 رضا نے ماں کو اب تفصیل بتائی تھی اور سارا کچھ  
 دل پر قیامت گزاری تھی۔ سنی درخت تو انہیں نہیں  
 ہی نہیں تھا کہ دم انہیں بھونڈ کر جا چکی ہے ایک  
 لمبے عرصے کے لئے ان سے کچھ کہہ نہ سکی۔  
 "مجھے پتہ کیوں نہ بتایا آپ نے آپ اس کے  
 اراووں سے باخبر تھی اور مجھے بے خبر رکھا۔" مل کا روہ  
 بھستے عین قتل۔  
 "میں نہیں جانتا تو تم اسے روک لیتیں اور وہ  
 تمہاری محبت کے آگے مجبور ہو جاتی۔ میں نے خود پر  
 بہت جبر کر کے یہ اعلان کیا تھا اور دم کو میں نے ہی منع  
 کیا تھا کہ تم سے ڈر نہ کرے۔ دم نے پہلی دفعہ انکی  
 خواہش کی تھی مجھ سے کچھ مانگا تھا اور اس کے انداز  
 میں کچھ ایسی قطعیت تھی کہ میں انکار نہیں کر سکتا۔  
 میں نے بہت سوچ کر فیصلہ کیا کہ کچھ مجھے اس بات کا  
 بھی انداز تھا کہ تمہاری بہترین تربیت نے اسے بہت  
 کاغذ پر مشورہ دیا ہے۔ وہ مصنفہ تھوڑی ذہینت کی مالک  
 ہے۔ وہ اپنا ہر انا خوب سمجھ سکتی ہے۔ اپنی حفاظت  
 خود کر سکتی ہے۔ عمر کے اس دور سے کل آتی ہے  
 جہاں وہ قدم قدم پر اسے ورتھائی کی ضرورت ہوتی اور وہ  
 وہاں اکیلی نہیں ہے۔ رہنمائی اور سرپرستی کے لئے تنہا  
 ہی اس کے پاس ہیں۔ وہ بے حد بڑا اور دم نہیں انسان  
 ہیں۔ دم ان کا خون ہے۔ ان کا ریکی ہے۔ وہ بہت زیادہ

کی ہے۔ وہ ان کو بہت پورے سے دیکھ رہی تھی۔  
 اسی زمانہ رکھو۔ دم وہیں خوش رہے گی اور کچھ  
 زیادہ عرصے کی بات نہیں ہے۔ تین سال پہلے  
 گریجویٹ کر کے وہ یہاں آجائے گی۔ اسے یہاں  
 مستقل تعیناتی دیا جائے گا۔ تمہاری بیٹی ہے تمہارے  
 پاس ہی آئے گی۔  
 "تین سال تو بہت اس طرح کہہ رہے ہیں مجھے  
 تین دن بھر۔" ملہ بے حد متحیر تھیں۔  
 "تم ہی تو کہتی ہو کہ اولاد کے بہترین مستقبل کے  
 لئے میں باپ کو سنبھالنے پر مجبور ہو کر آجائے گی۔ ان کی پہلی  
 سنی پڑتی ہے۔ انہیں سے بھلا کچھ ہو سکتا ہے۔ اسے اس طرح  
 بعد جب خود پڑھنے کے لئے باپ کے پاس لے جائیں گے۔  
 کیا مل ہو گا۔" انہوں نے بار بار سے تھوڑا سا  
 ہنس کے لئے تھوڑا سا اپنے آپ کو ذہنی طور پر  
 تیار کیا تھا۔ وہاں گھر دم کے ایک دن کے لئے تھی  
 بدلتی ہوئی ہو چکی ہے۔ خواب میں بھی نہ رہا تھا۔  
 "کیوں اسے اپنی بیٹی سے کہہ کر اپنے مستقبل کے  
 بارے میں سوچے اور فیصلہ کر لے۔" ملہ اسے  
 بھی مائل ہیں۔  
 "جہاں کیوں نہیں آئیں تو ان کی اپنی تعلیم کی  
 ذراست کافی اور وہ اپنی اور کل کے لئے کافی ہے۔  
 بڑھنے کے سارے مواقع ملنے چاہئیں۔" وہ  
 سے بولیں۔ "میں مل نہیں سمجھ رہا یہ سوچ کر کہ وہ  
 اتنے عرصے مجھ سے لڑ رہے گی۔ میں تو بیش اسے  
 اپنے ساتھ ہی گھر میں رہنے کے خواب دیکھ رہا ہوں۔"  
 "تمہارا یہ خواب ضرور پورا ہو گا۔" وہ بھرپور  
 طریقے سے مسکرائے۔ "میں نے آگاہی سے اپنی  
 خواہش کا اظہار کر دیا ہے۔ انہوں نے کوئی اعتراض  
 نہیں کیا بلکہ بہت خوش ہوئے۔" ملہ نے  
 تمہاری بیٹی جب اس پر تم سے زیادہ کسی کا  
 نہیں۔ اس کی مل اپنی زندگی میں اسے سارے  
 حوالے کر رہی تھی اور ہم اس کی خواہش کا پورا احترام  
 کریں گے۔  
 "آپ نے مجھ سے یہ سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میں نے اسے  
 تمہارے پاس لے آؤں گا۔" ملہ نے اسے

اپنی ساری ادائیگی بھول کر بھول کر طرح طرح  
 کی باتیں کہیں۔ ایک طرح سے بات ملے سمجھو مگر  
 وہی طرحی حالت سے فاصلہ ہو لینے۔ انہیں سے کچھ  
 سمجھنے یا کسی قسم کی رسم کرنے کی ضرورت نہیں  
 ہے۔  
 "میں سے تو خیر میں نے کبھی اشارہ کیا بھی ایسی  
 بات نہیں کی مگر تصور کے سامنے ایک دن ہے  
 آج ہی میں منہ سے نکل گیا تھا۔ اصل میں اس دن  
 دم بہت یاد آ رہی تھی۔ اسی کی باتیں کر رہی تھی۔  
 تصور نے انکی بات کی کہ بس مجھ سے کہہ دی۔ یہ  
 خیالی نہیں رہا کہ آپ نے منع کیا ہوا ہے۔" وہ کچھ  
 شرمندہ ہو گئیں۔  
 "پھر کچھ کہہ گا اس سے۔" انہوں نے غور سے  
 دیکھ کر دیکھی۔  
 "میں! انہوں نے ہاتھ کر مجھے انداز دے کر اسے  
 کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ اسی وقت منع نہ کر دیتا۔  
 اس دن نہ تو اسے کچھ بھی پتہ نہ تھا کہ اسے  
 نہ کر کے شادی کر لیں۔ پھر اس کی طرف سے جانتی ہیں۔  
 اس کی خاموشی کو سن کر مجھے کچھ سمجھا۔  
 دم سے بھی مجھے کچھ ایسا سمجھا۔ بہت عجیب اور  
 پرانی بات تھی۔ یہ "بقیہ" وہ دنوں بازار کی آواز تھی۔  
 اس کے گھر میں "ان کے لیے میں بہت تھیں اور  
 ان کے لئے۔"  
 وہ دنوں ان دنوں میں تھیں۔ اس بات سے بے  
 خبر نہ ہوئے۔ وہ دنوں کے دنوں کے باہر گھر پر  
 اس کے ان کی ساری زندگی کے لئے اس کا قتل  
 اپنے گھر سے کی طرف سے اپنا مانگ رہے ہیں اس کے  
 دنوں پر دل پر سکرا بہت ہو چکی تھی۔  
 "میں خود نہیں لوگ بچ کے ہوں۔ اس کا میں دم کر  
 رہا ہوں۔ وہ کبھی نہیں۔ وہ نہیں دیر تھک سکے  
 رہیں گے۔ وہی گھر۔ شہر میں ہی اسے انداز  
 ہے۔ وہاں بہت محنت طلب پڑے گی۔ وہاں وہ

بھی بہت باتا تھا۔ انکی فرسٹ کو اور ٹریبل رہا تھا۔  
 زیادہ تر تھوڑی پر محنت جاری تھی۔ پھر کچھ  
 دوسرے کارڈز میں شہر ہوئے تھے مگر انہیں سے  
 اسے انکارت نہیں تھا۔ کچھ دنوں کا وہ دنوں کا ان کے  
 ساتھ کھٹوں کے حساب سے کپ شپ کر کے وہ  
 خود بہت مصروف رہتے تھے۔ اس طرح میں بھی بے حد  
 پہلی و چونکہ تھے۔ ہر س منہ لے کے ساتھ ساتھ  
 اپنی اولاد کی پوری پوری خیر گیری رکھتے تھے۔ باری  
 باری سب اولادوں کے پاس جانا انہیں اپنے پاس لانا  
 وہ بڑے شہروں میں رہنے کے بلکہ خود سب سے  
 مشکل رابطے میں رہتے تھے۔ اپنی ساری ذمہ داریاں  
 بڑی خوش اسلوبی سے نبھا رہے تھے۔ اس وقت دم کو  
 سب پر Priority حاصل تھی۔ ایک طویل عرصے  
 بعد وہ ان کے ساتھ تھی تو وہ اور سب کو پیسے بھول  
 گئے تھے۔  
 دم کو یہاں سوائے پڑھنے کے اور کوئی کام نہیں  
 تھا۔ کچھ میں باؤس کچھ تھی جو میں نے ایک دفعہ وہ دن  
 کی چھٹی پر جلا کر لی تھی۔ صبح دوا جان کے ساتھ  
 جو کچھ کے لئے جانا اس کا "مہل" میں کیا تھا ایک  
 گھنٹے بعد وہ دنوں وانہیں اگر ناشتہ کرتے اور اپنے اپنے  
 نیم پر روانہ ہو جاتے۔ وہ شام پانچ بجے کل کے کوئی  
 تھی اور کھٹ بھر بعد دوا جان بھی آجاتے تھے۔ وہ  
 بہت جلد سونے کے بلدی تھے۔ آٹھ بجے اپنے بستر  
 دم میں ملے جاتے اور اس کے بعد صبح سویرے ہی  
 ان سے ملاقات ہوتی۔  
 ہر نئے دن ان کے ساتھ سے ماں کو فون کرتی تھی۔  
 سارے دن اس سے کوئی کچھ نہیں کیا تھا۔ کچھ دنوں پر  
 اسے دیا تھیں ہی کرتی رہتی تھیں مگر ایک خاص  
 امر کی ان کی تازہ میں رہتی ہوتی تھی۔ وہ بہت منبٹ  
 کر رہی ہوں۔ اس کے خیال سے اپنے جذبات  
 چھپا رہی ہوں مگر محسوس کر سکتی تھی۔ ہر دفعہ آخر  
 میں بھی خاص منبٹ ہو جاتا۔ مل ختم ہونے پر وہ  
 چھٹیں میں فون کے مل لودہ ہر دفعہ باقی بھر کر ان کو  
 اٹھانے کی ہے۔ ماں انہیں سے اس کے انتظار میں ان  
 دنوں میں۔











خوش تھے۔ حادثہ اس سے سنی بھرتیاء اور ان کے  
 لاجپور ہمارے قریب اس سے تھیں انہوں نے اپنے  
 کے لئے ہمارے لئے ہمارے لئے ہمارے لئے ہمارے لئے

[illegible]

آری ہے بدلتی کالہا سرور و پھیلنے والی کھجور کی پتی  
نہیں۔ کھجور کی پتیوں میں رنگ میں تانہ ہونے کی وجہ سے  
جب وہ سب چھینوں میں باری باری ایک دوسرے کے

جہیز و احساس و ہوا غفلت  
اسے جو ملتا کر دیتے تھے بچا کے ہیں اب  
جہیز پھر کے گھر ملتا جاہتی مٹی مگر وہ تیل اسے روک

پہلے  
"ایک دن اور" "ابن کا روزِ زادِ اصرارِ قہار فوراً  
بجور ہو جائی مگر کرب تک  
"تم لوگ بھی چلو تا میرے ساتھ لڑو آئے لڑو"

”ہم خود جاتے کر پھنسی میں کھاتے“ ایذا  
 منہ لگ کر۔  
 ”دہلن کی جی میں۔“ ”میں کو اس پر ہر ترس آیا۔  
 ”نوا جی اس معاملے میں کافی رہایت میں۔“

کرے۔ "مارٹ بھی کامیہ خلد"  
 "وہ جسے تم جو پوچھو کے ہل دھارتے تھے جس انڈی  
 اتروائے کرکے۔" خدا اور نہ تھیں ایک منٹ کے  
 لے بھی، مگر صبر، بھنے، رہا۔ "تم نے اسے

پہلی مشکوٰی سے دونوں ہفتوں نے اسی کی بہن  
چھوڑی تھی۔ پھر جو ہے، پھر یاد رکھ لی توں جو

اے دن ہے اس کی سسر کی سوسنی کی  
 اے دن ہے اس کی سسر کی سوسنی کی



نکمر ہے بلکہ تیرا نونہ ہے جسے کسی بہت بڑے  
تعلیق سے بچایا۔ "تم نے کسی سانس لی۔  
ابھی وہ رات کے ساتھ دن کے نہیں گئی تھی کہ  
نونہ شکل ہو کر دل تو دکھا تھا کہ یہ سلا بخدا ہی اس کو  
قدم دیکھ لینے کے لئے کافی تھا۔ اب آنکھیں کھلی  
رکھنا نہیں اور دل کا حاضر دل کا کھانا کرم کے دل  
نہیں کرنا تھا۔ افسانہ کون؟ کوئی نہیں۔

انگن وہ گھر لوٹ آئی۔ دادا جان نے جس طرح  
لپٹا کر اسے پار کیا تھا اس کی شدت محسوس کر کے اس  
کا دل بھر گیا۔ وہ اکیلی گئی تھی۔ اس کے گرد چاہنے  
والوں کا ایک جھوم تھا۔ دادا جان نے اسے کس کس  
طرح سے لپیٹا۔ جب بتایا تو بے اعتبار اسے سنا یا  
آئیں۔ وہ بھی تو اس کے لئے اسی طرح توجہ دیوں  
کی بارگاہی ہوں گی اسے "خود کے دل نے غنی" غنی  
ہوئی۔ وہی چوتھ کھلی گئی۔ آنکھیں بھر رہی تھیں۔  
دل چاہا اور کہانے اور سارے کے محبت بھرے وجود میں  
خود کو چھاپ لیا۔ اس کے سینے سے لگ کر سارے لشک  
سلا۔ سارے سارے یاد کیا آئی کہ کون کے نواز سنے کو دل  
پھل اٹھانے فون تیرے نے اٹھایا تھا۔ اتنے عرصے بعد  
جس کی تواضع کرنا مجھ ہی کیفیت ہو گئی۔

"سیلو ریم کیسی ہو۔" وہ اسے پچھتے ہی بڑی  
پچھتہ سے بولا۔  
"نیک ہوں۔ تمپ کیسے ہیں۔" وہ چاہتے ہوئے  
بھی پوچھ بیٹھی۔  
"خیرست کلاس۔" وہ برا خوش لگ رہا تھا۔ "تم  
بہت اچانک لگ گیا ہوں۔"  
"نہیں۔" اس نے بڑی صاف گوئی سے اتر کر کہا۔  
"تو پھر تیرا ناوا کیسی۔" "یہ سارے دل سے پھر گئی  
تھی۔ ریم پھر جہان ہوئی۔  
"تو کی۔" وہ سمجھ کر بولی۔ "تو جہان کا کون  
دے کر ابھی تو میں سمجھتی تھی۔"  
"تو دن کے لئے تو کی۔" بڑی بے تکی سے  
پوچھا گیا۔

"جیسے ہی دیکھ لو کہ لکھ اس نے دھرت  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

سے لکھ۔  
"نہیں؟" اس نے بڑی بولی۔  
"معمولی جان نہیں ہیں کیا؟" اس نے جلدی سے  
پوچھا۔  
"میرا جس اہل کر کوئی یاد آتا ہوں بولہ کرو۔"  
وہ ریم پر دھک کر کہی کو اپنے کیا اور دھرم خیر  
پریشان نہیں تھی۔ اتنی بات سننے کر اس نے دو گئی  
اتنی اناجیت سے وہ تو ریم نے خود ہی سارے کو پچھ لیا  
ورنہ یہ خود تو ابھی بہت کرنے کے ہونے میں تھا۔  
"کیسی ہو بیٹا؟" پوچھا۔ "کیا سارا تھار۔" سار کی تھار  
سننے ہی اس کا دل بھر گیا۔  
"نیک ہوں۔ سب لوگوں سے مل کر چھانک کر  
آپ سے بات کرتی ہوں۔"

"نہیں ریم۔" وہ بولا۔ "نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی  
ہوئی تھی۔" "نہیں ہوا میری جان۔"  
"نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو  
اور بولی تھی۔  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو  
تیر کی طرح۔" وہ بولی۔ "نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو  
اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس  
چلنے بھی نہ دیتی تھی۔

"معمولی جان۔" وہ بولا۔ "نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی  
ہوئی تھی۔" وہ بولی۔ "نہیں ہوا میری جان۔"  
"نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو  
اور بولی تھی۔  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو  
تیر کی طرح۔" وہ بولی۔ "نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو  
اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس  
چلنے بھی نہ دیتی تھی۔

"نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

دور بہ دور اپنی بولی میں اپنی بولی میں  
نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

دادا جان آگئے تھے۔ ان کے پاس جیسی سینک  
کے بارے میں ڈسکس کر رہی۔ رات کو اس سارے  
عرسے میں خاموشی سے سنا رہا تھا سب نے  
ساتھ کھا لیا۔ کھانے کے بعد وہ فوراً ہی چلا گیا تھا۔ ریم  
اس سے پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ وہ جلد سوتا چلا جاتا  
ہے۔ نیند کا تو بہت تھا۔ وہ تو صرف سوچتا چلا جاتا تھا۔  
بہت کہ تھا۔ ان میں اسے بہت محبت تھی۔ دادا سے  
رات کو چٹائی کرنا تھا۔ اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی  
تھی کہ وہ اس کے پاس سے سب کچھ جان چکی ہے۔  
بلکہ وہ چاہتی تھی کہ وہ اسے نہ دے۔ اس سے  
خوفزدانہ رہتی تھی۔ وہ تو اس کی فطرت کا خاصہ  
تھا کہ وہ کسی کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ نہیں  
بے سکتی تھی۔ بہت سارے سارے طبیعت کی تھی۔ وہ ان  
لوگوں میں سے تھی جو خود تو ہر تکلیف اٹھاتے ہیں  
لیکن ان کی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچنے سے گراں  
نہیں کر سکتے۔ وہ کوئی بڑی بڑی کام نہیں چاہتی تھی  
اسی لئے سوچ رہی تھی جہاں تک اس سے بڑے  
کارآمد کو خود ہی کسی پیش قدمی سے روکے رکھے گی۔  
اگر حالات اس کے پس میں نہ دے تو پھر دادا جان کو  
بتانے کے علاوہ اور کوئی چل نہیں تھا۔ وہ خود ان کے  
سوا۔ اور اس کے سر پرست تھے۔ انہیں اٹھو میں  
لیتا ضروری تھا۔

پورے بننے کے دوران ریم جی طرح مصروف  
رہی۔ قہر اور فاقہ کی کارزار بہت زیادہ وقت طلب اور  
محنت طلب تھا۔ اسے برا مشکل لگا تھا۔ ملا تھا۔  
اس کے سلسلے میں اسے کئی جگہوں کو وزٹ کرنا تھا۔  
ریم جی کوئی تھی۔ وہ رات بیتی تھی۔ وقت بھی کم  
ملا تھا اس لئے وہ سب کچھ بھول بھل کر اس کی تیاری  
ملا دیا۔ 2015 جن 94

نہیں تو جیسے اس کے اندر اتنی ہوئی تھی۔" وہ بولی۔  
"نہیں ہوا میری جان۔" وہ بولی۔ "نہیں معمولی جان کا خواب ہے۔" وہ بولی۔  
"نہیں۔" اس نے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ "نہیں تو اور بولی تھی۔"  
"نہیں تو کوئی لکھا ہوا ہے۔ تم ہی تو لکھنے کی جڑ ہو تیر کی طرح۔" وہ بولی۔  
"نہیں تو لکھنے کی جڑ ہو اب میں تو میں نے صرف صحت کر سکتی ہوں۔" سلی  
وے سکتی ہوں۔" وہ بولی تو باری کو تھار سے پس چلنے بھی نہ دیتی تھی۔  
ملا دیا۔ 2015 جن 94



میں مشغول ہوئی تھی مگر اسے وقت پر Submii کر کے اور اسی مصروفیت میں دن گزارنے کا یہ بھی نہیں چاہتا تھا۔ ایذا کیا اور اسی صبا اسے مارا کا بھیجا ہوا اسٹائن لہ بہت خوبصورت اور سبز تھے اور ساتھ ہی ایئر پلٹ بھیجیں میں گرجا کا ملے قلب اس نے اس وقت مارا کو فون کیا۔

ایسا ہی ہوتا ہے۔ "وہاں سے نکلتے ہیں۔  
 "تم میرے ساتھ ملا نہیں سکتے۔"  
 حیرت سے ہم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ  
 جہاں سے

ہمیں تو یہی کتا تھا جی ہوں۔ تمہاری محبت  
میرے دل کا افران ہے مجھے۔ موت کے لئے  
میرے لئے ضرورت نہیں۔"

ذکر کے بعد اسے گھر پہنچا دیا گیا۔ وہ اندر آئی تو راجا جی کے پاس سیدھی پہنچی۔ آئی۔ وہاں  
 راجا کے سامنے بیٹھے اپنا خوبصورت ناکہ خرو کی کر رہے  
 تھے۔



PAKSOCIETY







# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ ٹھکانہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کے قتل گاہ ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ برائی کو اپنی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای تبک آن لائن پڑھنے
- ✧ کی سب سے
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
- ✧ سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ یہ تمام انٹرنیٹ پر دستیاب نہیں
- ✧ ہر ان سیریز اور منظر کا نام اور
- ✧ اپنی حق کی مکمل رینج
- ✧ ایڈ فرنی لنکس، ٹکس کو پیسے کمانے
- ✧ کے لئے شریک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای تبک کا ڈائریکٹ اور روزیوم اپنل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای تبک کا پرنٹ پر پورے
- ✧ ہر ای تبک کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے
- ✧ ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی منتخب کی مکمل رینج
- ✧ ہر کتاب کا الگ کیلکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ مہلت پر کوئی بھی تبک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

وہاں ویب سائٹ جہاں ہر کتاب فورنت سے مہی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد اپنا سٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیگر مستعارف کرائیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook [fb.com/paksociety](https://www.facebook.com/paksociety)



[www.facebook.com/paksociety](https://www.facebook.com/paksociety)

پارسل کی آمدنی نہیں کرتے۔ حقیقت میں پارسل  
ہوئے ہیں اور میں اپنے علی مود کے گھر میں رہی ہوں  
دیں۔ بل ٹکس۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر  
اس کے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ چلیں  
جھپک کر ادھر رہی اندر مار لیتے مگر اندر لے جاتا تھا۔  
"اور کے تلی ایم سو رہی۔" وہ بالکل نرم لہجہ میں  
نہرہ آیا تھا۔ آئندہ بھی ایسی بات نہیں ہوگی۔  
"آئندہ کی کوئی کٹافٹ نہیں رہی ہے اور لہجہ  
اب تم جادو۔" وہ ایک مہینہ پہلے بکھرے ساتھ ٹھہری  
ہوئی۔  
"وہ کمزور ہم باہم اس مونس پر ابھی ثابت کر سکتے  
ہیں۔ بلو کی میں تمہاری ہر شرمیلے کو تیار کر دیتا ہوں۔"  
وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے سامنے ٹھہر گیا۔  
"میں کو رونا پڑا۔ اسے سمجھا دیا۔  
"وہ بڑی شریفانہ نہیں تو مری جاتی رہا۔ تم اس  
حقیقت کو قبول کر لو کہ میں نے آپ میں شرمیلے ساتھ  
نہیں نہیں ہوں۔ میں یہاں تک ہوں کہ میں  
اس لئے واپس ہوں کی یہاں کے سارے مسئلے تم  
کر سکتے۔" وہ بھر پور سے بڑھنے کو بولی مگر اس کے  
راستے میں جلیا۔ گھر پر دو تین باتھ روم تھے اور  
جب بالآخر مسئلہ سے انکار ہو رہا تھا۔  
"نہیں یہاں کیا ہوں۔ تم اس کے لئے واپس نہ آؤ گی  
میں کے ساتھ وہی مہل رہی ہو جس کی پارسل کے  
دوست کر رہی ہو اور اس لئے کہ میں نے یہی حقیقت  
بائٹس پورچ اور Fortune مہل ہو چھوڑنے پر تیار  
ہوئی ہوں۔"  
"پھر تجربے سے یہی بات ثابت ہو گئی۔" وہ غصے سے  
کہتی۔  
"تجربہ کیا ہوا؟ آپ سے باہر ہوا اس بات ثابت  
ہے کہ تمہارا دل میں چھوڑ دینے سے تمہارا گھر  
میں شرمیلی شرم بکھتا رہا کہ یہاں سارے سال کی  
مادی نہیں تھیں۔ شرمیلی شرم بکھتا رہا کہ شرمیلی  
ایک جھٹ ہونے میں وقت تنگ کا لیکن اب سمجھا  
ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمہارا دل اس کی حقیقت





ہم وہاں نہ کھولے جس اتار کہ وہ تم نے مجھے  
 معاف کیا۔ پلینز رہا تم میں رہی ہوتا مجھے معاف  
 کرو۔ "وہ اس کی صورت دیکھنے کی بھی واردار نہیں  
 تھی مگر کہ بھی نہیں سکتی کہ وہ چلا جائے۔ آواز نکلی  
 ہی نہیں پاری تھی۔ بہت دیر نہ گزرنا رہا، معافیں  
 مانگا۔ پھر عکس کر لیا۔

[illegible]

میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ"

شہنشاہ ہو جائیں گے۔ اس تمنا کی کمی اور وہ کہہ  
پڑیں صحت ہو، زیادہ تم سے ملنے کے لئے ہے جن  
چاہت میں تمہیں لینے کوں مجھ اور کے اللہ جاننا!



کے پاس ملے آئے۔  
 "تو ہم اپنا خود کو سنبھالو اور چل کر اپنے ماسوں پہلے  
 کے پاس پہنچو۔" وہ تم سے کہہ کر ہٹا ہوا ہے۔" بڑی  
 مشکلوں کے ساتھ اس نے خود کو گھوڑے کی آندھ لکڑی میں  
 لٹکی۔ تیمور باب کا ہاتھ اٹھاتے ہوئے تھا اور وہ میرے  
 دھیرے سے کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے شہرے میں کوئی کھیتے ہی  
 انہوں نے اشارے سے کہا کہ وہ اپنی طرف ہٹا دیا۔  
 "مگر وہ میرے پاس سے گزرا۔" میں نے یہ کہہ کر  
 ان کا ہاتھ سرباقتو تھا۔ وہ لیا۔ انہوں نے مجھے پھر کی نظر  
 میں پر والیہ پھر تھوڑا دیکھا۔  
 "تیمور! میں ایک خواہش ہے۔ پوری کی پوری۔"  
 "یہ۔"  
 "تو آپ حکم کریں یا نہیں؟" تیمور نے ان کا ہاتھ پکڑا۔  
 "میں نے اپنی دم توڑی ہوئی سن سے ایک وعدہ  
 کیا تھا۔ مرنے سے پہلے اسے پورا کر کے سرفرو ہونا  
 چاہتا ہوں۔"  
 "تو یہ؟" تیمور نے آپ کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ہٹا  
 دیا۔  
 "زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں بننا۔ کوئی جلتے گل  
 کے بعد میری زندگی میں سب سے زیادہ کی کہ نہیں زندہ رہا  
 تو تم دونوں کو جیتنے چھوڑتے دیکھ لیا۔ گا۔" وہ بہت  
 دھیرے دھیرے بول رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میری سانس  
 لی۔  
 "تو اپنی زندگی میں ہم کہہ کر ہاتھ مارے ساتھ تاج  
 کرنا چاہتا ہوں" ابھی اسی وقت 'خسبہ' نے اس کی  
 تسکین کی۔  
 "تو نے مجھے سوچا ہے کہ آپ کی بات ہے؟" انکار  
 کر رہا ہوں۔ آپ کی خواہش سراسر آٹھویں پر۔" تیمور  
 نے ان کا ہاتھ چوم کر انہوں سے نکال دیا۔  
 "مگر اس قدر ہی مرضی بھی مقدم ہے۔" میں نے انہوں  
 سے کہہ کر ہم بھی ہم کی طرف چلے گئے۔ ان سے دیکھا  
 کہ ہم نے کسی دلائل کی طرح اثبات میں سربلایا اور  
 ان کا ہاتھ آٹھویں سے نکال دیا۔

[illegible]



بازو اپنے سر پر جھکا ہے۔  
 "اگر تم ضرور نکلے گا ہمیں اس شاک سے نکلنے  
 میں۔" دم نے بے ساختہ صراحت کر اس کی طرف  
 دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھ جینز کی پائٹ میں ڈالے، سر  
 اٹھائے، تاروں بھرتے آہن کو دیکھ رہا تھا بے نیازی  
 کا رویہ، دم تھا۔ دم کا دل اٹھانے لگا تھا۔ بھرتیاں۔  
 "آپ شکاگو میں ہیں؟" اننا ای سے پوچھ  
 بیٹھی۔  
 "نہیں، پائٹل میں۔" ان کی طرف دیکھ کر  
 مسکرایا۔  
 "کیوں؟" ان کا ارادہ دم کے منہ سے نکلا۔  
 "جو دل نے انکا دل میل جانے کب سے ہے؟"  
 ایمان تمام پر۔ "نہ نکلے گا، بازو دیکھو۔" دم کو گناہ  
 اس کا دل اٹھا رہا تھا۔  
 "دیکھو! اس نے شہادت کی انگلی اٹھائی۔" جھوٹ  
 میں بولنا۔  
 "اگر کیا ہو کر گریں ہے۔ نکال جوتے ہی آپ سے  
 تم پر اثر آئیں۔" مہر جھٹی کے بعد تو یقیناً تو کیا نہ  
 استعمال ہو کہ۔ "وہ رک کر شرارت سے بھر پور نظر  
 اس پر ڈال کر بولا۔  
 "موصوفی! وہ نظر میں جھکا رہی۔  
 "اگر وہ نہ دیکھے تو کوئی اعتراض نہیں، تو ہمارا کام  
 مکتوب کی تاریخیت سب کچھ سننے کے لئے فوری طور پر  
 تیار رہا۔ میں آخر یہ سب کی ہوا ہو کر نکلتی ہے، ہمیں  
 نیلے نے تو اثر کر دکھایا ہے۔" اسے اوپر سے نیچے  
 تھکے، تھکے شوخی سے کہہ رہا تھا کہ وہ سب کی سب کی۔  
 "اسکی کیا تبدیلی پائی ہے مجھ میں۔"  
 "پہلے سے بہت زیادہ حسین ہوئی ہو۔" وہ بڑے  
 جذبہ سے بولا۔ دم نے جھکی نظریں ڈالیں۔  
 "اس نے بھی دیکھا تھا آپ نے مجھے۔"  
 "اگر وہ اتنے شہور میں ہے۔" وہ بے ساختہ زور سے  
 جتنا۔ وہ غرائض میں ہو گئی۔ (وہ اپنی مذاق اڑا رہا تھا۔  
 "خدا کی یاد میں تو شوہر ہیں کے جس سے اپنی تعریف  
 میں کر کر خوشی سے پھول کر گیا ہو جاتی ہیں۔" مہر اپنا منہ

[illegible]

مشابہت پر رسم اپنی سب سے سادہ لہ آنے والی  
 سحر است کسی طرح نہ چھپا سکی۔ اپنی اپنی تھی۔  
 تیسور نے اس کا کپ اس کے آگے کھدکاتے ہوئے  
 خود بھی لٹائی کا ایک سب لیا۔  
 "اگر تو شروع کر دے گا تو ہوتے تو کھلی شے کا مڑی  
 تیر اور نہ" "رسم مسکرا کر اپنے کپ پر ہلکے تھی۔  
 تیسور نے دیکھا کہ سب سے کراس کی طرف لے لکھ۔  
 "اس سب سے جب توڑی کی انگلی پکڑے ہے  
 تیر میں داخل ہو گئیں تو میں کسی طرح نہیں قبول  
 نہیں کر لیتا تھا مگر میرا بھی کا اور تھا۔ میں اس  
 وقت innocent تھا۔ یہ نہ لگتا ہوا ہے جب وہاں  
 بہت الجھا ہوا ہوا ہے ہر آنے والی تبدیلی کو فوج  
 شے کل سے قبول کرتا ہے بے کسی کی شخصیت بڑا ہی  
 راتی آتی ہے کسی کی صحبت اسے اچھی نہیں  
 تھی۔ وہ اپنے آپ کو ہر دے میں باکل ٹھیک سمجھتا  
 ہے اور دوسری طرف غلط خاص طور سے اپنے بھول کو۔  
 تمہارے سب سے میں سے ہر اور دیکھ کے بچہ بنے پڑے  
 اور میں بد کہ تم سے۔ اس وقت میں نے تمہارے  
 ساتھ بہت زیادتی کیا۔ میں نے تمہارے ساتھ بد  
 احساس ہوا کہ تم پر تو دے گی ایک خاصیت اور میں  
 سے کہ میں باپ تمہارے سب سے۔ میں نے تمہارے  
 بچہ نہیں ہو۔ مجھے اپنے دے پر بہت رشتہ والی  
 میں نے تمہارے حاکم تم بھی مجھے معاف نہیں کر سکتے  
 "تمہاری جی تم سے اور دور ہوا کیلئے پھر دور کیا  
 جب مجھے ایک سیاحی ہو کہ تم میرے کہ میں نہ  
 "تم میں ہو۔ تمہاری رہا ہے مجھ سے ہے تم کو  
 ہمارے ہر کیا جب تمہاری رہا ہے تمہاری  
 خیانت نہیں ہوئی ہے جب میرے میں کیا ہوا ایک  
 بہت بھاری دھندلاری ہے اس پر اس پر میرا  
 بار کا ہے ہونا چاہئے مگر اور عورت کے ساتھ  
 "تو تے دے میں لگتی اور اس وقت کہ دور ہوا  
 تمہاری رہا ہے تمہارے رہا ہے اس بات کا کہ تمہارا  
 تم میں رہا ہے کو میں سمجھتی تھی۔ مجھے بھی اپنی  
 رہا ہے کہ تمہارے رہا ہے تمہارے رہا ہے

تے فتنی تھیں۔ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے تم  
ذرا صلے پر قرار رکھنا سب مشکل تھا کہ بہت خودی  
تھا اور شاید ہیرا انداز صحیح نہیں تھا جو تم پہ لگنا  
نہیں دیتے تھے البتہ! میں نے تم سے کبھی نفرت نہیں  
کی۔ کبھی جیڑا نہیں ہوا۔ ہمیشہ تمہاری عزت کی۔  
تاکہ خیال رکھنا البتہ تم سے ہر بار تمہارے گھر چھوڑ  
نے کے بعد ہوں۔

میں نے یہ سادہ نظریں اٹھا کر خود کی طرف  
جلد وہ دلفریبی سے مسکرایا۔ اس کا ہاتھ اپنی دونوں  
ہاتھوں کے بیچ جلا کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا۔  
"یاد ہے وہ طوفانی رات؟ جس رات جب تم پہلی دفعہ  
میں آئے تھے؟ ابھی میں یاد ہے۔ پھر مجھ پر چلی کر اکر  
میں نے تمہیں۔ یہ کہہ کر کہ تمہیں کے لئے جاری  
میں۔ تمہاری رات سو نہیں سکا تھا۔ مجھ سے  
بہت سی میری میں مل چاہتا تھا۔ مجبوراً ڈالنا نہیں  
اور جاری ہو تم میں کیا جا رہا تھا خود بھی سمجھ نہیں  
سکتا تھا۔ جس رات تم نے گھر چھوڑا۔ اسی صبح صبح  
میں یاد کر کے بہت ادا کی ہو رہی تھیں۔ صرف  
تمہاری باتیں کر رہی تھیں۔ میں نے انہیں چھینا کر  
آکر والیں میں آئیں وہ ایک دم بڑھ کر رہیں۔ تم  
جاہوں چاہو میں جاہوں نہ چاہوں۔ ہم دونوں کو بیش  
کی گھر میں ایک ساتھ رہنا اور ان کی بات نہ  
میں آتے ہی میری ملدی ہے۔ تمہاری اچھن آتم  
گوئی۔ جیسا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ جب جیسا کہ  
بھلا کر یا کسی مشکل قتلہ فیصلہ ہی ہوا کہ جو حسینہ  
میں رہنے کے گھر گرم کر کے خود سڑی میں باہر کھڑی  
ہو کر میرا انتظار کرنے خود بے آرام ہو کر میرے  
آرام کا خیال رکھے جس وقت مجھے کھلی کی شادی  
تو اچھن ہو رہی ہوں بھاپ ڈالنا کھلی لئے میری ہنسر  
لے دی صرف وہی مجھ جیسے لالہ لائے اتنے سے بھی  
بہتر راہ خود بصورت سے نو جوان کو ساری زندگی سنبھل  
کے ہیں۔ فیصلہ ہوا تو محبت بھی جی شدت سے  
تو اچھن آتم نے اچھا کیا مجھے چھوڑ کر پہلی آئیں دور  
تو وار رات کے بعد خود ہر انتظار رکھنا سب مشکل



عمر خاص کیوں نہیں :-

## We Are Anti Waiting WebSite

**f PAKSOCIETY**



# تنہا تنہا دن جیون کے

عزیز مسعود

میں بسکے تھے۔ مجھے اس سے کہنے کے لیے تجھے  
میں چینی۔ جسے میں نے بے مشکل سنا ہے کہ  
میں نے کہا تھا۔ جسے بے حد السوس ہے۔

میں نے محض قلم بردار ہیری قلم سے ایسا شئی برسر  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس

میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس

میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس

میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس

میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس

میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس

میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس  
میں نے کہا کہ میں تھا وہاں غابر سب اور مونس





”جی! ایم سوچی۔ یہ شاید کچھ زیادہ ہی کہہ ملی۔  
 ”میرے صرف آپ تصور دار نہ تھے۔ لکھی ہماری بھی  
 ”شکر“

میں اس کے شہادتہ انداز اور دھمکے لہجے پر نرم  
 ہو گیا۔ "تم تو خدو شکر ہو۔ مجھے بہت کہنے پڑے۔"  
 سیلا والی لڑکی نے جھنجھکیاں اٹھاتے ہوئے کہا۔  
 "میں نے پہلے کہہ دیا تھا کہ تم میری دوست ہو۔ تم میری  
 محنتی ہوئی کٹی پار کرتی اور میں اس کی خوشبو کے خیال  
 پر انوس کرنا لازمی آگے بڑھانے لگا۔"

کولی ٹھنڈے گھر سے گاڑی میں بیٹھا ٹوٹی گاڑی انتظار کر رہا تھا۔ ٹھوس چمکی گرنے اور جھوٹے گرائی میں اس کیو کیلکشن میں باہر گزر رہی تھی۔ ٹوبہ صاحبہ ابھی تلی کہ کہ گڑ چورے ایک ٹھنڈے سے عجب تھیں اور میں انہایت آنا بہت کا شکار ہو رہا تھا۔ مزید انتظار کاروں ترک کر کے میں نے گاڑی اشارت کی۔ مطابق گاڑی اگلے کے لئے میں نے سڑک کے وسطی سمت دیکھا ایک ریڈ کولا تقریباً اسی جگہ پر ٹکی اسپینڈ سے آ رہی تھی۔ مخالف سمت۔ ایک ٹکی اساتے تک پہنچا لے فائل سینے سے لگے سر جھلکے چلی آ رہی تھی۔ گاڑی اس ٹکی کے بے حد نزدیک پہنچ گئی تھی اور اسے خبر ہی نہیں تھی۔ میں نے ایک لمحہ متنبہ کئے بغیر گیسر لگا کر گاڑی آگے بڑھائی اور ان دونوں کے درمیان لے آیا۔ ریڈ کولا بھی ایک جھٹکے سے رک تھی۔ غصا میں دونوں گاڑیوں کے ہار چر جانے کی تھوڑا سا تھوڑا کوئی۔ وہ ٹکی خونیں ہو کر اچھل کر پیچھے پٹی تھی۔ اس کا چوٹو شش تھا۔ وہ بھی طرح کھیرا پٹی تھی۔ اگر میں ایک لمحہ بھی متنبہ نہ کرتا تو یقیناً وہ دھڑر اس کی لاش پڑی ہوتی۔ اس ریڈ کولا میں چار لڑکے بیٹھے تھے۔ اس سے پہلے میں گاڑی سے اتر کر ان کے قریب پہنچا انہوں نے گاڑی بیک کی اور وہ ابھوٹے میں تیزی سے اس ٹکی کی طرف بڑھا جا

جس کی صورت مجھے اپنے آپ کی دیکھی ہوئی لگ رہی تھی۔ وہ عام سے انوکھی لکندی پر حرکت اور مناسب غذا پرست اور لڑکی تھی۔ اسی میں قیفا ہوئی انوکھی ہمت نہیں کھنکھرتی تھی۔

"Wait a minute" میں تیزی سے اس کے قریب۔

میں نے تو کر لی  
 تمہیں آپ کو پہلے بھی کہیں نہ کھانا ہے۔  
 میں نے تو کر کے جوئے کھا  
 اب جو سنا ہے کہیں نہ کھاؤ۔ اور دنیا میں بہت سی  
 چیزیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔  
 وہ سب سے مسکرائی۔

پس چنان کہی کہ میں نے آپ کو اپنے کس

"Oh Yes I remember"  
 مجھے یاد آیا مجھ کو  
 جو وہاں پہلے آئینہ دیکھ کر اپنے ساتھ شادی  
 نہایت گھٹیا ہو چکی تھی۔ یہ تو آئینہ دکھانے  
 کے لیے تھا۔ جس پر آپ کی یاد سے مجھے یاد آیا  
 کہ وہاں پہلے آئینہ دیکھ کر اپنے ساتھ شادی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الحمد لله رب العالمین  
والصلاة والسلام على  
المرسلین

"Good Memo."  
 دیکھو! اس نوکر بولیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں  
 میں نے دیکھا تھا۔ کوئی کہ مجھے یہ اتفاق قریب سے  
 سے ملے میری یادداشت کے بارے میں میں  
 میں نے پڑھتے تھے۔  
 میں نے اس کے کہ اب آپ کی اچھی یادداشت



[illegible][illegible]

وہی میں حق پران پاک لکھ کر لیا تھا اور نماز میں  
 پہنچ کر یہ لکھ لکھتا تھا کہ ہمیں پڑھی نہیں کہ نہ کر  
 پہنچا ہی تھا۔ بلا حقد نہ گھر پر اور نہ گھر سے باہر۔  
 جہاں میں اب پڑھنے سے نماز پڑھا کر آتا تھا خاص طور  
 پر روز عشاء کی نماز کی اور انکی میں تو میں کو نہیں  
 پہنچا نہیں کر کہ یہ یقیناً "آپ کے لیے حیران کن  
 بات ہوگی لیکن اس سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے  
 کہ نماز کی حالت میں ہوشیار ہو کر پڑھ رہی تھی۔  
 بات کہ انسان کے بنے یا پڑنے میں محبت اہم  
 اثر رکھتی ہے۔ یعنی جس قسم کی کہنی آپ رکھتے  
 ہیں۔ آپ اسی طرح کا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔  
 ہوشیار ہو کر پڑھنے میں میرا دم بہت تھا شاذب  
 اور بہت اچھا لڑکا تھا میری اس سے بہت اچھی  
 اور اس پر شک ہو گئی تھی ساپنے میں آپ کا کھانا تھا  
 اس کے ہاں آپ دولت مند ہونے کے باوجود اس  
 کی تعلیم کا غریب اہل خانہ سے تھا شاذب بہت محبت  
 سے اپنے والد اور اہل گھر پر کیا کرتا کرتا تھا کہ  
 "میں نے کیا ہے بہت کھار کے میں اپنے ملک میں  
 رہ کر بھی تعلیم حاصل کر سکتا ہوں آپ تمہارا  
 بہت اچھا ہے۔"  
 "کیا تمہارا حق ہے۔"  
 "جواب میں حقیقی معنی میں وہ بہت جگہ لڑکا تھا  
 میں نے اپنے ہاں آپ سے بہت محبت کرتا تھا۔  
 آپ نے مجھے پڑھنے کی تعلیم دی کہ اگر اس کی دعا اور  
 دعا کی حالت میں ہوا تو میں بہت فرق ہے شاید  
 انسانی نفس کی وجہ سے خود میں آپ کو شاذب کے  
 بہت شاذب تھا۔  
 وہ نماز کا بہت بااد قلم لیکن اس نے مجھے بھی  
 کس نہ کہ تم بھی نماز پڑھو مگر وہ کس نہ کہ نماز پڑھنے  
 پڑھنے میں پڑھا کرتا تھا کہ وہ کمرے میں لکھ لکھتا  
 تھا کہ جیسے ہی داخل ہوتا تھا وہ کتابوں کو اٹھا کر  
 میں نماز پڑھ لیں مگر عشاء کی نماز کر رہی تھی  
 دروازہ کھلتا

وہ ملک ہمارے ہاٹل کے قریب ہی ایک اسلامک سینٹر تھا جہاں مسلم نماز پڑھتے تھے وہاں کے امام صاحب درس بھی لڑا کرتے تھے شازپ وہیں جلیا کرتا تھا اس نے بھی مجھ سے نہیں کہا کہ تم بھی چلو مگر بھی بخیر دشمنی سے دہائیں ہاٹل جاتے ہوئے یا کہیں سے روانہ کردی کہ کہے دہائیں آتے ہوئے وہ اسلامک سینٹر کے سامنے سے گزرتے ہوئے کتا چلو چلے نماز پڑھ لیں پھر چلیں گے اور اندر گھس جائیں گے۔

میں تھذیب کے عالم میں اب رہی کھڑا رہتا۔ میں شاید اللہ تعالیٰ کے سامنے جلتے ہوئے کھڑا ہوں اور شرمندگی محسوس کیا کرتا تھا۔ ملک میں بہت جہالت تھا کہ میں اس کی بارگاہ میں مسلمان ہوں مگر لیکن وہ اللہ تعالیٰ جو کہ لوگوں کو پھرتا ہے اس نے ہر انسان کے اندر ایک لمبی کی کرن ضرور رکھی ہوئی ہے جو کہ راستہ ملنے کے بعد سب کچھ روشن کر دیتی ہے پس ایک لمحہ دور کا ہوتا ہے اور وہ لمحہ بندے کو اس کے مالک کی طرف پھارتا ہے۔ صرف ایک قدم چھٹا ہوتا ہے بندے کی ایک پاؤ پر رب خدا جل جلالہ آگے چھ کر اسے تمام لیتا ہے۔ میں میرے ساتھ ہوں۔

دوست کہا: غصے اور ناگوار سہیل سنگھ میرے ہاٹل اور بخیر دشمنی فیلو تھے انہوں نے اپنی طرف سے کچھ شرمندہ تصویب بند اور بھائی اسٹوڈنٹس کو لیا کہ ایک گروپ بنایا ہوا تھا جو کہ مسلمانوں خاص طور سے کستانوں کے خلاف ذرا کھڑے رہتے۔

میں بھی جن کے مت میں اب اللہ بغض و وطن پرستوں سے انکار جن کی امت آدمی ہوئی رہتی تھی۔ لیکن اس دن نہ ہانے مجھے کہیں اتنا غصہ آیا تھا کہ میں سہیل سے بھڑکیا۔ سب لوگوں نے بچ بھاڑ کر لیا ورنہ تو شاید میرے ہاتھوں مارا جاتا۔ شازپ بھی آج اپنے دہ گیا تھا میرے گھر۔ میں جو اتنا لعلنا مزاج تھا کہ وہاں ایک پیش میں گیا تھا شاید ان کا مقصد یہی ہو تھا کہ میں ان وقت بے انتظامت محسوس ہوئی

جن 2015ء



میں ہم مسلمان جو برکت اسلام کا چارہ کرتے ہیں  
مسل میں کتنے بڑے ہیں۔ کئی بے کار لوگ ہمیں  
متفق ہونے کا دعوت دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے جب ہم  
اپنے مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو ہم  
اسے define کیسے کر سکتے ہیں۔ کیسے قائل کر سکتے  
ہیں کسی کو جب ان کا عمل دھارے قیل کے مطابق  
نہیں ہے اور یہ اس کی ذہنی توجہ کا چلاک میں اپنے مذہب  
سے تباہی لے رہا ہے۔

اس واقعے کے بعد میں نے یہ سوچا کہ اس دن میں  
آخری کلاس کے لیے خصوصی لکچر دینا تھا۔ بہت مشکل  
محسوس کر رہا تھا۔ فیلز جو کثرت کی ایک بھرپور ہی  
موکیلہ کئی دیر سو کر اٹھا تو شام کے پانچ بجے تک  
شاذب کمرے میں نہیں تھا۔ میں سمجھا کہ نماز پڑھتے  
گیا۔ دو گھنٹہ گلی دیر ہو گئی۔ چھ منٹ اور پھر آگے نہ  
گئے مگر شاذب کا کپڑا نہیں تھا۔ میں پریشان ہو کر باہر  
نکل آیا۔ پورے باطل کا چکر لگایا۔ کٹ سے باہر نکل  
رہا تھا کہ کینٹ کچھ رہنے ایک پرچہ اٹھایا۔ میں نے اس  
سے پوچھا کہ کس نے دیا ہے تو اس نے فنی میں سر  
بلایا۔ میں نے پوچھا کہ مجھے ہونے پرچہ کھولا تو جیسے  
میرے اور گرو دھارے کے ہونے کے شاذب کو کسی  
نے کلمہ لکھ کر لیا تھا اور ہاتھ کی چھیل اسٹریٹ پر ایک  
وہ پین سہ ماہی خان تھا مجھے وہاں بلایا گیا تھا۔ میں ایک لمحہ  
شدیع کیسے بنی رہی وہ پچا وہاں حور لکھ کھپ اندھیرے  
اور ایک ہولناک سانس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پورے  
جوتے رنگ کے چٹائل کے درمیان گھبراہٹ اجاز  
دیکھنا ماحول کی ہونانی میں اشتعال کر رہا تھا۔ آواز  
کتنے تک میں ہنسنے لگا۔ میں نے شاذب پر لیکن کوئی  
نہیں آیا۔ میں تھک بار کر رہا تھا کہ خطا کی  
چراغ ابھرتے ہوئے تھی اور کچھ کرنے کی زوردار توال  
تلاش میں پتہ نہ پائی۔ کوئی شخص تھا جو اونٹھے  
منہ کر تھا۔ میں حیران سا اس کی طرف رجعت دے رہا  
تھی وہ حرکت تھا۔ ڈرتے ڈرتے میں نے اسے سیدھا  
کیا۔ گورو ایک دم خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹا۔ دیر امریت  
انشہ سے اتنی روشنی کی باریک ہی لکیر اس کے چہرے

پر پڑی تھی وہ مسکرا کر تھا۔ اس کے  
چہرے پر ہنسنا تھا۔ وہ باطل کے گھبراہٹ میں  
رہی وہ مگر سوتے چوٹی کو بھگور ہاتھ میں  
بجھا کر اس کے پیٹ میں گھونے ہوئے تھوڑے  
میں ساکت بیٹھا اس کی لاش کو دیکھ رہا تھا کہ  
اچانک مجھے ہوش آیا۔ میں نے خوف کر لیا  
میں پکڑے تھوڑے گھبراہٹ اور پھر اس کی نظر  
جھٹ پاتا تو پتہ چلا کہ اس کی طرف دھڑکی  
کے پاس پہنچا تو مجھے شاذب نظر آیا۔ اسی وقت اس کی  
انکھ کچھ بڑی اور وہ مجھے خدشہ میں دیکھ کر پریشان  
ہو گیا۔

"ایالت ہے طبیعت تو تھک رہی ہے۔"  
"پوچھ رہا تھا۔"  
"ہاں۔"  
"میں کچھ نہیں جانتا۔"  
"اس سے پہلے تم کو کچھ نہیں تھا۔"  
"مجھے کچھ نہیں تھا۔"  
"میں مزید خوفزدہ ہو گیا۔"  
"میں شاذب کو لے جلدی لے کر کمرے میں  
گیا۔ پھر میں نے سوچا کہ وہ کچھ شاذب  
"یہ تو کبھی ساڑھن ہے۔"  
"شاذب بے سائنس ہوا۔"  
"اب کیا ہو گا شاذب۔"  
"میں پریشان رہا پوچھ رہا تھا۔"  
"تو کیوں پریشان ہے۔ تو نے تو قتل نہیں کیا۔"  
"ہاں۔"

اس نے مجھ پر ناگوار تھا  
"نظر تمام واقعات تو میرے خلاف جاتے ہیں۔"  
"ان پہلے ہی میرا مستقبل سے بھرا ہوا تھا۔ گورو نے  
سب کے علم میں ہے۔ دوسرے میں موقوفہ وار دیکھتا  
ہو موجود تھا۔ گورو سب سے اہم بات سمجھ رہا تھا  
"مگر یہ تم ہی ہو۔"  
"میں کچھ نہیں جانتا۔"

میں نے سر قلم لیا۔ حقیقت میں وہ بہت پریشان  
ہو گیا تھا۔ اس نے کبھی قتل کے لیے کلمہ  
"کی بات یہ ہے کہ جھگڑا ہونا کوئی اہم  
چال تھا۔ میں نے قتل کے تقریباً ہر دوسرے  
بغیر سے بھگڑے ہوئے رہے ہیں۔ وہ سارا خد  
موقوفہ وار بات پر ہوتا ہے۔ کبھی کوئی اہم بات نہیں  
کہہ گا۔ مجھے وہاں کسی نے نہیں دیکھا تھا۔"  
"ایک گیلہ۔"  
"مجھے ضرورت کیا تھی۔ قتل کو ہاتھ میں لینے  
کہ۔"

"اور شٹ ہے میں پوچھ رہا تھا۔"  
"یار! یہ سب مجھے سے میرا راز ہی طور پر ہوا۔"  
"میں نے اس سے اڑا۔ وہ خاموش رہا۔"  
"خواب کا ہوا کا شاذب۔"  
"میں نے کبھی سوچا ہی نہیں۔"  
"اس وقت مجھے نہیں ہو سکتا تو چپ چاپ  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"مگر مجھے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ سب  
"میں نے اس سے ہوا ہے تو کلمہ لکھنا تھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"

"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"  
"میں نے کچھ نہیں سمجھا۔"

لہذا ابھی تک نہیں پڑھی ہے میں نے۔"  
میں خاموش ہو گیا۔ اس کے دھوکے کے آنے  
تک میں ویسے ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے باہر لہذا بچائی  
اور لہذا مجھے بے نیٹ ہاتھ لگی۔ میں جب چپ چاپ  
بیٹھا اس کے کچھ رہا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر  
دھارے کے لئے کبھی ہاتھ اٹھائے تھے۔ میرے ذہن میں  
اس وقت ایک بھگڑا سا ہوا۔ "دعا" یہ لفظ میرے ذہن  
پر آئے ہی میری سوچ کے دروازے پر آئے تھے۔ میں نے  
سبے قصور ہوں تو مجھے کیسے سزا مل سکتی ہے۔ چاہے  
مجھے ہی جوت اٹھنے ہو جائیں وہ اور بھی تو ایک  
انصاف کرنے والا ہوتا ہے جو سب کو دیکھتا ہے۔ گورو  
جانتا ہے وہ دھوکا کو ضرور سنبھالے اگر اس کے دل سے  
مانگیں جا سکتی تھیں۔ مگر میری مانگیں تو کبھی گھٹ  
جب کہ میں نے اس سے کچھ مانگیں نہیں تھیں۔ گورو  
نے بھی اس کی ضرورت محسوس کی تھی۔ مجھے توین  
مانگے سب کچھ تو قتل لیکن میں نے بھی اس کے  
شعرے کے لیے بھی ہاتھ نہیں اٹھائے تھے میں تو  
اسے بھولا ہوا تھا۔

"اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں سے بے خبر نہیں  
رہتا۔"  
میرے ذہن میں میرے یہ الفاظ گونجنے لگے۔ میں اٹھا  
اور واٹس دوم کی طرف پہنچا۔ ایک فیر مٹی کی طاقت  
مجھے تھکے دھکیل رہی تھی واٹس میں کائنات کو  
میں نے وضو کیا۔ شاذب کو بابا وضو کرتے دیکھا  
تھا اس لیے طریقہ یاد رہا تھا۔ وضو کر کے باہر نکلا تو  
شاذب اٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ دھو کر  
نے اسے روک دیا۔ وہ حیران لگا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے  
ایک میں نے اس کے ہاتھ سے ذہنی سنی اور اسے سر  
دھوا۔ باہر نماز پڑھنے کے لیے میری مانگیں  
پکڑی تھیں۔ اور دل جیسے ہر دھڑک رہا تھا۔  
شاذب نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے دھوکا  
دیا۔ میں نے کچھ نہیں سمجھا۔ اس نے ہاتھ دھو کر  
کچھ نہیں سمجھا۔ اس نے ہاتھ دھو کر کچھ نہیں سمجھا۔



# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ عظیم پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے قتل کیا ہے

### ہم غاص کیوں ہیں؟

- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریویو م اہل ملک
- ✧ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر پڑھ کر
- ✧ ہر بے سٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی ڈیٹنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ✧ ہر کتاب کا الگ کیلکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی ٹنک ڈیڈ نہیں
- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ مایانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں ایلوڈنگ
- ✧ غیر ملکی ہائی کوالٹی انگریزی ڈاٹ کام اور
- ✧ ای بک کی مکمل رینج
- ✧ ایڈ فرائی لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شریک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

وادیب سائٹ جوں ہر کتاب غورث سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے  
 ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں  
 ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤن لوڈ کریں  
 اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook [fb.com/paksociety](https://www.facebook.com/paksociety)



WWW.PAKSOCIETY.COM

RS.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY

FOR PAKISTAN

جب وہاں سے سید باجہ اٹھتا تو میری آنکھوں سے  
 دلکش رمال ہوئے اور میں نے جیسے کب تک جاؤں گا  
 یہ جہنم رو بہ ملک وہ رات ساری میں نے جاگ کر  
 گزار دی تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کر میں نے شاذب کو  
 اٹھایا۔  
 ”متم سوئے نہیں تھے؟“  
 میری آنکھوں کی سرخی کو دیکھ کر وہ پوچھ رہا تھا۔  
 ”نہیں۔“ نیند نہیں تھی تھی۔ تم نماز پڑھ لو نا تم  
 نکل جیسے ملک۔“  
 میرے کہنے پر وہ جلدی ہوتے دھڑلے سے میری طرف  
 نکلا۔  
 ”ازدق۔“ قہقہہ دینے کے لیے سر ہلکا۔ روزانہ  
 تھماری طبیعت غریب ہو جائے گی اور یہ خوب  
 ہونے سے کہہ نہیں ہو گا جب تم نے جرم نہیں کیا تو  
 جسیں سزا دیے مل جاتی ہے۔“  
 مجھے مستقل ایسا ہی بیٹھے دیکھ کر شاذب نے  
 سہجایا۔  
 ”جانتے ہو یا میل کا قانون ثبوت مل جانتے تو  
 یہ ہرگز نہیں دیکھتے تو جرم اس کا ہے یا نہیں ہے جس  
 کے خلاف ثبوت ملے ہیں۔ وہ صرف موزا کا فیصلہ  
 کرتے ہیں۔ اور جس۔“ اٹھ کر کرسی پر بیٹھنے کے  
 تصور سے ہی میری جان غلی ری تھی۔  
 ”یہ خوب ازرق ہیسا پڑھ نہیں ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ  
 سب کو فیک ہو جائے ملک پلیر تم سوچو یہ سناؤ مجھے  
 ویسے بھی مذہبی کا اس ہے۔“  
 شاذب نے مجھے سمجھنا بھانپنا کہ پھر ایک  
 پھر ایک جیب بے جھگڑے سے میری آنکھ مٹا  
 کی۔ پتا چلا کہ سہیل کے قتل کی خبر پر رت ہاتھ  
 میں دھنکی کی آٹ کی طرح ہمیں ملتی ہے۔ پوچھیں  
 انکی بھی۔ اور ہاتھ سے باہر جانے کی کوشش کی جاہلات  
 نہیں سمجھتے کیونکہ پوچھیں سب کے کہہ لیں کی حاشی  
 ملے گی۔ میں نے سنا تھا کہ ایک شاذب نے مجھے  
 ریلیکس رہنے کو کہلا۔  
 پوچھیں نے ہمارا کہہ میری خریدنے سے اٹھ پلٹ



جس میں وطن پہنچا تو ایئرپورٹ پر صرف رولہ  
 جسی سما اور ڈیڈ کا پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہی میں  
 میریہ ہم سے کوئی شاپنگ سینٹر بنایا ہے جس کی  
 Opening Ceremony کے لیے وہیں گئے ہونے  
 ہیں۔ مجھے مانے کہیں خوشی کے جلنے افسوس سا ہوا  
 شاید اس لیے کہ آج اچھے سال بعد آیا۔ وہ تو مہاڈیڈ  
 مجھے ایئرپورٹ پر بھی پہنچے نہیں آئے میرے آگے کے  
 ۱۰ دن بعد مہاڈیڈ نے بتایا کہ میں دن صبح حسب  
 عادت میں لہری نماز پڑھ کر گھر آیا تو مہاڈیڈ میریہ  
 خنجر تھے میرے آگے مجھے آگے چران لگی۔  
 "میں چنگے تھے مہاڈیڈ"  
 مہاڈیڈ نے پوچھ رہی تھی۔  
 "مہاڈیڈ نے اس کے بعد جو ٹک کے لیے بتایا۔"  
 قلم۔

میں نے نام سے مجھے میں بتایا۔ ساتھ میں یہ ایک  
 کرچہ ان دنوں ایک مہاڈیڈ متوجہ تھے۔  
 کچھ عرصے بعد وہ نے اپنی دو ٹیکڑیاں میرے  
 حوالے کر دیں۔ میں انہی برنس کے پتہ میں رہا نہیں  
 چاہ رہا تھا مگر ڈیڈ کا خیال تھا کہ میں نے جو کچھ پھا  
 ہے اسے کلم میں بھی لانا چاہیے۔ بقل ماس کے یہ  
 سب میرا تو ہے جسے میں نے شہنازی سے کہیں  
 نہ انہی سے شہنازی کے دل میں آکر چلا کر برنس  
 میں پہرہ چڑھ کر پانچ سمجھا جاتا ہے جس سے برنس کو تلی  
 کہہ میں نے ڈیڈ کو گھٹا تو دہشتے ہوئے کئے تھے۔  
 "بیٹا یہ تو کاروباری دینا ہے یہی سب پتا  
 ہے اور بیٹا تھوڑی اور پریشانی میں کچھ تو فوری ہونا  
 ہے۔"

مجھے اسی دن ایک جیسے میں یہاں سیٹ تھیں  
 دو سکول تک میرے قریبی جانتے دہلیڈ فاکٹا تھا کہ میں  
 تو کہیں بھی سیٹ تھیں ہو سکنا لن فاکٹا تھا کہ میں  
 شاید بولسکن تو تھوڑی سے اہمیت کی ڈگری نے کر آیا  
 تھا کہ جب میں نے انکو تم فاکٹ دیکھتے ہوئے اپنے  
 Interest (سوں) کے بارے میں پوچھا کہ

میں نے یہاں کیا مہاڈیڈ تھوڑی سے دیکھتے تھے۔  
 میں نے وہ شہنازی پانچ سے اپنی ہی لکیری  
 نمبر بھی کے بارے میں تھی ہے پوچھ کر تھوڑی  
 کبیدہ خاطر ہوا۔ پھر جب ڈیڈ نے مجھے یاد کرنا کہ  
 سب کاروباری دینا میں پتا ہے۔ اور اگر ہم لہریڈ  
 کریں تو سڑک پر آجائیں۔ میں انہیں میریہ کہہ کر  
 وہ کوئی قلم مجھے ایک کلمے کے لیے روایت نہ کر لو وہ  
 مجھے اشتیاق نہ غیر مسلم حق بجانب تھے۔  
 میں یہاں اگر مزید لڑنا ہو گیا تھا میں خود کو  
 ایہ جھٹ نہیں کر پا رہا تھا۔ ہر سالہ لوگوں کا  
 ٹکسٹ کیوں ہے کہ وہاں پر کوئی دھنسل گزرتی  
 ہے۔ مہاڈیڈ کے گزرنے کے تمام سالوں وہ بھی میریہ  
 ہے۔ ہمارے قول و فعل میں اشتیاق ہے۔  
 ان دنوں مجھے ابھی طر ہو گیا تھا۔  
 "میں نے اس کے بعد باتوں ہوئے اور وہ سڑک  
 پر گزرتی ہو گئی۔ میں نہیں جانتا ہے۔ کچھ نہیں  
 نہیں گئے تھے۔ وہ کلمے تھے۔ مہاڈیڈ کے سب میریہ  
 اعزاز میں پارٹیاں دے رہے تھے۔ میرا دل ان دنوں  
 روز کی پارٹیوں سے آگے تھا۔ قلم کو صرف مہاڈیڈ خاطر  
 میں البتہ کہ میریہ پر مجبور تھا۔ وہی فاکٹا ہے۔ اور  
 "میں ہی مسکرائیں۔ مہاڈیڈ نے بتایا کہ میں مسکرائیں  
 میرا سب ہے حادہ کر اٹھیں۔ سب میریہ  
 ساتھ مہاڈیڈ خیریت میں تھیں۔ مہاڈیڈ سے ملا ہے  
 اور مہاڈیڈ کو دن مزید بھی ہو جائی۔"

دروازے پر ہونے والی مسلسل ٹھک ٹھک سے  
 میری آنکھ کھل گئی۔  
 "ہوئے؟"  
 میں نے اپنے لیے غصہ کی کے نام میں پوچھا۔  
 "مہاڈیڈ تھیں صاحبہ ہشتے کی ٹیکس پر کپ۔"  
 "نظارہ کر رہی ہیں۔"  
 یہ بالمشبہ کہہ کر کی توڑ تھی۔  
 "آ رہا ہوا ہے۔"  
 میں نے سستی کے کنارہ اور اچھ میٹھا۔

مہاڈیڈ نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 اور ان کی پٹریں گزرتی تھیں۔ میں اول ہی کر رہا۔  
 "اس دن میں اشتیاق تھا۔"  
 "کوت مہاڈیڈ"  
 میں اپنے بچ  
 "ایک منٹ بیٹھو تو پتہ۔"  
 "نہیں بیٹھ رہا۔"  
 "تہا راتو یہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"  
 پوچھ رہی تھیں۔

مہاڈیڈ نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 "نظارہ کر رہی ہیں۔"  
 یہ بالمشبہ کہہ کر کی توڑ تھی۔  
 "آ رہا ہوا ہے۔"  
 میں نے سستی کے کنارہ اور اچھ میٹھا۔

مہاڈیڈ نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 اور ان کی پٹریں گزرتی تھیں۔ میں اول ہی کر رہا۔  
 "اس دن میں اشتیاق تھا۔"  
 "کوت مہاڈیڈ"  
 میں اپنے بچ  
 "ایک منٹ بیٹھو تو پتہ۔"  
 "نہیں بیٹھ رہا۔"  
 "تہا راتو یہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"  
 پوچھ رہی تھیں۔

مہاڈیڈ نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 اور ان کی پٹریں گزرتی تھیں۔ میں اول ہی کر رہا۔  
 "اس دن میں اشتیاق تھا۔"  
 "کوت مہاڈیڈ"  
 میں اپنے بچ  
 "ایک منٹ بیٹھو تو پتہ۔"  
 "نہیں بیٹھ رہا۔"  
 "تہا راتو یہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"  
 پوچھ رہی تھیں۔

میں نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 "نظارہ کر رہی ہیں۔"  
 یہ بالمشبہ کہہ کر کی توڑ تھی۔  
 "آ رہا ہوا ہے۔"  
 میں نے سستی کے کنارہ اور اچھ میٹھا۔

مہاڈیڈ نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 اور ان کی پٹریں گزرتی تھیں۔ میں اول ہی کر رہا۔  
 "اس دن میں اشتیاق تھا۔"  
 "کوت مہاڈیڈ"  
 میں اپنے بچ  
 "ایک منٹ بیٹھو تو پتہ۔"  
 "نہیں بیٹھ رہا۔"  
 "تہا راتو یہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"  
 پوچھ رہی تھیں۔

مہاڈیڈ نے پوچھا کہ میں کلم پھر مہاڈیڈ  
 اور ان کی پٹریں گزرتی تھیں۔ میں اول ہی کر رہا۔  
 "اس دن میں اشتیاق تھا۔"  
 "کوت مہاڈیڈ"  
 میں اپنے بچ  
 "ایک منٹ بیٹھو تو پتہ۔"  
 "نہیں بیٹھ رہا۔"  
 "تہا راتو یہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟"  
 پوچھ رہی تھیں۔



مہمان نے ہوا سے کہا۔ میں صرف کنہ سے آیا ہوں۔  
 کر رہ گیا۔ "خیر اس کی تو مجھے کوئی خاص فکر نہیں ہے۔ ایک سال بتاؤ۔ ویسے میں ہمارے پاس اس کے لیے نین چاروٹے موجود ہیں۔ ہم دیکھ لیں گے کہ ایک سال کے بعد تم کبھی اپنا راز نہ بتاؤ۔"  
 مہمان بھری طرف چلتے آئے۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔  
 مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔

مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔  
 مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔

مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔  
 مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔

مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔  
 مہمان نے اسے بلایا۔  
 "مہمان ہمارے پاس بھی بعد میں سوچیں گے۔"  
 میں نے اسے بلایا۔  
 "اگر ایک مہینہ نہ ہو تو پھر کبھی اس کو کوئی دیکھ رہا ہے۔"  
 اور اگر ایک مہینہ میں کوئی دیکھ رہا ہے تو پھر کبھی دیکھ رہا ہے۔  
 پھر تھوڑی دیر میں ایک دیکھ رہا ہے۔



اور ان کی ہیکل کی یہ خواہش تھی کہ ان کی بیٹی کی شادی  
 جلد از جلد کسی اچھی جگہ ہو جائے۔ جس سے وہ صبر  
 جاری نہ کر سکیں۔ بہت اچھی سی چائے پی اور خوش  
 خوش گھر لوٹ آیا۔ دوسرے دن میں نے کہا کہ اس  
 کے بارے میں بتاؤ۔ اس کا اچھے ریس اچھے صہلا اور  
 جتنی تعریفیں میں اس کی لود اس کے والدین کی کر سکتا  
 تھا کہیں اور میں میں بھوت کم از کم میرے حلق  
 سے ایک فیصد بھی نہ غلہ اس دور ان میں نے مہمان کے  
 چرے کوں کھائی نہیں کہ ان کے کہا احسانات ہیں۔  
 میں تو بس اس کی دکھائی جی میں کھویا ہوا تھا میں نے  
 مہمان کو ساری باتیں صرف اس کو منظور میں رکھ کر  
 بتائیں تھیں۔ میں نے تو اوروں کو دھیان ہی نہیں دیا  
 تھا۔ سر ملے مہمانے عسکر اگر میرا کل پہنچا دیا۔ اور  
 نقلی وی کہ میں جیسا چاہتا ہوں دیا سہی ہوا کاکور مجھے  
 اس وقت اہل حسین مہمان بہت سے زیادہ خوب صورت  
 نہیں۔

ہم نے اس کے بارے میں سب سے پہلے سوچا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس شخص نے ایسا کیا ہو؟  
 اس کے دو سرے ہی دن مجھے اسلام آباد میں مل گیا  
 تھا اور انہیں ایک ہفتے بعد وہیں آکر قاتلین  
 کے تین دن بعد تک بھی سب سے زیادہ  
 ہی نہیں ہو سکی تھی۔ جب کہ میں قید جانے کے  
 لئے پہلے عدالت کے قریب تھا۔ اس دن میں نے سب سے پہلے  
 کہا کہ آج صبح سے ضرور وہیں آکر قاتلین کے  
 پاس سے ملنے سے جلدی کر رہا ہوں۔ اس کے  
 بعد وہاں سے آیا اور قاتلین کے قریب سے  
 شادی کی ہوئی تھی۔ میں بری طرح جھنجھلا گیا لیکن  
 وہاں سے کچھ نہیں ہو سکا۔ مجھے انہوں نے دیکھا تھا  
 کہ اسے کچھ نہیں معلوم وہ وہ پہلی فرصت میں  
 مجھے بتائی اب مجھے ایک ہفتہ مزید انتظار کرنا تھا۔ اس کے  
 ہی دن وہاں سے مجھ سے کہا کہ میں ٹھیک ہو کر واپس  
 سے واپس پر لیتا ہوں اس میں منع کرنے والا تھا کہ مجھے  
 قاتلین کے قریب سے ضرور مل جائے سے میری ضرورت  
 تھا کہ وہاں سے ملے۔ چنانچہ راضی ہو کر واپس  
 میں آئی لیکن مجھ نے انہیں قاتلین کے قریب سے  
 (27) جن 2015ء

کے ساتھ روپ مجھے اپنی جالی میں جیسے نظر آئے۔  
 کبھی تھیلی ہوتی۔ کبھی روٹی فور کبھی ہنسی ہوتی۔ میں  
 ایک دم ساکت رہ جاتا تھا۔ اور حیران سا ساکس کی  
 طرف دیکھ رہا تھا۔ پتا نہیں کتنے لمحے سرد گئے  
 تھے۔

"ارزاق۔"  
 مہمان کی خواہش پر میں نے کہا۔  
 "کی سی مہمان؟"  
 "کہہ دو اپنے بھائی کی سبب میں ہے؟"  
 وہ مجھے ہائی خود بخود پھر کر کے سمجھیں کہ شاید اس میں  
 کچھ کر دیا ہے۔  
 "نہیں۔ مہمانی تو بہت شفاف ہے۔"  
 "ظفر تو یہ سمجھتے۔"

[illegible]

نہرا گلے لگی تھی مجھے خود کو یہ پور کرانے میں تنگ  
مجھے یہ صرف میرا خیال ہے۔ ورنہ کیا یہ ممکن ہو سکتا  
ہے۔ لیکن میرے اندر کے انسان نے حق ہے یہ  
ہمت رکھ کر دئی۔ اور میں نے حکم بارگرجیوار پر یہ تک  
دیکھے لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ میں مہما کو کس طرح  
تکڑاں۔ جب کہ میں خود اس کام تک نہیں جانتا تھا۔  
میرزا محفل میں چکا تھا میں روز بخیر دینی روئے سے نذرنا  
تھا۔ پوچھو تو میں تومیر سے بھی سکتا تھا مگر کیا پوچھتا  
جب کہ میں اس کام تک نہیں جانتا تھا۔  
مہما کا قصدا رخصتا چلا جا رہا تھا۔ اگر یہ سب نہ ہوا  
اور تومیر مہما سے یہ کہہ نہ کر گئے۔

روزنامہ انگلش [126] جون 2015ء



آئی کر رہی ہے دعا کرنا تھا کہ توبہ سے پہلے جو لوگ  
مجھے نظر آجائے اور شاید قبولیت کی گواہی دے گی۔  
ماتھے سے پانی آری بھی میں فوراً اس کے قریب  
آجائے۔ اس نے مجھے دیکھا مگر نظر انداز کر کے اپنی  
سیدھیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

"ایک سکون دے دو"۔  
میں نے اسے دیکھا اور اس کی دھڑکنے والی  
انگوٹھوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ ان سے ایک سکون  
کر کے میری طرف بڑھ گئی۔  
"فریڈیک، جو بھی کرنا ہو مجھے آپ پوری  
کہیں۔"

میں حیران تھی۔ اسے دیکھ رہا تھا۔  
"کیا مطلب؟"  
"جی۔ یہ بھی مجھے بتا دے۔ مجھے کیسے سمجھ لیا آپ  
نے کہ صرف وہاں گاؤں میں میں آپ سے شادی کی  
خواہش نہ ہوں۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ یہ خواہش تو میری  
ہے۔"  
میں اس کی طرف سے ہلا  
"تو یہ تین کیسے ہو گیا کہ میں آپ کی اس خواہش  
کا احترام کر رہی ہوں۔"

میں سنا کہ فریڈیک میرے پاس لگتا ہی نہیں تھے  
کتنے کے لئے۔ واقعی میں نے کیسے مجھ کو ہٹا کر  
میں چاہتا ہوں۔ یہی وہی چاہتی ہے۔  
"آپ سمجھ رہے تھے کہ میں شاید آپ کی دولت  
اور آپ کی شخصیت سے متاثر ہو گئی ہوں۔ آپ کی  
بہداری کو کچھ اور نام دے دیا ہے۔ مسٹر ازرق عیار  
شادی بابت آپ ابھی طرح سے سن لیتے اور اپنی ممانعت  
بھی سمجھ لیتے گا کہ میں نہ تو آپ کی دولت سے  
الٹھا ہوں اور نہ آپ کی شخصیت سے۔ مانتا  
ہوں۔"

اس نے جتنی سے کہا اور پھر میری کچھ سے پٹ  
گئی۔  
میں جیسے ایک گھرے مٹانے میں کھڑی تھی اس کی تراز  
روانا بکست۔

کی بار پشت ستارہ اور نہ جانے کب تک کھڑی  
میں بیٹھ گیا۔  
"تو میں نے میری آنکھوں کے سامنے جلی جلی  
میں نہ دیکھ سکی۔  
"انہوں کو بے ہوئے تھے۔"

وہ پھر رہی تھی۔  
"نہیں نہیں۔ تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔  
"میں نے کہا۔  
"اگر آپ انتظار کر رہے تھے۔ پچھلے پانچ سو  
سے تمہارے سامنے کھڑی ہوئی لیکن تمہیں خبر ہی  
نہیں تھی۔ بالکل اچھا ہے۔ یہ سب کچھ۔"

دو ٹکٹ کرنے کی  
پلوسکی بن گیا۔  
"تو گاڑی کی طرف بڑھا ہوا ہوں۔ پھر  
وہاں پہنچی۔ وہی اور میں اسی ہی کے ساتھ  
کہہ رہا تھا۔ "فریڈیک، وہاں وہاں سن قتل کیا کہ  
رہی تھی نہ کہ وہاں تھا۔ پھر رہا تھا۔"

"آجائو۔ وہاں کھائے۔"  
میرے دو دانے پر دھک کر رہا تھا۔  
تو اڑ گئی۔  
"تو بیٹا بیٹو۔"

مما رانا وہ سب سے اپنا دیکھ رہی تھی۔  
میں خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔  
دیر بعد کئے گئے۔  
"ازرق میں نے جس میں اس لئے بلایا تھا کہ  
تمہارے لئے ہے جس میں اس کے گھر کی تھی۔ صرف یہ  
لئے کہ وہ تمہاری پسند بھی۔ مجھے یقین تھا کہ تمہاری  
پسند کوئی معنی نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے میں نے  
گلاس کو بھی اہمیت نہیں دی۔ مگر میں ابھی اچھے الفاظ  
تھے۔"

میں نے اس میں مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔  
"نہیں ماما، اس کی موت کیسے۔ غلطی ہو گئی  
تھی۔ میں نے اس سے خبرم کر لیا تھا۔ یہ  
جون 2015

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔

میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔  
میں نے جلی جلی نہ تھی۔



ہمراہ کے تئیں ہی اس کی شہ نلی سے شادی ملے ہو گئی۔ نماز اذین نے اذیروں، جینز کے ساتھ ایک فیکٹری بھی اس کے یم کردی تھی جب وعدہ نہ نو پر شہ نلی

چنانچہ وہاں سے اجازت لے کر اپنا کھانسی گھر  
 پہنچا۔ وہاں بھی کتاب کا مذاق برپا ہی ہے۔ یہ سن کر مجھے ہنسا  
 آیا۔ میں نے کہا: "سب کتابیں پڑھ لی ہیں تو اب میں کچھ  
 دیکھنے کے لیے اپنی زندگی اپنا قسمت ڈال کر لکھا سمجھ کر  
 غور کرتا ہوں۔" آواز میں محرم تو رہا حال۔  
 میرے جنوں میں رونا کے کئے الفاظ گونجنے لگے۔  
 جب میں اس سے پوچھ رہا تھا کہ آخر وہ شادی کے  
 رشتے کیوں انکار کر رہی ہے۔ اتنا پچھا تو یہ: "میرا  
 دل چاہتا ہے کہ وہ انھیں چار ماہ سے پوچھ رہی تھی  
 کہ وہ کون کیا ہے اور ویسے بھی ہماری کلاس کے لڑکے  
 کیسے ہی ہوتے ہیں۔"  
 "آج کے لیے یہی کہیں نہیں ہیں۔"

## چینپونا روست

اگر اہل کو یقین ہو چکا ہے  
 تو کونسا دست تو کسی اور کا ہو چکا ہے  
 اگر کوئی اب بھی تیرے خیال کی دھتک میرے  
 دل کو دیتی ہے  
 کیا کو ایک اہٹ ہی بدلتی ہے  
 کیوں میرے دل کو یقین نہیں  
 تو میرا سینا  
 ہے وفا سوچا ہے بار بار  
 اہل سے کہا ہزار  
 تو میرا نہیں  
 تو میرا نہیں

(فہرستہ علم علی)

روزنامہ تجلی 531 جون 2015ء

نویہ ازل سے بھی مست ہے۔  
میں پوری طرح متوجہ ہو گیا تھا۔  
"کیوں؟" میرا خیال ہے ازل سے بھی مست ہے۔  
ازل سے۔  
"رہے ہیں انہی طرح جانی ہوں میں یہ صاحب  
ضلعی سے دو دو گئے اور میری بارانچی والدہ محترمہ  
بھیج دو ان کے گھر رہنے کے لئے۔ اور پھر میں نے ان کو  
صاحب نے وہ بے غلط سنا میں ضلعی کے ایسے ہا کہ میں  
خیال تھا کہ ان کی نظریں لگے صاحب کی دولت میں  
۔ بہت بے وفائی کی۔ ضلعی کے ہا بڑا شہر میں  
کر کے انیس ایک ہوا۔ بہت شہر میں تھا میں  
تے خدا کا بیٹے۔ نہ ضلعی کے ہا میں  
ہے۔ نہ کہ اسے سمجھ رہے ہیں۔

کہ بڑھتے ہوئے ہی تھی۔ اور میں بھی  
بے چین تھی کراہتا۔ گرم ہوا میں میرے اندر  
سائیں سائیں گئی ہوئی کاروری تھی۔ میرے  
میں جسے کھینچ رہے تھے۔  
"مگر اس میں کوئی نقص نہ تھا۔ تو ظاہر ہے  
ضمہ لکھ کر پسند کرنا ہو گا۔"  
"ہیں۔ پس رجتے رہنا اس کے لیے ضروری ہے۔"

۱۱۔ جل کر رہی۔  
۱۲۔ اچھا۔ پاپوشوار۔ تھارانی دوست ضو گھن  
اسے پہنڈ لکھ کر کہہ نہیں۔  
۱۳۔ خیمہ۔ بہت گرمی ہوئی ہے۔ ٹکر چھٹے میں  
آگھوں میں ایک عجیب سی اداسی لکھوس ہوئی ہے  
جب ہستی ہے تب بھی پہنڈ پکے دھب ہستی  
اس کی انگلیں پٹنے بنتی ہیں۔  
۱۴۔ اداسی سے بول رہی تھی۔ اور میں خود کو  
دوا تھکے تھکے تو جس سے اپنی طرف سے ہنسنے لگا  
ماتا میں سالت۔ ہاتھ کہ چھوڑ کر گیا وہ میرا  
کیا لکھ س سے بھی کیا لکھ کہ جیون میں اس کی

میں میری آنکھوں کے سامنے صرف چند قدم کے  
فاصلے پر بے انتہاد نشیمن میں گہری ہولی دوڑ رہی  
تھی۔ میں چونکہ نصیحتاً اندھرت میں حرا  
قلہ اس لئے شاید اس کی چھ پرچھ میں رہی تھی۔  
موجودگی میں تھی خوبصورت اور میں چلتے چربے  
کے ساتھ دلفن مسکراہٹ کھینچ رہی تھی۔ اس کے  
بار بار شخص اچھلنا جات مشورہ میں رہنے  
میں ایسی طرح جانا تھا بہت خیر انداز میں سب  
سے اس کا خدو رنگ گڑا ہوا تھا تو میں سناؤں میں کھڑا  
تھ انتظار کہ یہ اقلہ اسی وقت لڑن میں بھگائی آواز کا  
جانے کھینچے گا۔

میں چلتے جا تھا کہ ایک آواز نے میرے قدم ہموک  
 (رہے)  
 میری پشت کے بالکل قریب مسٹر اینڈ مسز زہد  
 کمرت تھے اور یہ مسز زہد کی نواز تھی۔ جو اپنے  
 شوہر سے کہہ رہی تھی۔  
 ”ابھی آپ، بس سے ملے تھے وہی تھا؟“  
 ”کون؟“

"آپ منو گلن سے تو لے جس نا! میری بہت  
 اچھی دوست ہے۔ کچھ اٹنے سائلوں بعد اس سے ملاقات  
 ہوئی۔ اس کی اتنی سے میں لاؤں پہلے کی تحفہ کہ  
 رہی تھیں کہ میں بہت مطمئن ہوں۔ منورنی بہت  
 خوش ہے۔"  
 "خوش تو ہوتا ہی ہے۔ اب عرف ہے بھی تو بہت امیر  
 کہ ہے۔"

صرف ہمارے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ صرف ام





ہستہ کی آواز نہ ہو۔  
نت مئے اور کچھ کشش و پڑاؤت!



و کسان محبتی او، کورین ایگنارز کا شاہکار



3D



3583929-3583930      ٠٥٩٧٧٦٠-٢٤٩٧٧٦٢      الميناء

36636924-36636925 36707479-36707480

Website: [www.rasaparkour.com](http://www.rasaparkour.com)

When Hydroxylation is not possible, the following reaction is used:

100

1

012542

11

210

1990

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

197072 U.S. -

6707480

... 2000

[illegible]

DM ONLINE LIBRE

[illegible]

## FORP&K Staff

ہوئے اس غلط فہمی سے۔ ہماری خاطر ہمارے  
 بہنوئی نے اس کے سر جو تک اور کمرے سے  
 تھی۔ اس وقت تو میں نے اس کی باتوں پر غور کیا  
 کی جست ہی گوارا نہیں کی تھی۔

آپ ساری باتیں مجھے ایک ایک کر کے یاد ہو  
 تھیں۔ اور اسی وقت میں نے ایک فیصلہ کر لیا۔  
 آپ تک میرا راز تھا کہ میں مرنا تو نہیں  
 چاہتا تھا۔ بلکہ میں نے سوچا تھا کہ میں  
 دنیا سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بچاؤں گا۔  
 میں نے سوچا تھا کہ میں دنیا سے الگ  
 ہو کر اپنے آپ کو بچاؤں گا۔ میں نے  
 سوچا تھا کہ میں دنیا سے الگ ہو کر  
 اپنے آپ کو بچاؤں گا۔ میں نے سوچا  
 تھا کہ میں دنیا سے الگ ہو کر اپنے  
 آپ کو بچاؤں گا۔ میں نے سوچا تھا  
 کہ میں دنیا سے الگ ہو کر اپنے آپ  
 کو بچاؤں گا۔ میں نے سوچا تھا کہ  
 میں دنیا سے الگ ہو کر اپنے آپ کو  
 بچاؤں گا۔ میں نے سوچا تھا کہ میں  
 دنیا سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بچاؤں  
 گا۔ میں نے سوچا تھا کہ میں دنیا  
 سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بچاؤں گا۔

کہنے لگے کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔ اور اپنے سلطان کی طرف سے  
 کہنے لگے کہ جس طرح میری نکاحات تھی رات کو میری  
 سے نکاحا اپنے جانے کے بعد میں نے نکاحا اسوں سے  
 راجہ جانتا ہوں وہ بھی نہیں شاید کسی سرکردہ چور وہاں  
 کے لیے چارباہوں میں سے ایکوں میں سے ہو گا۔  
 میرے دادا کے نام اور ان کے دوست اور ان کے بھائی  
 سے پہلے ہی کہہ دیا کہ ان کے پاس سے اسے لے آئے۔  
 چوتھیں تو ہوتے ہیں اسے اس وقت ہی چھپا کر لے آئے۔  
 یہی نکاحات تھے جس میں نے خود میرے ان کے سرکردہ  
 سے اس وقت سے کہ ان کو زندہ رکھنا کہ ان کو باہر لے کر  
 لے آئے۔

میت بیات ہوتے ہوئے جس سوچ والے انسان کے  
 ذہن پر انھیں اپنے بعد خیر و پاکی تک گھر جی  
 زندگی کا جو مقابلہ شروع ہوتا ہے۔ وہ  
 کہ جس کا خیال ہو کہ وہ اپنے آپ کو  
 جو گھر کے لئے ہے۔ وہ اپنے آپ کو

—

کے ساتھ جاری تھی اور لئے آئی تو میں نے اس سے  
 "کیا اور اب رہاؤ؟" کے لئے اتنا کہہ کر کہتے ہیں  
 کسی بھی کام احساسِ بوسے والا نہیں ہے۔ تنہا  
 اس نے مجھے دیکھا اور پھر کہنے لگی۔

”ایماندا اس غلط فہمی سے تڑپے کہ نماز میں یہ سب  
خیزنے لگے گھر سے ہیں۔ اور اگر گھر سے ہیں بھی تو یہ  
بہا راق ہے۔ اگر قبہ لنگھتی اور وہیں جبریں بات  
گورب ہیں تو انہوں نے اپنی جگہ کو نہیں اس کے  
سمرال و اہل پر رب قائم کر کے رکھ لئے دیا ہے۔  
یہی بہت ہماری بہترین تعلیم کی تو دنیا جبر کے ولیدین  
ہی اداؤ کو بہتر تعلیم اور جدید مسویات فراہم کرتا  
ہو چاہے ہیں مگر احسان نہیں کرتے خیزنے نماز میں وہ  
سب ہمیں فراہم کرنے کے لئے کوئی نیاز نہیں  
تھوڑے بڑے یہ سب اپنی اپنی اہدایں جاتا رہے  
جس کا انہوں نے بھی پورا پورا غائیہ دکھایا ہے  
ایک جھڑپا بھی سب اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے  
تک کر کے دینے خرچ کر رہے تو یہ نہیں سنا کہ  
میں یہ سب تمہارے لئے اور تمہاری خاطر کر رہا ہوں  
وہ تو یہ کہتا ہے کہ یہ تمہارا حق ہے۔ آپ سے بھی  
اپنے کے من سے یہ لفظ سنا کہ سب بھارتی ہے  
نہیں۔ ہے یا نہیں؟ میں نے انہوں میں انہیں  
والے تو عرصہ تعلیم اور محنت سے یہ لفظ

ابھی۔ ہم کو انہوں نے سڑک پر سے نہیں اٹھایا تھا۔ یہ سارا کچھ تو پہلے ہی میں دیکھا اور امید تھی کہ میں اپنا حق تو یہیں سبب انہی کے ہم سے پکارتے ہیں۔ آپ بھی باہر نہیں تو آپ کو انہوں نے دیکھا یا ایک خوب صورت اور خوش عیب کھلی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ بہت شہرت ہے ان کی ملک میں اور ملک کے باہر۔ ان کے پاس کیا کچھ نہیں بند۔ ان کی پارٹیاں اور فرقہ کے ملک سے باہر کے گورنر۔ پھر پورے ملک کے گورنر ہیں۔ سب کچھ تو بہت۔ پھر کوئی ایسی شخصیت اور پٹائی نہیں ہیں جو ان کے لئے دو ایسی چیزیں ہیں۔ ان کے لئے وہ ایک ایسی چیز ہیں۔

جولائی 2015ء

**WWW.P&KSOCIETY.COM**

PSDK PAKSOCIETY.COM

## ONLINE LIBRARY

**FOR PAKISTAN**



**PAKSOCIETY1**

**f P&K SOCIETY**



# تھام محبت کی گرتھام سے دوری

میں نے غم سہری میں بلا کسی طرف دور اور اس کی  
چٹائی چھٹی ہوئی تھی۔ سو بیاہنے والے میرے چہرے کی اس  
تہ جسم میں بڑی طرے چلنا ہوتے تھے۔ وہی تھی اس  
نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے چھپایا۔  
"اے خدا کیا میں کیا کروں۔" سو بیاہنے والے کی سہیلی نے  
کہا۔ "تمہیں کہ" وہاں خاتون اور نور پاکہ تھیں۔ "خاتون  
نے انہی کو سو بیاہنے والے کے گھر لایا۔  
"خاتون وہاں پہنچ کر چلا گیا۔" خاتون نے اس کی خوشی  
پر ہنس دیا۔ "خاتون نے کہا۔" اے خدا کیا کروں۔  
"خاتون نے کہا۔" اے خدا کیا کروں۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"

خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"



اور سو بیاہنے والے کے گھر لایا۔  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"

خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"  
خاتون نے کہا۔ "خاتون نے کہا۔"





"میرا میری مصروفیت کا تقسیم علم ہے۔ تم  
میرے پاس بھی نہیں آتے۔ تم یہاں کے  
بازار سے بلا بیٹالو۔"  
خوشنیا سمجھ رہی تھی کہ وہ اکیلی رہ گئی ہے۔  
میں تنہائیوں میں رہ سکتی۔ آخر اپنا غریب اپنی چیزیں  
چس اور چور میں بالکل اکیلی بھی تو مسمیٰ۔ نور بت اس کی  
جیست۔ دلایل ہر بار اس کے ڈھکے کے زمانے سے

[illegible]

اس کے چچے جانے کے ساتھ ساتھ  
 قتل کے ساتھ ساتھ ایک بار غلام نے ان  
 صاحب زادوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک  
 رہنے ہوئے است و کھا چر کے چچا کے ساتھ  
 کے غلام انھیں بے حد سزا دیا اور ان  
 تپا میں ہوں گے۔ مرنے سے پہلے ان کے اپنے  
 اور۔ لیکن اس کے بعد وہ ایک جتن سمجھنے والے  
 "انہم بھی کیا۔ صحت سے ہو گا کوئی ہیں۔ یہ  
 بلکہ ان کے پاس سے یا نہیں۔" سونیا نے  
 (اور ان کے ساتھ)

”کوئی تو! سوئیائے دل میں آملہ اس کے بعد، قیہ  
راست قاضی سے شک  
”ہو کرے بات مجھے یہاں بہت مفہوم معلوم ہوتا  
تے مجھے کیا ضرورت ہے بات کرنے کی؟“ سوئیائے  
”خوش سانسے دیں۔“ پھر اس کی آنکھیں بند ہونے  
”کیں اور اپنے آپ کو مد سے زبان تھا ہوا محسوس  
”کی گئی اس نے جوت سے سر نکالیا۔“

137



”نہجک سے منہ ہے تپ سیرت اوپر توری  
سویا ہے عجب ذکر، نکھیں کھول دیں اسے نیند کے  
تیرے نے حکما تھا اور اس کا سر و اعلک کرا اس کے  
شبانے سے یاد کا تھا۔

”نیا کو اس کے اوپر سے مد فہر تباہ اس کا پی چایا  
اس مغرور سے غصے کا چنگ کوچ لے لیکن اتنی دیر  
میں گاڑی ایک سوڑ بھٹ کر نکلے خوب صورت  
تھر کے سامنے رک تھی۔

”سویا رادہ کھول کر کیا پوچھا۔  
اس نے سوٹ میں اندر کر کے رہا اور کچھ دیر  
کیراج میں بیٹھ گیا۔

"مجھ کو قہر لیا ہے۔ جو دلوں میں سہاگہ کو دیکھتے ہو۔"  
 "مجھ کو کچھ مجھے ظلم دیا ہو گا۔"  
 "نہیں بی بی، تو تو نہیں ہوئی توپ ویسے بھی لپٹے  
 سطرے تھے تو ان میں سے۔"  
 پھر سوچا دیکھیں ہوئے چلی گئی۔ کہ وہ پانی جھونک  
 ڈالتے ہوئے اسے مڑا لیا۔  
 ناشتا کا ماتھا دوسرا دوسرا تھک چکا ہے لیکن کہ سہاگہ  
 نے خود دلوں کے بیٹے کو کھانا اور پیو دیا۔ تو وہ بھی  
 نہیں لے اسے تھا کہ وہ اس کو کھانا کھاتا تھا۔  
 اور اس کی امی کا انتقال ہو چکا ہے۔  
 یہ سب کچھ سن کر سہاگہ کے اظہار کے لیے۔

[illegible]

تو وہ چہن کو ایک ہاتھ سے، ہلکے کرنا ہندو بلانے کے لیے مڑی نفی شاید قادیان سے مست ذرا تھا اس لیے وہ اب کاغذ ہو چکا تھا۔

شاہی محترم ازہری آرٹ تھے۔ سونیا نے بھاری قدموں کی چاب اپنے پیچھے منی۔ جلدی چوہ تیزی سے رات طے کرنے کے بعد وہ سونیا کے سامنے تھا۔ بیش کی طرح آنکھیں سرخ تھیں اور ہونٹ ایک لالہ سرے میں چوست۔

سونیا اس کا سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی وہ ہندو ذرا ہلکے دم میں آئی اور پھر لیڈن کو بڑی تیزی سے عبور کیا اور اپنے کمرے میں واپس آئی۔ اور اس کے قدموں کی توازن وہ ہوتے ہوئے غائب ہوئی۔ اس کا















میں نے کیا کیا ہے؟ سوچا کہ ان کے گھر میں  
 چاہی کہ ان کا تعلق فاروق نے چاہے اس کی کھلی کھلی  
 آنکھوں میں دیکھا اور پھر بڑی آہستگی سے اس کا ہاتھ  
 صاف صاف دھو کر اس کے منہ کے ارد اور چاٹ دیا۔

سوچا ہے وہ انہیں سے کیا ہوئے، لیکن وہ قریب تو آنا چاہتی تھی مگر ابھی جو ہوا اس سے سوچ کر وہ شرمندہ سی ہونے لگی۔

بات یہ کہ بھی نہ تھی لیکن یہاں نہیں سہنا کو یہ احساس ہوا کہ جیسے اس نے کوئی کڑی ہوائی حرکت کر دی ہو۔ غارتی نہ لے سکے، فوراً بعد چاہے یہ سہنا کوئی کڑی ہو سکتی رہی۔ یہ بڑا مشکل کام تھا کہ کڑی بات اس کا سامنا کرتی اس کو اپنے اندر بہت دم توڑتی محسوس ہوتی مگر نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے چائے پانی۔ کرے لے کر سیدہ اس کے کمرے میں جی جانے لگی تو کئی بار اس نے خود کو دلاسا دیا مگر اس کے کمرے کے دروازے پر ہانچ کر وہ بچھڑ گئی۔

اس نے بڑی ہمت کر کے پرہ افغانیا اور اندر جمنا  
 دو گڑھ کی گئی تھی سے باہر جمنا تک رہا تھا۔  
 اس نے قہر پڑی سی توازی پیدا کرتے ہوئے نرے  
 ہیز پر رکھ دی۔ توازی سے دلالت پڑا۔  
 ”رکھ دو رکھ، ہانوں“ اس کی آواز حسب  
 معمول سونگھی سنا کہ کوئی جیلن چھوٹی آنکھ تکی اور  
 اس نے لہرے سے باہر نکلا کر لکھنؤ تک جھکا ادا کیا۔  
 اس کے بعد حنیفا اور فاروق کی چوڑی ہونٹ کی گونٹ

فاریق کلم سے ٹوٹ کر آتا تو سنیہ صرف اسے بیک  
سے دیکھتی اور جب وہ اپنے کمرے میں چلا جاتا تو سنیہ  
اسے دیکھنے کی کوشش کرتی۔  
غلط فہم دلوں کے لیے یہ جگہ حسنیہ تو سنیہ کا دل  
چاہا کہ وہ ایسے پلٹ جائے مگر مجبوراً رک گئی۔ آئی کی  
سفید لیے بھول والی استیاء خانم سنیہ کی دلچسپی کا  
سایاں تھی۔ سنیہ اپنے بھروسے کے ساتھ ٹکی رہی۔  
(مداغ)



حجم خاص کیوں نہیں :-

**We Are Not Waiting WebSite**


اپنے دوست احباب کو یہ سانس کا ناک دیکر متعارف کرائیں



**THE UNIVERSITY OF CHICAGO PRESS**

اسی سے اہانت اور نفیحات کے سہارے یہ لوگ  
جاتے ہیں پس کہے گئے: اے نبی! کیا یہ لوگ  
بہشت سے انکار کر رہے ہیں؟ ان کا جواب  
نہی کے گئے۔

وہاں پہنچے تو وہاں کے لوگ ان کو دیکھ کر  
بڑی تعجب سے دیکھ رہے تھے۔



رمازانہ مجلہ 148 جون 2015ء

PAKSOCIETY



# میرے تین صحبت کرتے ہیں



جیسا تھا کہ وہ سب کچھ دیکھ کر ہنس پڑا۔ اس کے خوابوں کا شہزادہ نہیں ہو سکتا اسے وہی نام خود داری اور وقار ہے حد حیز تھا اس لیے دل ہی دل میں حرم کو چاہنے کے باوجود اس نے کبھی نہ کوئی پیچیدہ حرکت کی۔ نہ اپنے کسی بھی نسل سے اس کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

وہ دلوں آفس کے کام سے ملا بیٹھا آئے ہوئے تھے۔ حرم کچھ افسردہ اور پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

”حرم! کیا بات ہے کچھ پریشان ہو؟“

میکا نکل سے اس کی بہ چٹکی برداشت نہیں ہوئی اس لیے پوچھ بیٹھا۔

”بھئی! یمن کی شادی ہے اور امی نے مجھے فوراً بلایا ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی ہیں میں آفس کے کام سے ملا بیٹھا آئی ہوں۔“

”یہ تو خوش کی بات ہے نکلا ہے تم بھئی! یمن کی شادی سے خوش نہیں ہو گئیں تم جیسے تو نہیں ہو رہی ہیں کیوں کہ بڑی ہونے کے نامے آتی تو تمہارا جنا ہے۔“ میکا نکل کے لہجے میں شرارت تھی لیکن حرم کو غصہ آیا۔

”ڈپارٹمنٹ! مسئلہ یہ ہے کہ ماں نے میرے لیے کوئی لڑکا پسند کر لیا ہے۔ جہول ان کے میرے بھتیجا کا ہے اور دو چار تھی ہیں کہ یمن کی شادی کے دن میری نکاح ہو جائے، مجھے غصہ اسی بات پر ہے کہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اپنے آئینہ دل کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گی پتا نہیں انہوں نے میرے لیے کس ”کھونچو“ کو پسند کر لیا ہے۔“

”دیکھو حرم میں تو یہی کہوں گا کہ تم اس آئینہ دل کے پتھر میں اپنی زندگی کے جتنی ماہ و سال ضائع کر رہی ہو۔“

حرم نے اس کی طرف سے جواب دیا کہ میں نے حرم کے کام میں خود کیا اور میکا نکل یہ بات اچھی طرح

حرم اپنی نشست پر بیٹھی خاتونوں میں گم تھی۔ اس نے 28 سال ہو چکی تھی مگر وہ ابھی تک اپنے خوابوں کی دنیا میں گم تھی اور ان سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تھی۔ اس کے کام کی نوعیت ہی ایسی تھی کہ اگر اسے تنگ اور پیر دن تک عازم سفر ہونا پڑتا تھا تو اسے کبھی بھی اپنے خوابوں کا شہزادہ نظر نہیں آیا۔

میکا نکل اب بھی اس کو سمجھا سمجھا کر تنگ کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ ایک ماڈرن اور جدید خیالات کے مانی خاندان سے تعلق رکھتی تھی، جہاں مذہبی اور ان کی پابندی کے باوجود لڑکیوں کو اپنی پسند سے انتخاب کی آزادی تھی اور ماں باپ کو اس کی پسند کوئی دخل نہ تھا۔ مگر آج تک اس کو اپنا کچھ نہیں ملا تھا وہ خود بھی بے حد متین تھی اور یمن کی شادی سے اس کی سرشت میں داخل تھی۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز خنصر ہے وقت بھی معیار سے زیادہ بڑھ سورتی نظر آتی تھی، یہ بھی اتفاق تھا کہ ایک بلی اس کا سر میں چبھنے لگی تھی اس کا اس فیلو تھا اور اب وہاں ایک ہی بلی میں چبھ رہی تھی۔ وہ اس کا ایک بے حد اچھا دوست تھا مگر حرم کو بے پناہ ہے اسے اپنے خیالات سے آگاہ کرتی رہتی تھی تاکہ وہ اس کی زندگی کا شکار نہ ہو جائے کیوں کہ میکا نکل نے کہا تھا کہ وہاں کی عوامی شکل صورت کا لڑکا تھا۔

درازا قد، گندمی رنگ، لیکن اساتذہ اور گنگو کا ہاتھ۔ اس کے غلوں بہتر اخلاق کے سبب ہی محترم تھے۔ وہ طبیعت اور روح تھا اور حرم کی زندگی میں ایک دوست اس کو قدر بہتر زندگی کی نگاہ سے دیکھتی تھی کہ جب وہ بھی کسی جانب میں آتی تو ہمیں گھبراہٹ اور پریشان تھی لیکن یہ میکا نکل ہی تھا جس نے اس کی قدم قدم پر رہنمائی بھی کی اور اعلان بھی بندھا کہ بہت مرید اس نے حرم کے کام میں خود کیا اور میکا نکل یہ بات اچھی طرح



کلیا۔ مطلب ہے کہ ہمارا آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو خود بخود رہیں گے۔ پھر سال کیسے ضائع ہو گیا اور تم جانتے ہو میں اس معاملے میں مجھ کو نہیں کر سکتی۔" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی۔

"اگر تمہارے خوابوں کا شہزادہ نہ ملا اور تم بوزمی ہو گئیں تو کیا کرو گی؟" میکا نکل مسکرا کر بولا۔

"خدا کے لیے جبر کا نکل! اب تم مجھے بددعا نہیں تو نہ دو میں کوئی آجیل کا چاند تو نہیں مانگ رہی خوب صورت ہوں خوب زندگی کی طلب میرا حق ہے۔"

وہ کچھ سے بولی۔

"اس بات پر ایک شعر عرض ہے" میکا نکل تنبیہ کی سے کہا ہوا۔

سیرت نہ ہو فو فارض و رخسار سب ظلال  
خوشبو ازلی تو چول فظ رنگ رو گیا

"یہ شعر تمہارے حسب حال ہے صورت تو اعلیٰ جاتی ہے رب کی بتائی کوئی بھی شکست بری کیسے ہو سکتی ہے۔ پائیدار چیز سے محبت کرو یعنی سیرت۔ انسان کا کردار اس کا دل اور اس کے اخلاق کہ جو کسی نہیں مرنے کا ہمیشہ جس کو دوام ہے۔"

"مجھے بہ سب نہیں پتا جس مجھے پسند آتا چاہیے۔"

وہ لاہروائی سے بولی۔

"اور اگر تمہارے خوابوں کا شہزادہ شادی شدہ نکلا تو کیا کرو گی۔" میکا نکل نے چٹکا چھوڑا۔

"میکا نکل! مفروضے مت بنائیں میں تنبیہ دہوں لہذا آپ کو گناہ ان سوچ رہا ہے۔" وہ جھٹکرا ہے کمرے میں آگئی۔ وہ سخت اضطراب اور بے چینی کا شکار تھی اور احساسات میں بھونچائی آیا ہوا تھا وہ اس مسئلے کا اہل عمل چاہتی تھی جس سے سانب بھی مر جائے اور لاشی بھی نہ تو نے ہمرد کہ سوچ کر مطمئن ہو گئی۔

☆۔۔☆

مہنگ کے بعد جب وہ دونوں ہمیں پہنچے تو حرم

نے ان کو کچھ اصرار کی اور اس کے لیے میکا نکل کے پاس پہنچا۔

"میں کل تک تو تہداری میں ہی رہا تھا۔"

آج پھول کی طرح کلی کی نظر آ رہی ہیں۔"

"میں نے اپنے مسئلے کا حل ڈھونڈ لیا ہے۔"

آپ کا تعاون چاہیے۔" وہ اٹھلا کر بولی۔

"میں نے ہمیشہ تمہارے ساتھ تعاون کیا۔"

حرم۔" میکا نکل غلوس سے بولا۔

"لیکن یہ معاملہ تو مختلف ہے آپ کو کچھ ہو گا۔"

"کمال ہے۔" میکا نکل جھٹکے سے بولا۔

"میں دوسرے کے لیے بھی ایسے تمہارے لیے کر رہا ہوں۔"

کونسا رہتا ہوں۔"

"آپ مجھ سے منگی کر لیں۔" حرم نے کہا۔

میں نے کہا کہ میں شک میں رہ گیا۔

میں نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ گھٹیا نہیں نہیں سکا اور اگر تم نے نہیں ہوتے تو میں لاہور بھی ہوتا۔

کیوں کہ میں تمہارے خوابوں کا شہزادہ نہیں ہوں۔"

میکا نکل تنبیہ کی سے بولا۔

"اگر یہ تو بہ کون سی بات کی جاسکتی ہے کہ والدین کو مطمئن کرے کہ ان کی طرف سے کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے اور آپ کے لیے تو کوئی بھی عی نہیں ہو گا۔ اس طرح ہی نے جس کو پسند کیا ہے اس سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔" حرم نے اطمینان سے مل دیا۔

"وہ کچھ عی کوئی ڈرامہ نہیں جس کی کردار ساری تم اپنی مرضی سے کر رہے ہو اور میں اس ڈرامہ کا کردار جب تمہارے والدین کو پتا چلے گا کہ یہ منگی صرف ایک ڈرامہ تھا تو ان کو کتنی تکلیف ہو گی۔ اس کے احساسات و جذبات مجروح ہوں گے۔"

پتہ کی۔ سب سے بڑھ کر میری کیا عزت رہ جائے گی۔ ساری میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

جس نے ناکسا جواب دے دیا اور حرم کی جھجھکیں جھٹ سے پھٹ گئیں جواب اس کی نوع سے نکلا تھا۔

آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا میکا نکل آپ میرے ساتھ ہیں۔" حرم کی آنکھوں میں آنسو آگئے جس نے میکا نکل کو بے چین کر دیا۔

"تمہارے ملکہ جذبات نے ہی کی کوشش مت کر دوں گا۔" وہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔"

"کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ آخر میں آپ کی گنتی کیا ہے۔" وہ سنہلا کر بولی۔

"میں میری بہت اچھی دوست ہو اور اس سے دور میں سوچ نہیں سکتا، کیوں کہ میں تمہارے دل سے آگاہ ہوں کہاں رنج بھوج کہاں لنگو ہے۔" اس کے معنوی آدمی دور حرم کو ہنسی آئی۔

"اچھا اب تو یہ جھجھکے کی ضرورت نہیں آپ جانتے ہیں۔ میں آپ کی جتنی عزت کرتی ہوں، آپ کی دوستی پر مجھے غریب اور اپنی جوش نہیں بدردہ ناز۔" وہ اڑا کر بولی۔

"اچھا اب اتنا جھوڑا یہ تاؤ مجھے کتنا کچا ہو گا۔"

"مجھے خاص نہیں بس چیلرز سے انوکھی ہے۔"

نئے پیمانے پر گاندھ میں آپ کو کوئی پیسہ نہیں۔"

زرم شرارت سے ہنسی اور میکا نکل کی تحریروں پر مل پڑ گئے۔

"حرم تم شادی سے بچنے کے لیے جو ڈرامہ کر رہی ہو اس میں مجھے اپنی عزت اٹھانا پڑے گا۔"

نہر رہا ہے۔ جب اس ڈرامے کا ڈراما پلے ہو گا تو تمہارے والدین کیا رائے قائم کریں گے میرے لیے۔"

میں۔ کیا عزت رہ جائے گی ان کی نظر میں۔"

میری کڑائی کیجئے ہو کر میں اس صورت میں شامل ہو

گیا۔ بے شک میرے کوئی ان کے چپے نہیں مگر تمہارے ٹو سب ہیں۔"

"تو یہ ہے میکا نکل! اس قدر آگے تک کا اچھی سے سوچ رہے ہیں فی الحال تو چیلرز کے پاس پلیس پھر کر اپنی کے لیے قیامت بھی پڑتی ہے۔"

☆۔۔☆

ابز پورٹ پر بھیا اور بھائی حرم کو لینے آئے ہوئے تھے اور ان کے پونچے سے پہلے ہی حرم بول پڑی۔

"بھیا! یہ میرے معتبر ہیں ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔" بھیا کے چہرہ پر بڑھ گواہی اور بھائی کے حیرت میں اور اس سے سانس کی پٹی تو میکا نکل کی بھی کم ہو گئی تھی۔ بھائی کو جراتی بھائی میکا نکل حرم کے آئیڈیل کی کسوٹی پر نہیں بھی پورا نہیں اڑتا تھا لیکن انیس پچیس تک شریکل میکا نکل کی شخصیت رکھ رکھاؤ اور خوش مزاجی سے کافی حد تک متاثر ہو چکے تھے اور جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو حرم سے سرگوشی کی۔

"میکا مریم نے کوئی احمک کا فیصلہ کیا ہے۔"

میرے خیال میں میکا نکل تمہارے آئیڈیل سے کبھی اچھا انسان ہے۔"

ایضاً میں تو ذیلی بھی گالی ہمارا نظر آئے کیوں کہ درحرم کے لیے جس لڑکے کو پسند کر چکے تھے وہ اس کے آئیڈیل کے قریب تھا بے حد خوب صورت تحول اور شان ہاں والا بچا کیر دار لیکن میکا نکل کی نشست و برخاست، اعزاز کھٹک لہر دو کا دو شاخگی نے انہیں کافی حد تک متاثر کیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئے کہ ان کا فیصلہ درست ہے یا حرم کا فیصلہ صحیح۔

مردہ جاگیر دار سے کوئی بچا بھی نہیں لے سکتے تھے اس لیے انہوں نے حرم کو سانب جواب دے دئے ہوئے اس کی منگی کا اعلان کیا۔

میں باجوہ میں کے نکاح واسلہ دل ہوتی تھی۔"

میکا نکل کے چہرے پر ہوا بیاں اڑنے لگیں۔



طوطے جیسا سب اڑ گئے اور اس نے حرم کو جایا۔  
 "بہت بے عزتی ہو گئی میری اب میں ایک منٹ  
 بھی رکنے کو تیار نہیں ہوں۔ اگلے تہہاری سنگتی کا  
 اعلان کر چکے ہیں اور ہو سکتا ہے وہ لوگ کا تہارے  
 آئینہ مل جیسا ہو۔"

"اب تو اس کو آئیے تو دیکھیں اگر میرا آئینہ مل ہوا تو  
 آپ کی سنگتی سے کتنی کچھ یاد آئے گی۔"  
 اس کی آنکھوں میں شہادت بھی اور لہجوں پر  
 مسکراہٹ۔

"میں بہت ہو گیا میں اس کے زیادہ جیتے کوئی  
 برداشت نہیں کر سکتا۔"

"پلیئر میکا نکل میری خاطر یہ کتنی ہی اگال چین  
 رہیں میں پرزور بھی آپ کی عزت پر توجہ نہ دے دوں  
 گی مجھ پر بھروسہ رکھیں۔ دوستی کی ہے تو اس کو بھائی  
 بھی۔" حرم رو ہنسی ہو گئی بھی ملک عدنان کی آمد کا  
 شہرے کیا۔ حرم کی جو بھی اس پر نظر پڑی دھنکی کی  
 دھنکی روئی۔ لہذا تھ، خوب صورت خند خال، مسرتی  
 بدن، دھنک شخصیت کا مالک اس کے خوابوں کا  
 شہزادہ۔

"میں نے ملک عدنان کو تہارے لیے پسند کیا  
 ہے مگر کچھ چھو تو پایا کے سوا ہم سب کے دوست  
 میکا نکل کی طرف ہیں۔ خالی صورت کو کیا چاہتا  
 ہے۔" بھائی نے اس کے کان میں سرگرمی کی۔

میکا نکل بھی بنو حرم کو دیکھ رہے تھے۔ وہ جانتے  
 تھے حرم ان کی دسترس سے دور ہے مگر جب سے  
 انہوں نے انگوٹھی پہنی تھی ان کو ایک احتیاط سا  
 محسوس ہونے لگا تھا اپنی بے ہوشی کی بھی ان کا دل  
 چاہتا حرم کو بوجھ بڑا کر رکھ دیں۔ جو اس وقت ایک  
 سکے کے عالم میں تھی باوجود کہ ملک عدنان کی طرف  
 دیکھ رہی تھی۔ میکا نکل کو اپنے پاس سے کوئی خوش  
 گمانی نہ کی مگر اب تو دور دور تک اس کا کوئی پاس نہ  
 تھا۔ وہ تو جس ڈرامے کا ایک کردار تھا۔ جس کا اب

ڈرامہ سبک ہوئے علی والا تھا۔ وہ خاموشی سے  
 سے بہت گیا۔

☆ ☆  
 حرم کی بہن کی شادی سر پر تھی۔ سب کی  
 مصروفیت نے وہ گھر بھی اگلا بھی اور شہر سے  
 میکا نکل کا انتظار کر رہی تھی۔ تب پرور ہو کر کچن میں  
 آ کر کائی بنانے لگی۔ وہ کائی پیسٹ رہی تھی  
 ملک عدنان نے کچن بنانے میں کہا۔ ان کا تمام گیسٹ  
 روم میں تھا۔

"میں اپنے لیے کائی بنانے لگی تھی۔  
 کے؟" ان کی نگاہوں کے ارتداد نے کچن پر  
 پڑا تھا۔ ان کی بھوک لگی اور نگاہوں سے اس کا

آپ نے کچن ہاتھوں تو زبردستی کو بھی تیار ہیں  
 ہم۔ وہ کچن میں ہوتی رہاں میں گویا ہوا۔  
 کیا کی بھی تھی۔ حرم نے مجھ پر میکا نکل کو  
 ترجیح دی۔ معمولی جانتے کھانے والا وہ  
 پوچھا جس میں کیا دے سکتا ہے۔ جب کہ میں کہہ رہی  
 کی جائیداد کا کھانا وارث، ہزاروں کروڑوں کا کھانا  
 شہزادی بنا کر رکھوں گا جس میں۔ شہر ہے اگلے  
 ہیں اور انہیں میرا اور میکا نکل کا واضح فرق نظر آ گیا  
 ہے۔ تم دو سکے کے ملازم کو مجھ پر توجہ دینے لگی  
 تھیں۔" اس نے حقارت سے کہا۔

"پلیئر آپ جہاں ہیں اس لیے میں آپ کی سہ  
 عزتی نہیں کرنا چاہتی لیکن میکا نکل کے بارے میں  
 ایک بھی لفظ کہنے سے پہلے سوچ لیجیے گا۔" وہ کچن پر  
 لکھا پا رہی تھی کہ عدنان نے ہاتھ پڑ کر جھکا دیا اور  
 وہ اس پر گرتے گرتے تھی۔ اسی وقت میکا نکل نے  
 کچن میں قدم رکھا اور دونوں کو ایک دوسرے کے ان  
 قدر قریب دیکھ کر وہ ٹھک گیا۔

"اور بھانجے کچھ گا میں بلند وقت پر آ گیا۔  
 ٹھک لے مجھ میں کہنے ہوئے دامن بہ گیا۔ اس پر

ہاں نے ایک بلند دانا تہہ دانا اور حرم میکا نکل  
 کے آواز میں دیتی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ خود کو  
 کمرے میں بند کر چکا تھا۔ پھر حرم کے لاکھ کہنے پر  
 بھی اس نے دروازہ نہیں کھولا۔ اپنے کمرے میں  
 آ کر، چوت پھوٹ کر رونے لگی۔ اس نے رات  
 جونی سین میں گزار دی اس کا خیال تھا کہ میکا نکل  
 کی خدائی دور کر دے گی لیکن کچن بھائی نے کمرے  
 میں نہ کر دیا کہ کر دیا۔

"حرم ایسا کیا ہو گیا تہارے اور میکا نکل کے  
 درمیان کہ وہ کتنی کی کتنی چیز پر رکھ کر بغیر کسی کو  
 بننے لگی تھی کچن میں چلے گئے۔" پھر وہ اس کے  
 پاس بیٹھنے ہوئے چارے ہو گئیں۔

"تو یہ حرم! میں نے جنہیں ہمیشہ اپنی چھوٹی  
 کہی تھا ہے۔ اسی لیے سمجھاری ہوں کہ اس خوب  
 صورتی اور آئینہ میں کے پکر سے نکل آؤ۔ انسان کا  
 کردار ہی اس کی اصل خوب صورتی ہوتا ہے۔  
 عدنان کے پاس صرف دولت و ثروت کے علاوہ  
 بے کیا؟ یا باوقی طور پر کچن کی جلالت ہے مگر ضرور  
 ہوتے ہیں لیکن ہم سب جانتے ہیں میکا نکل کوئی پر  
 میکا نکل ہی پورا اترتا ہے۔" حرم کی آنکھوں میں  
 آنسو آ گئے اس کے دل میں ملک عدنان کے خلاف  
 نفرت کا شعلہ بھڑک اٹھا اس نے خاموشی سے گاڑی  
 ن مائی اٹھائی کدھوٹیاں کی طرح اس ہو گئی جائیگی  
 بناس ان لائن میکا نکل نے اپنے لیے کمرہ یک کرایا  
 تھا۔ میکا نکل اپنا سالانہ ٹیکہ کراہتا۔ اس کو دیکھ کر  
 اس نے کسی بھی رو میں کلا تہہ نہیں کیا۔

"میکا نکل آپ بھیرتے ہیں۔ مجھے آج ہے۔ کم  
 از کم مجھ سے پوچھتے تو۔" اس نے گل سے خالی کیا۔  
 "کیا پوچھتا؟ پوچھنے کو اب وہ کیا کیا تھا۔  
 نے سامنے آپ کا آئینہ مل تھا مگر میں وہاں  
 رہیت ہے۔ اور کیوں نہ تھا میرا کردار صرف  
 کچن تھا۔"

"نہیں آپ غلط کہہ رہے ہیں آپ کا کردار میری  
 ساری زندگی کے لیے ہے۔" حرم کو روکا آ گیا۔  
 "میں بھی کرو حرم! اکتانہ مجھے بے وقوف بنا دی۔  
 میں تمہارے خوابوں کا شہزادہ نہیں یہ جانتے ہوئے  
 بھی میں انجانے میں تم سے پیار کرنے لگا تھا۔ لیکن  
 اب جب کہ تمہارے خوابوں کا شہزادہ تمہارے  
 سامنے آ چکا ہے میرا ہاں رکھنے کا کوئی بیزار نہیں  
 تھا۔" میکا نکل نے آواز دی سے کہا اور حرم تڑپ  
 اٹھی۔

"میں بھی کریں میکا نکل بھی سب سننے اور  
 کھلانے کے لیے میں نے یہ راز کھلیا تھا۔ پوچھا  
 صبر آزا انتظار کیا ہے میں نے دن میں اول دن  
 سے آپ کی پرستاری کی۔ آپ مجھے اتنا سخی اور کم  
 ظرف سمجھتے ہیں کہ بے مقصد آئینہ مل کے پیچھے اپنی  
 زندگی بنا کر دوں گی۔ میں کتنا ترشی اور ترشی ہوں یہ  
 سننے کے لیے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔"  
 حرم کی آواز بھرا گئی۔

"اچھا یعنی ذرا واضح الفاظ میں بتاؤ کہ میں کیا  
 ہوں تمہارے لیے؟" میکا نکل کے لہجے میں  
 خوشی کی ٹھٹھکی اور آواز میں فنوں کی مسکاس تھی۔  
 "اب زیادہ نہ اتر آئیں اور گھر چلنے کی تیاری  
 کریں۔" حرم نے اس کے ہاتھ سے بریف کیس  
 چیتے ہوئے کہا۔

"پلانا تو فوراً پڑے گا کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ  
 عدنان جیسا شہزادہ میری ہونے والی بیوی کے  
 خوابوں میں آ کر مجھے بدگمان کرے۔" اور پھر ایک  
 منٹ بعد دونوں اسی ہو گئی میں سہاگ رات مٹا رہے  
 تھے جہاں حرم کے والدین اور بہن بھائی جی سمیت  
 بہت جیتے چھوڑنے آئے تھے۔

☆ ☆











اور تم خوش ہو رہی ہو! یہاں اور انہوں نے مقدس کو  
 پڑا رکھی ہے دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "یہ کیا بات ہوئی! یہ تو یہ کہ لے لے اس کی  
 سب سے بڑی خوشی ہے، ہمیں تو اس کی خوشی میں خوش  
 ہونا چاہیے۔ کیا ناراض ہو کر ہمیں تو یہ کی خوشی ختم  
 کر دینی چاہیے تاکہ مجھے؟" مقدس نے دونوں کو دیکھتے  
 ہوئے سوال کیا۔  
 "بالکل نہیں! یہ تو مقدس! تم نے غصہ کیا ہے۔  
 ہمیں ناراض ہو کر تو یہ کی خوشی ختم نہیں کرنی بلکہ اگر  
 سلیمہ بنت کرنی چاہیے تو اس کے ہاتھ سب کی طرف  
 دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "ہاں ہاں ضرور یاد! یہاں سے بھی سب کو  
 ہوئے جواب دیا وہ کیوں خاموش رہتی۔  
 ان چاروں کی دوستی ایسا ہی سب ہی ایک  
 دوسرے کی خوشی میں خوش ہوئی اور ایک دوسرے کا  
 بہت خیال رکھتی تھیں، ان کی دوستی اپنائیت کے رشتے  
 سے بھری ہوئی تھی۔

☆ ☆ ☆  
 "نکاح ہے آج گھر میں کوئی مہمان آیا ہے اور وہ  
 بھی خاص!" مقدس نے جیسے ہی گھر میں قدم رکھا، مہمان  
 پاپا کے روم سے آ کر آوازوں کو سن کر سوچا کیونکہ کوئی  
 بھی مہمان جب آتا تھا کیسٹ روم میں ہی بٹایا جاتا  
 تھا اور کوئی اپنا ہوتا تو وہاں پاپا کے روم میں ہی بٹھائے  
 جاتے تھے۔  
 "چلو دیکھ لوں گی پہلے ایسا کرنی ہوں چنانچہ  
 کروں!" مقدس نے یہ نظارہ کی طرف دیکھتے ہوئے  
 سوچا اور کمر کھڑا کیا۔  
 "دادی! آپ..." مقدس نے جیسے ہی کمر سے  
 میں قدم رکھا، اس نے سوچا وہاں مزین از جان ہستی کو  
 دیکھ کر اس کی دل بھر کی شکایت اڑاں بھری ہوئی اور وہ  
 سے ہی آواز دیتی ہوئی دادی کے گلے لگ گئی۔  
 "کیسی ہیں دادی آپ؟ کب آئیں گے..."

ہے پہلے آپ نے مجھے بتایا کہ ان کی کیا حالت ہے؟  
 ہے آپ کو آئے ہوئے؟  
 "جیسے بس دیکھا، پہلے دادی کو سکون تو لگتا تھا  
 ہی اتنے سارے سوال..." آندرینک نے بھی کچھ  
 تیر دیکھتے ہوئے لوگ دبا۔  
 "پہلے جا یہاں سے میں نہیں ہوں تیری دادی  
 دادی، وہ کمزور ہے کیا دوست جی شہر آئے کے  
 ہی بھول گئی، انہی ہی محبت ہوئی تھی تو مجھے بھی  
 کیا؟" دادی نے مقدس کو اپنے قریب سے  
 ہوئے معصومی قہقہہ کیا۔  
 "ممنون! یہاں لاکر مجھے آتی معلوم  
 کر آپ اتنا غصہ کر سکی تو میں نہ تو یہ کہہ سکتا  
 کرتی، یہاں سے مل ہی کیوں نہ ہو پڑا..."  
 "ممنون ہوئے! افسردہ لگتے ہیں کہا۔  
 "میں پہلے بھول کر رہے تھیں خبردار جو آج  
 آئی! بالکل نہیں تو مجھے؟" دادی نے مجھے سے  
 کیا تو مقدس نے سن کر اس کا تیر تھانے پر  
 مقدس جانتی کہ کھلکی گولہ پڑا ہے اس کا کھانا  
 تھا، مقدس کی پر مائی کے لیے ہی انہوں نے ایسا  
 سے ادا کی ہوئی کو اپنے سے بڑھ کر دیا شکریہ  
 "میں دادی جان! بالکل سمجھ گئی، آپ کو  
 ناراض نہیں ہیں ناں؟" مقدس نے جیسے ہی  
 کہا۔  
 "اگر دادی ہوئی کا یہ غم ہو گیا ہو تو کھانا  
 ہے کھانے کے لیے تشریف لے آئے..." آندرینک  
 نے دادی ہوئی کے نہ غم ہونے والے شکوے کو  
 ہوئے فحش کر کہا۔  
 ☆ ☆ ☆  
 "اس کیسے تم؟ مجھے پتا تھا دادی کے لیے  
 چل لازی آئے گی، اپنے علاوہ کسی اور کو  
 ہوئے دادی کو کہ نہیں سکتی ہو کیا تم؟"  
 "ارے یہ کیا استقبال ہے اس گھر میں..."

"دادی جان! اس پانچ کو چھوڑ دینا، یہاں  
 شہرے اب تو بارہ دن یہاں ہی رہیں گی ناں؟"  
 "میں یہاں تو کھانا کھاتے دیکھ کر سوال کیا۔  
 "انہوں سے دور بہت دوری اب تو سہی رہوں گی  
 کھانا کھانا نہیں رہا جاتا تھا..." دادی نے

افسردہ لگتے ہیں کہا۔  
 "راک! یہ بد دست دادی جان! کچھ میں دادی!  
 اب آپ وہاں تو نہیں جائیں گی ناں؟" مقدس نے  
 بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے سوال کیا۔  
 "ارے اہاں جان! آپ آئی کس کے ساتھ  
 ہیں؟ تو تو آپ کو لینے نہیں گیا تھا، اور نہ ہی آپ نے  
 آنے کی اطلاع دی تھی..." راکھی نے کسی نے سوال ہی  
 نہیں کیا تھا، نہ دادی نے بتایا تھا۔ اب سب دادی کی  
 طرف دیکھ رہے تھے کہ کیا جواب دیتا ہے؟  
 "بیٹا! اتنا داری تو بہت دنوں سے کر رہی تھی سوچا تھا  
 جب آپ اس کی تو دعا دیا تھیں فون کروں گی لیکن پھر  
 اچانک شاہی بیٹا میرے پاس آیا اس نے مجھے بتایا کہ  
 وہ بھی شہر جا رہا ہے تو میں نے سوچا کہ سب کو سر پر اڑ  
 دیتی ہوں جا کر تو اس کے ساتھ آگئی..." دادی کے  
 جواب پر کسی کو فرق پڑا ہو یا نہ پڑا ہو لیکن ان سب کے  
 برعکس دادی کے جواب نے مقدس کو چہرہ ہل کے لیے  
 اچھر اچھر سے غافل کر دیا تھا، اسے صرف ایک ہی  
 بازگشت سنا کی دہری ہوئی "شاہی..."  
 "دادی جان! یہ شاہی صاحب کون ہیں؟" آندرینک  
 نے اتنی دیر سے اس پر پہلا سوال پوچھ ہی لیا۔  
 "ہمارے پڑاؤں میں ہی رہتا تھا بیٹا! بہت اچھا  
 بچہ ہے اس نے، مجھے میرا مقدس کے آنے کے بعد بہت خیال رکھا  
 مقدس اور شاہی بیٹا دوست تھے، ساتھ ساتھ ہی اسکول  
 جاتے تھے ساتھ ہی کھیلتے تھے، وہ اب بھی پوچھتا ہے  
 کہ دادی! مقدس اب بھی وہی ہی ہے یا کچھ بدلی گئی  
 ہے؟" ابھی کی کیا بچپن کی طرح چٹکی سے ڈرتی ہے  
 کیا؟

"دادی جان! اب تو شاہی بھائی سے ملنے کا میرا  
 بھی بدل کر رہا ہے، وہ کبوں تو صبح کر ستر..." راکھی  
 کہنے لگی، جن کی ہمدردی مقدس نے یہاں سے دیکھتی رہی تھی  
 ہے..." مقدس نے مقدس کو کھوئے کھوئے اٹھا کر ہاتھ دیا



... = :      . ... ..

خبر انہوں نے فیصلہ کیا کہ مقدس کو ان کے لیے  
 چھوڑ دیں، اس طرح مقدس وادی کے چالیس  
 پرورش پائے گئے۔ مقدس جب سات سال کی تعلیم  
 اس کی ماں آنسو بیکم نے یہ کہہ کر بلایا کہ یہاں  
 میں بہترین تعلیم مل سکے گی، وادی الہی علاج پائی  
 اپنے سے دور نہیں کر چاہتی تھیں اور نہ ہی مقدس  
 سے دور چلنے کا سوچ سکتی تھی۔ لیکن وادی کے  
 کے مستقبل کو دیکھتے ہوئے مقدس کو بھی شرمناک  
 اب اچانک دہلی گئے بیٹھے یہاں آ کر رہے ہیں  
 اور بے نوک خوش ہے تو مقدس کو سب سے بڑی  
 ملی تھی، وہ خوش نہ ہو رہا تھا، اس کی طرح  
 بچپن کے لاسٹ کے بارے میں کن کن کر کے  
 وقت باہر لے لگا اور شدت سے اپنے لاسٹ  
 (بچہ کی دعا کر رہے تھے)۔

☆.....☆ ☆ ☆

"انا کی بیٹی! کیا میں جو تم مجھے اتنی دیر سے بلو  
 کر کے تیار ہونے کا کہہ کر غم و کد سے کسی سینگ کی طرح  
 قابض ہو گئی ہو، اگر تم دس منٹ کے اندر تیار نہ ہو تو  
 پر سوچو، وہیں ہو سکتی تو تھا رادو، پھر کہیں ملکی کسم از  
 زندگی میں کبھی نہیں بھول باؤ کی۔" حضور نے اس کے  
 ایک تھپتھپاتے ہوئے انا کے کال پر سیو کر کے چلا  
 دونوں نے کچھ دنوں بعد ہونے والی ٹوبہ کی شادی کے  
 لیے شاپنگ کرنے کا ارادہ بنایا تھا، اور لانا نے حضور  
 کال کر کے ریڈیو مپنے کا کہا تھا اور اب خدا قابض  
 تھی۔  
 "سہوئی۔ سواری پار! چلیز کول اوڈن اوڈی نا  
 کوک ا" انا نے اسی کے پیسے سے گھر لے کر آئے  
 محسوس کر کے جلدی آنے کا کہہ کر کال کو منسلک  
 کر دی۔

★ — ★ — ★

میلپاتی جوہر میں شاہجہاں کے عہد میں  
 بنائی گئی تھی، لیکن راجہ کی وجہ سے اس میں

مقام پر پہنچا کہ دادی کو مقدس کا شام کے عزم پر بلایا سندھ میں تھا اور وہ دھوپ میں جانا تو نہایت کڑی گرمی دادی کی ہمارا منی نہیں۔

نہجی کی ایک

وہابیہ

مجموعه کتب و اسناد

...

”خیر، جیسا صدیوں پرانا کاغذس میٹم کے  
میل بہ مباراتم نے یہ پور کا اسی پر لگایا ہوا ہے۔“

”نہ اپنا کہیں بچا بھی ہے اس کی چپ سے  
 لیجئے اپنا کجاوہ و باد رہتا ہے، خیر، چھوڑو اتن اس  
 نے انہیں بھجو کی۔“

”اسلام مکرم صاف! جی... جی میں بادے لے آؤں  
لیا، یہ سنا جائے“

یہاں کہہ رہی ہیں آئی؟ اگلے سال ایک میں

وال کی تمنا۔ مقدس نے جواب دیا:

لے گا۔ یہاں آ کر آل آپ کے دل کے تہہ پہن کے

میں نے کہا: "اچھا، میں تم سے ملنے کے لیے جاؤں گا۔" اس نے کہا: "تم جلد سے جانا، میں تم کو یہاں سے لے کر جاؤں گا۔"

اسم سبھل و کجور، میں اس کی بکس کا پتہ کر کے

”خیر ہے جاڑی جلدی راہی (جاڑی جلدی)“

کے لئے ایک نیا سبب دیا اور یخچل دہشت گردوں کی طرف سے لٹا دیا گیا۔

آپ والی گانے کی آواز نے اسے ہانکل سناکت کر دیا۔

ONLINE LIBRARY

تم مجھے یاد رکھو

لورین

”نہیں، یہ گناہ ہے۔“ اس کے سوچتے سمجھتے کی  
 صلاحیت ختم ہو گئی تھی، اس کے قدم آواز کی جانب بے  
 اختیار اٹھ اٹھ گئے تھے، جہاں سے آواز آرہی تھی، اس  
 گانے سے اس کی کتنی یادیں جڑی نہیں، کوئی سندوس  
 سے لمبھا۔

”یا اللہ خیر!“ وہ اپنے غمخواروں کی گم سوچے ہوئے چل رہی تھی کہ اچانک کسی بھاری چیز سے ٹکرائی، تھوڑی دیر کے لیے تو اس کا ذہن بالکل گڑبگڑ ہو گیا اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے لیکن آج اسے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ دن میں بارے غمخوار آگے کسے کہتے ہیں؟ اس کے ہاتھ میں موجود چند پیسے گن میں لڑس ہو چکا تھا۔

جب مقدس کے خاص جمال ہوئے تو اس کی صفات  
 نے موجود نفس کی جانب مٹتی جو کمال غماغم ہوئے  
 میں لگا ہوا ہے اور مسلسل مقدس کو دیکھ رہا تھا مقدس کو  
 محسوس ہوا کہ وہ ادھر ہونے ہوئے بھی ادھر موجود نہ  
 ہو، مقدس نے اسے چھو کر اپنا گراہا بیک اٹھا اور  
 اس میں گر کر اس کی چیزوں کو اٹھا کر بیک میں ڈالنے  
 لگی۔

موسیٰؑ اور علیؑ نے آپؐ کو دیکھا نہیں تھا اس لیے قلبی سے آپؐ سے کرا گئی۔ "مقدس نے سامنے موجود شخص کو ایسے کا دیوانی کمرے بلایا تو موسیٰؑ کہا۔ "گوئی بات نہیں، ابھی تک ایسا ہوا ہے، جو ہمیں لہذا سے ملتا ہے۔" سامنے موجود بے گھر کوئے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

ابن سبک نہیں آئی بھی ہو چکا۔

عقلمند ہمارے بارہا تمہیں کھڑی ہو، چلے دی

2010



جلو در ہو رہی ہے۔" امامتوں کو سہ کر دہاں سے چلی  
 تھی۔  
 "مقدس۔۔۔" شایان احمد رضا نے زیر لب  
 دہرایا۔  
 "مقدس کو کہہ رہے ہو شایان؟" امجد بیگم نے اسے  
 ایک جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا جو زمان کے کمراس  
 کے پاس آئی تھی۔  
 "مہا! آپ... وہ... میں بھی کو بھی نہیں۔  
 پلیز..."  
 "ہاں پلیز سو پیسے بھی کافی رہ سکتی ہے۔  
 "اے... " وہ جیسے ہی چلے گا اس کے پاؤں  
 کے نیچے کچھ آگیا تو اسے دکھائی دیا اور اس نے جھک کر  
 دیکھا تو اسے سامنے موجود چیز کو دیکھ کر خوشگوار حیرت  
 ہوئی اب تو اس کا ٹھیک سین میں بدل چکا تھا، چاند  
 میں موجود چیز کو دیکھ کر اس کے چہرے پر بے اختیار  
 مسکراہٹ تھیں ہو گئی تھی۔  
 ☆.....☆.....☆  
 "اے اے اے پتا! کیا ہوا، کیوں آواز دے  
 رہے ہو مقدس کو؟ تم جانتے ہو میں کہ جس نام چست  
 پر ہوتی ہے، اپنے کیتھڑوں کے ساتھ۔" رانی نے  
 شاعری کو دیکھ کر کہا جو مقدس کو آواز میں دے جا رہا تھا،  
 رانی کی بات سن کر شاعری نے فوراً سمجھت کارٹ کیا۔  
 "ہو۔۔۔"  
 "شاعری! تم نے تم نے مجھے رانی دیا تھا، جاؤ میں تم  
 سے بات نہیں کرتی۔" مقدس نے ناراض لہجے میں  
 کہتے ہوئے دوسری طرف کر لیا۔  
 "اچھا... اچھا اب نہیں کہوں گا ایسا، وعدہ ہے پیر تم  
 ناراض مرت ہو تم جانتی ہو میں میں تمہاری ناراضی  
 برداشت نہیں کر سکتا۔"  
 "اچھا پھر زور اس بات کو دیکھو میں تمہارے لیے  
 کیا لایا ہوں؟" شاعری نے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ میں  
 موجود ٹکٹن جس کے سامنے کر دیے۔

"واؤ! شاعری! یہ تو بہت پیارے ہیں،  
 میرے تو بہت بڑے ہیں۔" مقدس نے ٹکٹن  
 سینے ہوئے کہا، جس پر شاعری کا خوشی سے دھنکنا  
 پڑ گیا۔  
 "پلیز متاؤ! یہ ہیں بہت خوبصورت، میں انہیں  
 بیچنا اپنے پاس رکھوں گی اور جب بڑی ہو جاؤں گی  
 تب انہیں اپنی بیٹیوں کی۔" مقدس نے ٹکٹنوں کو دیکھتے  
 ہوئے کہا۔  
 "جی۔۔۔"  
 "پاکل جی۔" مقدس نے جواب دیا  
 ☆.....☆.....☆  
 "شایان! میں کب سے جھینڈ دیکھ رہی تھی  
 جہاں ان کا نام کی طرف نہیں ہے۔" شایان کے  
 چہرے پر ایک کھینچنے سے جو چہرہ تھا جیسا کہ وہ دیکھ  
 رہی تھی، اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا  
 "میں اس کی طرف سے نہیں دیکھ رہی تھی، میں  
 تو مسلسل خیالوں میں رہ کر رہی تھی کہ تو آ کر کار  
 لی دیا۔ شایان! جھینڈ کے ٹکٹن کے ہر ٹکٹن کو اسے دیکھ  
 گا۔  
 "اوپر! کچھ نہیں ہے یا۔" شایان نے جواب دیا  
 اور اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
 "میں یہاں سے کاراب تم شرافت سے مجھے  
 کچھ بتا دو ورنہ مجھ کو گناہ ہوگا۔"  
 "شایان نے بھی اسے ساری بات کچھ بتا دی  
 کہ تم کرنے سے کچھ ہونے والا نہیں تھا۔  
 "پھر تو یہ بہت اچھی بات ہے یا۔" شاعری نے  
 آج میرا دوست کو بھانپا کہ میں نے تم کو آ کر  
 گاؤں کے چہرہ انکار ختم ہوا۔ اس کی بات پر شایان  
 ہنسنے لگا۔  
 "اللہ سے دعا ہے میرے بار کو جیسے وہ  
 مسکراتا رہے، حق جلد سے جلد اپنی خوشیاں  
 ہو جائیں، ایمانی کا ساتھ ہوگی۔"  
 "آمین۔۔۔" شاعری کی دعا پر شایان نے آمین

کہاں سکرانے لگے۔  
 ☆.....☆.....☆  
 "ٹکٹن! باہر لان میں اسٹاپ کیا گیا تھا، سارا لان  
 بلی فلیش سے سجایا گیا تھا اور ان کے دائیں کوٹے  
 میں پائے کا انتظام تھا۔  
 "واؤ! بار! اتنی خوبصورت جگہ ہے جس کا مقدس  
 نے ہاں، اس طرف کے سکر کو دیکھتے ہوئے سب سے کہا۔  
 "دیکھ صاحب کے بڑے پائرنے آج اپنے بچے  
 کی کار، پائی کی خوشی میں پائی کا انتظام کیا تھا اور کار  
 کو کھانسی سے محفوظ کیا تھا، رانی کے علاوہ سب ہی  
 موجود تھے، مقدس نے انہیں آنے کے خیال سے سب کو  
 بلانے لے لیا تھا، اب دونوں بیاں آ کر عمر  
 بھر کے رازیں سنیں۔  
 "پلیز! بار! اتنی ہے تو بہت خوبصورت جگہ۔" جہ  
 میں اس کی بات سنیں اس ملائی۔  
 "مقدس! جی! آج! یہ تو صاحب نے کچھ  
 دیکھا ہے جو مقدس کا راز تھا۔  
 "جی یا یا! مقدس نے ان کے پاس آ کر کہا۔  
 "پلیز! انکل سے ملیے۔" یہ سب کچھ سن کر  
 "امجد رضا۔"  
 "السلام علیکم کھل! کہے ہیں آپ؟"  
 "میں سلام کیا! میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟"  
 "میں تازہ فکری ہے کی کا سبھی مبارک ہو آپ کو۔"  
 "مقدس نے کہا۔  
 "میں نے اسٹاپ کیا! میں نے کامیابی حاصل کی  
 ہے آپ کو اسے خود مبارک ہو! جی! امجد رضا  
 صاحب نے سکرانے ہوئے کہا۔  
 "پلیز! دیکھو جی! اس کے اعزاز میں ہم نے  
 اسٹاپ کیا! یہ ہے جو وصف خودی کا ہے، میں نے  
 کیا آپ نے انہیں کر میں جا کر، جب وہ آئیں گے  
 میں ان کی طرح اس کا شایان ہے آپ کو۔"  
 "میں سکرانے لگا! میں نے اس کے پاس جا رہی

ہوں۔" مقدس کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔  
 "دیکھ صاحب! وہ پیسے آپ کی بیٹی ہے بہت  
 خوبصورت، اگر میری بیٹی ہوتی تو وہ بھی مقدس بیٹی  
 جیسی ہی ہوتی۔" امجد رضا صاحب نے امجد بیگم  
 میں کہا، ان کا صرف ایک ہی بیٹا تھا شایان احمد رضا۔  
 "اے! بار! یہ امجد بیگم کی چھوڑا، مقدس جیسے میری  
 بیٹی ہے وہ پیسے ہی تمہاری بیٹی بھی ہے، جب دل چاہے  
 بلا لیتا۔" وقار علی نے جواب دیا تو امجد رضا سکرانے  
 لگے۔  
 "جی! بگ! ہوانے باجول پر ہے مدد فرمادو! تار چھوڑا  
 تھا، ہنز پر دونوں سے لپکا رہی تھیں، رو شایان بہت  
 خوبصورت لگ رہی تھی، وہ موسم کو انہماک کرتی ہوئی  
 ایک تہہ کوٹے کی جانب نکل آئی، کہا کہ اس کی نظر  
 جہاں سے رات کی رانی کے دوست پر پڑی جس کی  
 خوشبو پھیلی ہوئی تھی، دوست کے ارد گرد مھرے سفید  
 پھول تھیں، رانی کی دوستی میں جب بہار دکھارے تھے اس  
 مھرے اسے پوری طرح اپنی لپٹ میں لے لیا تھا اور  
 پتے نہیں تھے، اس سحر میں کوئی کتا داز پر سڑ کر  
 سامنے موجود شخص کا منہ پتا لپے دیکھنے لگی۔  
 "بگ! پینٹ اور اسکاٹی بلیڈ ٹرٹ میں لپس وہ حضور  
 سکرانے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا، جیسے اسوں سے  
 لپٹے جانا ہو۔  
 "السلام علیکم! کہی ہیں؟"  
 "کیا آپ کے ہاں سلام کا حساب دے گا اور آج  
 نہیں ہے؟" سامنے موجود شخص نے مقدس کو خاموشی  
 دیکھ کر مدد سوال کیا۔  
 "دیکھے مسز! میں آپ کو نہیں جانتی کیا آپ کون  
 ہیں، دوسری بات کہ جب میں آپ کو جانتی ہی نہیں  
 ہوں تو سلام کا جواب کیوں دوں؟ آپ اپنا راسخ ہے  
 دلت میں آپ جیسے لوگوں کو ٹھیک کرنا خوب جانتی  
 ہوں! امجد رضا نے منہ سے مھرے لہجے میں جواب  
 دیا۔



"لوگے! کے، سوری ملیم! میں جا رہا ہوں،  
 پلیز آپ ناراض نہ ہوں لیکن جانے سے پہلے یہ ضرور  
 کہوں گا کہ آپ بالکل نہیں بدلی ہیں۔" - ٹایان اسے  
 چھوڑ کر وہاں سے اداک آگے کر گیا۔  
 "عجب سر بھرا انسان ہے، اب تک کیا اول نزل  
 پل کر گیا ہے۔" مقدس بیٹہ انی ہوئی آگے بڑھ گئی،  
 لیکن سامنے سوچو پہنچنے سے پہلے پرچہ دیکر دیا تھا  
 لہذا اس سے کچھ واسطے پر سوچو نہ پانچنے کا کدو جاتا  
 تھا یہی ہوگا۔

☆ ☆ ☆  
 "اسلام علیکم ما کیا کر رہی ہیں؟ اور آتی سہی  
 کھانے کی اشیا۔۔۔ خیر۔۔۔ کون آیا تھا؟" مقدس  
 جو کالج سے آنے کے بعد سہی تھی اندھ کر کچن میں آئی تو  
 اٹھاسا مان دیکھ کر پوچھا۔

"کی جیٹا ایمہان آئے تھے، قہار سے ابو کے جو  
 بڑے پادشہ ہیں وہ دلدوران کی بجائے تھی، جیٹا اور اسل  
 وہ اپنے بیٹے شایان۔"  
 "اسلام علیکم آئی؟" انانے آئے ہی آئے تھیں کہ  
 سلام کیا، آئے تھیں کہ بات دلدوران میں ہی رہی۔  
 "بیکم سلام جیٹا کیسی ہو؟"  
 "فائن آئی ا۔"

"ارے سہی! آج تم اپنا تک کیسے نازل ہو گئیں،  
 خبر سے تو ہے اس کہیں آئی نے اہل ہلاکت بنی کو کمر  
 سے تو نہیں نکال دیا؟" مقدس نے انا کو گھمڑے  
 ہوئے نہیں کر گیا۔  
 "جست شت اب مقدس سترہ سال لائق ہوئی تم  
 خود میں نہیں" انانے چڑے ہوئے کہا۔  
 "میں یہاں اساحت تیار کرتے آئی تھی، اگر  
 نہیں کرتی تو میں جاری ہوں، کرتی رہا تم خود تیار  
 ہائے؟" انانے کہتے ہوئے چالے کے لیے قدم بڑھا  
 دیے۔  
 "اسے پار ایشی تو حق کر رہی تھی۔"

"پلو صاف کیا۔" انانے احسان کرتے واسطے  
 ایمان میں کیا تو وہاں موجود آئے تھیں اور وہاں  
 مسکرائے لگیں، پھر چل کر وہاں لے اساحت تیار کیا  
 لہذا کافی وقت گزار کر انانے کمر کے لیے روانہ ہوئی۔

☆ ☆ ☆  
 "مقدس جیٹا! سوری ہو کیا؟" آئے تھیں  
 مقدس کے کمرے میں چھانچے ہوئے آواز دے کر  
 پوچھا۔  
 "نہیں ماما! میں یاد کر رہی تھی آپ کو کوئی کام تھا  
 کیا؟ مجھے پتا چلا ہوتا۔" مقدس نے جھپٹے پر ہاتھ رکھا  
 حواس کر رہی تھی ماما! میں کو جواب دیتے وقت  
 تھی کہ۔

"کی جیٹا! تم نے کیا  
 تمہارے بابا جانی کے لیے جس پادشہ کے بیٹے کا، انہوں  
 نے نہیں باری میں دیکھا تھا، لیکن بہت اچھی لگتی  
 بالکل اہل تھی کی طرح انہوں نے کہا کیا گہری کی کوئی  
 بنی ہوئی تو وہ بالکل تمہاری طرح ہوئی، آج وہاں  
 خواہش لے کر اپنی بیوی کے ساتھ آئے تھے کہ  
 پایا بھی لے ہیں اس لڑکے سے، بہت تعریف کر رہے  
 تھے وہ اپنے والد کے ساتھ ہی بڑے کوسٹال رہا ہے،  
 سب کو رشہ پسند آیا ہے جیٹا! تمہارے بابا جانی چاہتے  
 ہیں کہ تم سے پوچھ لیتا چاہے کیونکر دعائی نہیں گزارتی  
 ہے تو تمہاری مرضی لازمی پوچھنی چاہیے، جیٹا! تم سوچ  
 کچھ خود میں تیار، اگر تمہاری مرضی نہیں ہوگی تو ہم  
 پیدش نہیں کریں گے۔"

"ماما! اگر آپ لوگوں کو یہ رشہ منظور ہے تو مجھے  
 کوئی اعتراض نہیں ہے، جیسے آپ لوگوں کی مرضی  
 مقدس نے کھوئے کھوئے کچھ میں جواب دیا۔  
 "خوش رہو جیٹا! اللہ تمہیں بہت خوش رکھے،  
 معلوم تھا میری بیوی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا، میں تو اس

اللہ سے بابا جانی کی وجہ سے پوچھنے آئی تھی، دیکھنا  
 ٹایان نہیں بہت خوش رہے گا۔" آئے تھیں تو اپنی بیوی  
 کے جواب پر نہال ہوئی تھیں، مقدس کو گلے لگا کر پیار  
 کرتے لگیں۔

"اماما جیٹا! تم پکا حاکم کرو۔ میں تمہارے بابا جانی  
 اور دادی کو یہ خوشخبری سنائی ہوں، آج وہ بھی تمہارا  
 فیصلہ جاننے کے لیے جاگ رہی ہیں۔" آئے تھیں کہ اسے  
 پتہ نہ کرتے ہوئے دروازہ بند کر کے مل گئیں، اہل غرض  
 میں وہ مقدس کی آنکھوں میں بے اختیار آنے والے  
 آنسوؤں کو نہ دیکھ سکیں، جو اس کی آنکھوں سے بہا  
 رہے ہو گئے تھے۔

"بابا! اللہ! کیا یہی تھا میرا نصیب؟ کیا میری  
 تقدیر میں اس کا ساتھ نہیں تھا؟ بابا! مجھے اپنے  
 فیصلے پر جاہت قسم رکھنا، مجھے بہت دنا کہ میں اپنے  
 والدین کے بائیں کالوئے نے دونوں، اسے میرے  
 ناک! اگر وہ میرے نصیب میں نہیں ہے تو مجھے اتنی  
 طاقت و قوت دے کہ میں کالوئے میں میرے دل وہ  
 دماغ سے نکال دے۔" مقدس نے آنسوؤں کو  
 دھکے دے اپنے لیے دعا کرتے ہوئے کہ ایک اللہ کی  
 نی تو ذات ہے جو اپنے بندوں کے دکھوں کے جانک  
 سے انہی طرح واقف ہوتا ہے، وہ جانتا ہے کہ میں  
 کے بندے کے لیے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں، اللہ  
 از رحمت اہل ان کو اس کی طاقت سے زیادہ نہیں  
 آزا، مقدس نے پوچھنے ہوئے اپنے دل کو تسلی  
 دی کہ اللہ جو کرتا ہے انسان کی بہتری کے لیے ہی  
 کرتا ہے اور اس نے بھی سب کچھ ٹھیک چھوڑ دیا،  
 جب انسان سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیتے تو اللہ بھی  
 اپنے بندوں کو ایس نہیں کرتا ہے کہ۔"

☆ ☆ ☆  
 "مقدس! کیا ہوا، کچھ سوچ رہی ہو کیا؟" انانے  
 مقدس کے پاس دیکھ کر پوچھا، انانے پوچھے کہ  
 انانے سے انانہ مقدس کے پاس دیکھ کر پوچھا، انانے پوچھے کہ

دوست کی جہاں سے واقف تھی، جہاں تھی کہ مقدس کو  
 کسی کی ضرورت ہے اسی خیال سے آئی اس نے پاس  
 رکھ لی تھی۔

"انا! میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اب اسے نہیں  
 سوچوں گی، جو میرے نصیب میں نہیں، لیکن کیا  
 کمرے میں چاہتے ہوئے بھی اس کو نہیں بھول پا  
 رہی ہوں، جب ہم لے تھے تو میں نے سوچا بھی  
 نہیں تھا کہ خود اسامہ گزرنے والا وقت میرے  
 لیے زندگی بھر کا درد بن جائے گا، میں اس کے بغیر  
 نہیں رہ پاؤں گی، اس کے بغیر میری زندگی کچھ نہیں  
 رہے گی، کاش! میری زندگی میں ایک معجزہ  
 ہو جائے، میں آنکھیں بند کر کے کھوں تو میرا شاہ  
 میرے سامنے آ جائے، تو میں اسے بتاؤں کہ میں  
 نے ہر لمحہ اسے یاد کیا ہے، ہر لمحہ اسے یاد کیا ہے،  
 ہر لمحہ ہر سو پر اس کی کی محسوس کی ہے، میں نے  
 اپنے دل میں صرف اسے بسایا ہے کہ اس کے سوا یہ  
 جگہ اب کسی اور کو نہ رہا میرے لیے سوت کے برابر  
 ہے۔" مقدس نے آنکھیں بند کر کے کھیں کہ جیسے  
 اسے یقین ہو کہ اگر وہ ایسا کرے گی تو واقعی وہ  
 سامنے کھڑا ہوگا۔

"کاش! انا! وہ کہیں سے آ جائے، ایک بار ہی  
 کسی، آخری بار ہی، میں اسے ہی بھر کے دیکھ لوں  
 کہ اب تو ایک عمر اس کے بغیر گزار لی ہے، کوئی تو  
 سہارا ہو میرے پاس۔" مقدس انانے کے کندھے پر سر  
 رکھ کر رونے لگی اور انانے سے سبنا ہلاک ہو گیا وہ  
 اپنی دوست کو اس حال میں دیکھ کر خود بھی رو پڑی  
 تھی، اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ آج اسے سب  
 کچھ بتا دیتی، لیکن اپنے کیے ہوئے دھوے کی وجہ  
 سے مجبور تھی، اپنے دھوے کی وجہ سے آج اسے خود  
 اپنے فیصلے کے لیے لگا تھا کہ اگر وہ دھو نہ کرتی تو اس کی  
 دوست اس دکھ میں نہ ہوتی۔

☆ ☆ ☆



PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY



افضل ملی اسکول کے باہر بچوں کے کھانے کی چیزوں

ہم نے تمہیں نے جہاد کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے ہوئے ہے۔  
 یہ ساتھیوں کے بچوں کے ساتھ لگی میں کھیل رہا  
 ہے۔ یہ بچوں کے دشمنوں کے ساتھ متقابل ہمارا ہے۔ ہمارا  
 وہاں وہاں ہے۔ یہ افضل علی نے بڑے عظیم انداز میں  
 یہ افضل علی ہے، تم جانتے ہو تو بات کر سکتے ہو،  
 تمہاری طرح تم نے اسے اساتذہ، تمہیں نے مطالبات  
 کے ساتھ لگائے ہوئے ہے۔

"کچھ شہین! اسے لار خیر دار اسے کمر سے ابلو تو مرنے کے تھا۔  
مگر جو دس گامیں اس کی، ان فضل ملی نے غیب سے سرخ





ریزہ کی ایک تھوڑی سی مقدار کو سمجھنے والے جان لیں کہ یہ کچھ جانتا تھا، کسی  
 دن انھیں کسی ویسا ہی نہایت ہی دل میں پڑا، وہاں انھیں ایک ہی شامت  
 آجانی بھی تھی، تو شامت بھی انھیں ملی کے حساب کا کھانا نہ بن  
 جاتا، مگر کچھ دھڑلے سے ساتھ والے مکان میں گئے تو ایسے دو اور  
 آئے تھے، ساتھ ایک مکان کے قریب چلے گئے، اسی بجائی کے لئے ان کی  
 مدد کی وہی سی بند ہو گئی تھی، تو کھانا دار رحمان بجائی تھے، وہ  
 بھی اسکول کے باہر ہی رہتے تھے، وہ بہت شریف اور  
 سلیس ہوئے انسان تھے، چہرے پر کچھ نہایت مسکراہٹ  
 دیکھ کر جب طرح کی روشنی ان کے چہرے پر پڑتی تھی، وہ  
 لوگ نے آئے تھے تو شامت اس کے کچھ چال پال نہ کر سکتی تھی  
 تھی، آخر کچھ دیر کی بھی کچھ بچے ہوئے ہیں، اب  
 رحمان بجائی کو کوئی کچھ اس نے بے اختیار سوچا کہ افضل نے  
 بھی میں کچھ مسکراہٹ نہیں کی، بروقت بچوں پر غصہ کرنا  
 رہتا، جبکہ رحمان بجائی بچوں کے ساتھ بہت محبت سے بات  
 کرتے، تاکہ دن مانی نے وہی عجیب بات کہہ

ابرقصر حصہ لاکھ ہاتھ کر مینٹ سے تھی اسی کا کھانا  
 "اے ابراہیم روئی پھر بابا کی کہ سنہ ۱۲۰۷ قمری  
 پلٹ میں پڑی تھی کافی کی طرف اشارہ کیا، جس پر  
 نے ابھی سامنے کیا تھا۔  
 "بابا کی کا پڑھ لیا ہے پلٹ کی کوئی عمر نہیں تھی  
 جس میں کل سے کوئی لڑائی تھی۔" فضل علی نے پھر  
 لکھ میں کہا۔  
 "جسم چپ بابا ابھی پلٹ پر چلے گئے تھے جس کے  
 بار کوئی خاطر کی آنکھوں میں آنسو آئے ہوئے تھے  
 جس کے ساتھ پھر وہی، اس کے ہمارے مجھے  
 اسے پھر چلے گا، وہ کی طرف پڑھی، ایک روئی سے  
 لکھ میں نے پھر بابا کی کہ پھر آگے، بابا کی پھر کمرے  
 ابھی تک مبرا کا رہے تھے، کامل کو دواڑے میں روئی تھے  
 کمرہ کو کہ وہوں نے اس کی طرف لکھ اٹھائی ہوئی تھی  
 شکر ادا کیا۔

”ابھی کہا میں کھا کر آ جاؤں، آج سچو میں تم کو کھانا  
 تھا، جس کا پورا لادو اٹھو سے۔“ رحمان صاحب نے کہا  
 بدلتے ہوئے کھانا اٹھو سے پورا لے آئی، سچو کے  
 تھے، ان کی چادریں درست کیں اور رحمان صاحب کی

باب اول در بیان فضیلت  
 از آنکه در این کتاب مذکور است که  
 در این کتاب مذکور است که  
 در این کتاب مذکور است که

[illegible]

نصوتیں دھلائی ہیں۔" رحمان صاحب نے بہت نرمی کے ساتھ انہیں ساری بات سمجھائی اور غلطیوں جو انہیں بہت توبہ کے ساتھ سن رہی تھی، انہیں انہی نتیجے پہنچ کر سنا کر دی۔ دوسری طرف رحمان صاحب بھی گمراہی سے قیاس قوائے نتیجے کے سرے سے محذور رہتے۔

”آج خود یہاں ہی کافی ابھی تک مٹی ہے، بھکر ہے اس  
ذات کا جو ہمیں ”د وقت کی رانی“ کے روبرو ہے۔“ افضل لفظ  
”شکر“ میں الجھ کر دیکھا تھا جسی آیت سے اس کے منہ سے  
”شکر“ جیسے کوئی بیوی کی ہنسی بات بار آئی تھی۔ ہو۔ افضل کی  
آنکھیں پلٹ سکتے ہوئے رحمان کی نور فرما رہا۔

”ہاں“ شکر“ جھپٹے سے نکالنے پر شکر کا انگھڑا کیے  
 کر رہی؟“ رحمان صاحب نے کسی چوڑے بچے کی طرف  
 پوچھ کر دیکھا۔

”کیسے کرتے ہو؟“ فوراً جواب آیا۔  
”ہر نماز کے ساتھ دعا پڑھنے کے لئے نفل ادا کر کے، اور  
ایمان ہے کہ خدا نے جتنا بھی عطا کیا کم یا زیادہ اس کی عطا  
شکر تو فرمائی ہے، وہ بے محی و دوام جیسے درختوں اور نمبروں  
کو دیکھ کر کہتا ہے کمالی ہے۔“ جب وہ دونوں میں بات  
کر رہے تھے اُس وقت سے تھوڑا اندر دروازہ کھلی گئی تھی، پتا  
ستر خانہ کی کھلی گئی تھی، جب وہ لوگ مسجد کے دروازے



پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش  
یہ نکل پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے  
ہم خاص کیوں ہیں :-

☆ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائل لنک  
☆ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر لوڈ  
☆ ہر پو سٹ کے ساتھ  
☆ پہلے سے موجود مواد کی پیکیج اور ایچ پر مٹ کے  
ساتھ تجدید  
☆ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج  
☆ ہر کتاب کا لگ بھگ پینشن  
☆ ایب سائٹ کی آسان براؤزنگ  
☆ مائنٹ پر کوئی بھی انک ڈیڈ نہیں  
☆ ہم اپنی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز  
☆ ہر ای بک آن لائن پر  
☆ کی سہولت  
☆ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف  
☆ سائزوں میں ایڈڈنگ  
☆ ہر ممبر کو اپنی بذیل کوئی بھی سیرینڈر لائی  
☆ ممبران سیریز اور نمبر تعلیم اور  
☆ ابن عقی کی مکمل رینج  
☆ ایڈ فرنٹنس، ٹنس کو پیسے کمانے  
☆ کے لئے شریک نہیں کیا جاتا

واعدہ عرب، نہ کٹ جہاں ہر کتاب نورِ حق سے بھی ڈاڑھ لکڑی بانکتی ہے

➡ **ڈاؤن لوڈنگ کے بعد اسٹاپ پر قبضہ ضرور کریں**

← دواؤں کو جگہ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں، جہتی سائنس پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب کا پتہ مل جائے گا۔

اپنے دوست احباب کو یہ سائنٹ کانٹاک دیگر متعارف کرائیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library for Pakistan

Like Us On Facebook [fb.com/paksociety](https://fb.com/paksociety)



**Figure 1**

ماضی کے دوران پورا ہوا "کی فیسز" کے لئے دہائی  
قریباً

۱۰ پندرہ سو عیسائی مسیحی، جنہ کی بارگاہ سے ان کی وابستگی  
۱۱ مسٹر۔ ای۔ افسانوی نے پانچ سو روپے چاہا۔

میں نے یہاں پہنچ کر اسے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے  
 غلام کی طرف سے ہمارے لئے اس خالقِ حق کے  
 بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ ممکن ہے کہ تم نے نہایت  
 زبردستی سے سمجھا لیا۔

”تو تو نمیک ہے مگر میں اتنا تمہارا دوں کہ تم میرا نہ ہو سکو“  
خدا مجھے کائنات کے گاہک اپنے گھر پر آگیا۔ افسانے نہایت مختصر ہوتا ہے۔  
لکھ میں تھا۔

”نیکم تو اس کی نیا نفسا ہے کہ وہ ہر نام و دعا کو اپنے منہ پر  
 نے کا بلا دیتا ہے، وہ دُعا کی غلطیاں اور کوتاہیوں کو جس  
 پشتِ خال دیتا ہے، اُن کی ایک توبہ پر وہ جس عارفِ کزبنا  
 ہے، جوت جسم ہے وہ ذات جو نیکیاں پر ہاں نیکیاں اور بدی پر  
 صرف ایک بدی کی خبر اور سزا کا نہیں دھندلھاتی ہے، اگر  
 ان ذمت کے سامنے رو کر تکرار کر سوائی مانگی جائے تو وہ  
 ریت و اُجلا لے اپنے بندوں کو سُرد و صاف کر دیتا ہے، وہ جو  
 نبیوں کے پیچھے جانتا ہے اور اہلِ کار اور مہرِ نون میں ہے۔“  
 رحمان صاحب نے نو اہم کو کچھ کچھ چوتھی کی۔

مسجد کی میز میوں پر چڑھتے ہوئے انھیں کادل کی لور  
 بنالے پھر نکر پراختہ بناتارہا کر کے اس نے خدا کی بارگاہ  
 میں ورد کرنا پئی کوتاہیوں، غفلت اور باغیگری کی معافی مانگی  
 تھی، بہت سادہ اور لینے کے بعد اس کے پسوں تدم گھر کی  
 طرف کا مرنے والے ان کے دل میں اٹھتے تھے ہی اٹھتے تھے۔

☆-----☆-----☆

و فضل علی گئی میں داخل ہوا اور فوراً ہی اپنی طرف سے ساتھ  
کھینچے ہوئے باپ کو کچھ کر ڈر کر کمر کی طرف بھاگ کر چلا،  
افضل کے دل میں کہا: دھند بھر کر زندگی بھری کر رہا ہے

پھر اس سے ایک نیا کتا بنایا گیا۔  
 اگلے پاتہ ہے۔

[illegible]

”شعبہ! میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔ کیا کھیل میں نے  
چھوٹے انداز میں شعبہ کو غائب کیا۔ شعبہ! یہ تمہارا  
پہلو ہے تو کون جی۔“

”ابا! ہارون کے ساتھ“ مالی کے ساتھ میں جا کر

”ہاں جہاں دونوں کے ساتھ اگر سارا دن رہا کرتے  
ساتھ کچی مری کھیل سکتے ہو تو درے کے کسی جس جاسکتے؟“  
افضل مٹی نے دانا سولی کیا۔ وہ دونوں اجازت ہو گئے اور  
باب کے کچے کھٹ گئے۔

جب بندہ اس ذاتِ باری تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اسے  
 ہے اور وہ شکر کے لہجے میں سو الوں سے بہت آگے  
 آتا ہے وہ غمزدگی و محنتِ عالیٰ کی روزی میں ہر سکون پہنچے  
 نکلتا ہے، اگر میں خوشحال بن جاتی ہے، بندہ خدا کی یاد پر ہوا  
 کہ میں ۵ وقت حاضر رہے گا ہے اور اس کے کعبے  
 میں شکر کرتے رہے گا کہ میں نے



## ہر شخص میں شیطان پوشہ لی جاتا ہے

بارون پہلے آگے بڑھ کر غلطی سے لڑتا تھا، مگر ہشام تو لباس تو ان کے قدموں میں جکڑ چکا تھا، اس انسان نے ان کی پوری کائنات کو سنبھالا تھا، لیکن ان کی زندگی کو ان کی ستارے کو اپنے پیسے سے لگانے پر لگا دیا تھا، وہ ان کی محسوس کر



پہننے یہ افکاروں میں وہ بیان نہیں کر سکتے تھے، ان کا چہرہ آنسوؤں سے جگمگ رہا تھا، اس کا ہر تشکر اور اس حقیقت کے بوجھ سے وہ احمد حسین کے قدموں میں جھکتے چلے گئے تھے مگر احمد حسین نے سرعت سے ان کو روک کر چلے گئے، لایا تھا، ہشام تو لباس نے اپنے آنسو نہیں چھپائے تھے، کیونکہ یہ ان کے اختیار میں نہیں رہا تھا، یہ ہفتہ مشق مہر کی اذیت کے تھے، آواز مائش کی کامیابی کے تھے، شکر کے تھے اور خوشی کے بھی، احمد حسین ان کو تسلی دے رہے تھے، آواز مائشوں کے ختم ہونے کی نوبت سنا رہے تھے، دوسری جانب عارض، غافلہ کو ساتھ لے کر بارون کی حید میں مگر کے اندر گیا تھا۔

"ہائی! ان کی طبیعت بہت خراب ہے، ان کو آپ کی آمد کا نہیں پتہ، آپ ان کو خرمین کی طرف سے بحر پور لے لیں، جیسے گا۔" بارون کے جانے کے بعد عارض نے غافلہ کو گلاب کیا تھا۔ بارون کا سارا لپے کمرے سے اتر آئیں مسجد کو، کچھ کرسی عارض کو جو کھانا لگا تھا، وہ اتنی چار اور کمرہ زعفر آ رہی تھیں کہ عارض کو کچھ نہیں آیا تھا کہ وہ اپنے قدموں پر کیسے چل رہی ہیں، دوسری جانب مسجد کی آنکھیں غافلہ پر ساکت ہوئی تھیں، سفید چادر کے





ہے ان کو کھڑے نہیں دلا یا تھا تب ہی عارض کی نظر اس پر رہ کر ایک تک کی تھی۔

"ایک! جلدی آؤ ہاں کیوں دے ہو؟" عارض کی آواز پر وہ ہنسنے لگی۔

"کبے ہو تم؟" سکرانٹ کہاں تھی تھادی؟ "اسے گلے لگاتے ہوئے عارض نے اس کی پشت چھینائی تھی۔

"عارض! اس کا چہرہ تو بالکل خرس کی طرح نظر آتا ہے" احمد حسین نے جے ان نظروں سے ایک کو دیکھا تھا۔

"کی ہاں! اسی مشابہت نے ہی تو ہم سب کو یہاں تک پہنچایا ہے" عارض نے سکرانٹ کی نظروں سے ایک کو دیکھا تھا۔

"پھر تو ہم سب کو ایک کا ہی شکر گزار ہونا چاہیے" احمد حسین کے تو مسلمی لہجے پر شام قریش نے عبت

ش نظروں سے جے کو دیکھا تھا۔

"ہاں شاہد! آپ کے دونوں بیٹے بہت اچھے ہیں" فاطمہ کی تعریف پر مسیحہ سکرانٹ ہی نہیں تکی تھیں۔

"مائی! آپ ان کی بیٹی کے بارے میں کیا کہیں گی؟" عارض نے بے ساندہی کہا تھا۔

"بھئی تم اپنی بیوی کی تعریف سننا چاہو؟" احمد حسین کے عجیبہ لہجے پر بری طرح

سمجھتے ہوئے اس نے ہارون کو دیکھا تھا جو اپنی سکرانٹ جیسی چمپا تھا۔

"ہارون جی! اہم نہیں اپنے بڑے بھائی صاحب کا پیغام دینا تو بھول ہی گیا" احمد حسین نے اہا تک

ارہن کو غائب کیا تھا۔

"انہوں نے تمہارے لیے بہت دعا میں بھیجی ہیں اور یہ درخواست کی ہے کہ تم اپنا کوئی پروگرام مس نہ کیا

کر۔ دراصل آج شبنم اور امی صحت کی وجہ سے وہ اپنے بہتر تک محدود ہو گئے ہیں اور یہ تو وہ بیٹی ہی شوق سے

سننے ہیں اللہ تعالیٰ پر ہر چیز میں سنان کو بہت اچھا لگتا ہے"۔

"آپ میری طرف سے کہیں کا بہت شکر یہ ادا کیجے گا میں ضرور ان کی ہدایت پر عمل کروں گا"۔ ہارون نے

کہا تھا۔ "کراؤ! خرس کو کھلی دیکھتے ہیں؟"

"ہاں بالکل ملے یاد ہے کہ انہوں نے فون پر خرس کو ایک ٹاپک بتایا تھا جس پر خرس نے پروگرام رکھا

غیر اس ٹاپک کو لوگوں نے بہت پسند کیا تھا"۔ شامہ حسین بتا رہے تھے اسی دوران ملازمہ نے چائے تیار

کرنے کی اطلاع دی تھی۔ بہت عزت و احترام کے ساتھ شامہ قریشی نے احمد حسین اور فاطمہ کو ڈانٹنے کی بجائے ایک

سے تھمے جانے پر بہت پر تکلف احترام تھا۔ اسی لمحے ان کے ارمیاں ماحول بھی کچھ خوشگوار ہو گیا تھا، مسیحہ

اپنی عزت کو بھلائے مسیحہ کی سے خاطر داری میں مصروف ہو گئی تھیں، ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دیتا کی ہر

فمن اپنے محسوسات کے ساتھ پیش کر دیں، کیونکہ اس سے بھی زیادہ کے سختی تھے اس کمر میں کوئی چیز ان

کے شان شان میں تھی۔

☆ ☆

سندھ دوڑنے میں قید اس کا چہرہ بھی تھیں کی طرح مسیحہ ہو رہا تھا اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا اس بات

نظروں سے وہ جس ان کو کھڑے ہی جڑیوں میں تھمے

"اب جبکہ تم سے کچھ چھپا نہیں ہے تو میں سناؤں" مسیحہ نے اپنے منہ سے بولے، سب کچھ جاننے کے

پھر میں اس بات سے کوئی فائدہ نہیں ہونی چاہئے، جس میں حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا، ان کی آؤحوں کان کی ٹکلیوں

کا کراہو کہ جو تمہارے لیے سالوں سے رتبہ رہے ہیں۔

ہالے میں اس مقدس چہرے کو دیکھنے میں ان کو دیر نہیں لگی تھی، جبکہ فاطمہ خود ہی ان تک پہنچ گئی تھی، جسے کسی

طرح پر زور دیتی تھیں، فاطمہ کے گلے تلے ہی دن کی کسا ہیں بند ہو گئی تھیں، فاطمہ کے لیے مشکل ہو گیا تھا ان کو سنبھالنا

"میں آپ کے آگے ہاتھ جڑتی ہوں، مجھے دس سے ملا دیں، آپ کو کھانا کادار ہے، اس سے کہیں میں

صاف کر دے"۔ زور فاطمہ روٹھ کر دہاڑت سے گرا دی تھیں۔

"اسے آپ کے پاس ہی آتا ہے، وہ آپ سے دور نہیں ہے، میرا یقین کریں، اب آپ کو کوئی فکر نہیں کرنی

چاہیے، میں دس سے کہوں گی، بہت جلد وہ آپ کے پاس آجے گی"۔ مستقل ان کو دلا سے سلطان دیتے ہوئے

فاطمہ نے ان کو سوسائے لے کر خالی تھا اور ان کے فریب ہی بیٹھ گئی تھیں، احمد حسین اور شامہ قریشی بھی وہاں آ گئے

تھے۔ عارض سے پانی کا گلاس لینے کے فاطمہ نے اپنے ہاتھوں سے ان کو پانی پلا یا تھا وہ جتنی بڑ حال ہو رہی تھیں کہ

فاطمہ نے ان کو اپنے ساتھ لگے تو کھانا فاطمہ ان کے درد کو بہت شدت سے محسوس کر رہی تھیں، ان کی حالت

کے پیش نظر سب ہی خاموش تھا اور ان کے ہنسنے کا انتظار کر رہے تھے۔

"آپ اسے سمجھا سکتے ہیں، میں اس کا فخر ہوں، میں اس سے معافی مانگوں گا، آپ مجھے اس سے پہلے

اجازت دے دیں، ہم اس کے لیے ہی تواب تک نہ کھو دیں، شامہ قریشی کا لہجہ لرز رہا تھا۔

"شامہ صاحب! میں آپ کی تکلف کو اور تواب کو کچھ نہیں سمجھتا ہوں، اور لا کار دیکھا ہوتا ہے میں جانتا ہوں

خرس بہت حساس ہے، آپ کو کبھی معلوم ہو چکا ہوگا کہ اسے کس حد تک سس کرنا پڑا ہوگا، اس کے لیے فوری طور

پر یہ سب قبول کرنا ہی مشکل ہے، کیونکہ وقت لگے گا، آپ کو ہمیشہ اللہ پر بھروسہ رہے گا، آپ آج آپ کی ذمہ داری

میں یہ مجھ و رہا ہوا ہے، آپ سب مبارکباد کے سخی ہیں، اللہ کی مصلحتوں کو انسان سمجھنے سے قاصر ہے، میں بہم

خوش ہوں آپ سب کے لیے میں اور اپنی بیٹی کے لیے بھی"۔

احمد حسین گھر کے عجیبہ لہجے میں بولے تھے۔

"جلد یاد رہا ہے حقیقت کو قبول کرنا ہی ہے، میں اس سے کوئی بات کرنے سے پہلے آپ سے کہنا چاہتا

تھا، میرا یقین اور حکم ہو گیا ہے کہ وہ ایک بہت اعلیٰ خاتماں کا خون ہے، وہ آپ کی بیٹی ہے اس کے لیے

لیجے تو آپ کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں، میں تمہارا وقت دیں اسے"۔

"میرے لیے اب چہرہ کوئی انتظار بھی غائب ہے، مگر مجھے آپ پر بھروسہ ہے، آپ میرے انتظار کو کھلی

نہیں ہونے دیں گے"۔ شامہ قریشی نے مشکل ہو گئے تھے، منظر نگاروں سے مسیحہ کو دیکھا تھا جن کا چہرہ

زور تھا، آنکھوں میں درد اور بے بسی کے وہ لہجے میں صراحت ہی تھیں۔

"آپ کو کچھ انتظار کرنا ہی ہوگا، اس کے لیے آپ نے بہت کچھ برداشت کر لیا ہے، اسے مصلحت کے لیے سب

کچھ سمجھنے کے لیے آپ کو اسے کچھ وقت دینا ہوگا"۔ اس سے پہلے کہ مسیحہ وہاں سے گھر میں ہارون نے اچانک

میں ان سے کہا تھا۔

"مگر مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو کھربہ کسی انتقاد کی یا صبر کی ضرورت ہے"۔ عارض کے عجیبہ لہجے پر ہارون نے

چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"آپ بھی پہلے اپنی طبیعت کو ٹھیک کریں، جس دن آپ مکمل صحت یاب ہو جائیں گی، میرا آپ سے وعدہ

ہے کہ میں آپ کی بیٹی کا آپ کے پاس لے آؤں گا"۔

"عارض ٹھیک کہہ رہا ہے خرس آپ کو اس طرح دیکھنے کی تو بہت پریشان ہو جائے گی"۔ فاطمہ نے







"آپ کو بارون سے ہر قسم کا بدنامی ہو رہی ہے۔" وہ بولے جس میں اس نے جیسے دھماکہ مچا دیا تھا اور انکے صدمہ میں  
 موجود سارے نفوس ششدر رہ گئے تھے مگر وہ اس کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ جس طرح آپ مجھ سے بے خبر اور انجان رہے ہیں  
 آپ کو اپنے بیٹے سے بے خبر اور انجان ہونا پڑے گا۔ اتنے اے وجود سے کات کر آپ کو چھٹکا ہوگا۔ جس طرح  
 مجھے بے بارہ و دگر پہنچ دیا گیا تھا، منظر ہے آپ کو میری یہ شرط؟ میرے لیے مار کھٹے ہیں اپنے لیے کھٹے ہیں  
 کے جھٹکنے کے لیے شام قرظ لاش کا چہرہ زور کر دیا تھا۔

"فرخن ایک باپ کی طرح ہوا کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے، تم ان کو میری کسی کڑی آواز میں غلطی  
 یہاں تک ہے، میں تم سے امید بالکل نہیں رکھتا کہ تم ان کے لیے کسی اذیت کا سبب بنو، تم نے بڑا کہا ہے جس کے  
 لیے تم ابھی ان سے سہائی کاغذ لیا ہو، حسین شہید ہمارا بیٹا ہے۔  
 "جو میں چاہتی ہوں وہ حسین نہیں ہے، اگر مجھے سروہ بخیر کران کا خاندان آباد ہو سکتا ہے تو اس شخص کو بھی  
 مار کر آباد ہو سکتا ہے، اب اگر اس کے ساتھ قرظ ختم نہیں کر سکتے تو کس طرح یہ ان کی وجہ سے میرے لیے سرگرم  
 گئے؟ اس لیے کہ وہ ان کا بیٹا ہے، ان کا بیٹا ہے، اس سے ان کے خاندان کا نام بڑھتا ہے، وہ کسے بھی سکتے  
 کے لیے دنیا میں لایا گیا تھا؟ بیٹا سنبھالی نہیں جاسکتا تو ان کو پیدا ہی کیوں ہونے دیا جائے؟  
 کے ساتھ وہ بلند آواز میں بولی تھی، جبکہ شام قرظ لاش کے لیے ہے پر کھٹل اذیت نے احمد حسین کا دل  
 شروع کر دیا تھا۔

"فرخن وہ ایک سادھی تھا، ایک معصوم بچے سے سزاوارتہ ملنے والی تھی، سب کے لیے تم کو ہمارا بیٹا  
 مت کر دے، ماں باپ بھی سنبھالیں گے حساب نہیں مانگے جاتے، ان پر زندگی کی تکلیف نہیں کی جاتی۔" قاطر نے غصے  
 طعنت سے اسے بھانے کی کوشش کی تھی۔  
 "اس معصومیت نے میری زندگی کو درہم برہم کر دیا تھا، میرے وجود کو دنیا کی گھر والی میں نہ دیا دیا تھا، وہ  
 ظلمی نہیں جرم تھا، جس کی پاداش میں مجھے رسوا ہونا پڑا تھا، وہ جس میرا جرم ہے، میرے خلاف جواب تک  
 اس شخص کی در بدری سے بڑے ہیں، اسے پتہ چلنا چاہیے کہ باپ کے نام کے بغیر، حسبِ حال، ایک بچہ کی زندگی  
 کبھی ہوتی ہے، نہ کہنے چہرے کے ساتھ وہ بچی رہی گی، احمد حسین عاشقی سے اس سے بدتر ہے، اسے بدتر ہے  
 جیسے سانپ سونگھ گیا تھا اور عمارتیں ہی طرح بھڑک رہی تھیں، اس وقت احمد حسین کی عاشقی اس سے بدتر تھی کہ  
 وہ تھی۔

"اگر آپ کو اور آپ کی بیوی کو میری شرط منظور ہے، تو مجھے آپ سے اپنے رشتے فoul کرنے میں کوئی  
 اعتراض نہیں۔" بڑھنے کے لیے میں ہی وہ شام قرظ لاش سے چاہت تھی، جو کھٹل اپنے فوضوں کو بھینچنے میں اس کے  
 فریب آئے تھے اور کھینچنے چاہتوں میں اس کا چہرہ بکھیر لیا تھا، جبکہ وہ کسی سیات نگاہوں سے ان کی آنکھوں میں  
 تیرتی تھی کہ وہ کچھ ہی تھی شدت منہ سے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، چند لمحوں تک وہ اس کے چہرے کے صدمے کا  
 بیاں نکھروں میں اٹارتے رہے تھے اور پھر جھک کر اس کی پیشانی کو بچھ لیا تھا۔  
 "اس لیے اس بد نصیب باپ کو صاف گرد بنا دو، جس میں کچھ نہیں دے سکا۔" کرز نے لیے میں وہ کھٹل  
 سکتے تھے اور اس کے ہی میں اس کے سر سے ہاتھ ہٹاتے غیر فوضوں سے اور انکے روم سے کھل گئے تھے، فرخن کے  
 چہرے کے تاثرات میں کچھ ہل کے لیے بولے تھے مگر پھر وہ بارہ اس کا چہرہ برتاؤ سے عاری ہو گیا تھا، ایک  
 ملازمت نظر سب پر ڈالنے کے بعد اس نے احمد حسین کو دیکھا تھا۔

"جو کیا بھلا،" وہ کسی سناٹائی میں بولی گی۔  
 "قاطر! جنھیں ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چلنا ہوگا، میں ایک منٹ کے لیے بھی اس گھر میں رہ سکے  
 تے لیے تیار نہیں ہوں۔" احمد حسین کے کرتے کھینچنے کے قاطر کو بلا دیا تھا۔  
 "ماسوں جان! میں آپ کو یہاں سے نہیں جانے دوں گا، یہ آپ کا گھر ہے۔" عمارت کے چہرے کا رنگ  
 بدلتا تھا۔

"مجھے صحت رو کو عمارت امیرا گھر وہ ہے جہاں میں جا رہا ہوں، جہاں میری بات کی اہمیت ہوتی تھی، جہاں  
 میرے فیصلوں پر مسمو کیا جاتا تھا، جہاں میری اولاد نے مجھ میری فرمانبرداری کی، مجھے میرے حکم کی تعمیل  
 کی، میری زبان کی لانا رہی، مجھے کسی کی کے سامنے شرمندہ ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا، جس طرح آج کیا گیا  
 ہے، اس گھر میں میری وقت ہے نہ میری کسی بات کی، یہاں مجھے کسی ناکارہ شے کی طرح دیوار سے لگا ہوا  
 کیا ہے، ایک بچے کو جس کے سامنے مجھے سے عزت کیا گیا ہے جو میرے گھر سے پر امید ہیں لے کر یہاں تک آیا  
 تھا۔ میری زبان پر اس نے اقرار کیا تھا، مگر میری کیا حیثیت ہے اس گھر میں، وہ شخص بھی یہاں سے جاے  
 ہوئے انہی طرح اعزاز و نگہ چکا ہے، اب مگر تمہاری ہی کی کا ہے، جس نے آج مراٹھانے کے قاتل بھی نہیں چھوڑا  
 ہے مجھے۔" احمد حسین کے غصے کے لیے عمارت کے چہرہ واڑ گیا تھا۔

"قاطر! فوراً ہر آؤ۔" قاطر سے قاطب ہو کر وہ غیر فوضوں سے باہر کھل گئے تھے، ان کے پیچھے ہی  
 نے ایک سیات نگاہوں سے قاطر کو دیکھا تھا۔  
 "فرخن! اب کو انہیں۔" عمارت کے اضطرابی لیے پردہ میں سیات نگاہوں سے قاطر کو دیکھ رہی تھی جن کو عمارت  
 نے روکا تھا۔

"میں صحت رو کو ہمارے اہتمام سے ماسوں اس وقت تمہاری کوئی بات نہیں سنیں گے، وہ ٹھیک ہی تو کہہ  
 رہے ہیں، یہاں ان کی کوئی چیز نہیں ہے، یہاں سب خود ہی ہو چکے ہیں۔" پر شکوہ نگہ فرخن پر ڈال کر وہ  
 ان کی نہیں گئی جبکہ ایک لمحے میں قاطر کی اس پر ڈال کا طر کے پیچھے گیا تھا۔  
 "فرخن! ابھی بھی وقت ہے، بڑا کر دیکھ لیا جاؤ، ان کو۔" خیر نے التجائی لیے میں کہا تھا۔  
 "اگر ان کے لیے مجھے چھوڑ کر جانا پڑا ہے، تو میں ان کے سامنے میں نہیں آؤں گی۔" اس کے سرو  
 لہجے پر شکوہ بکھ بول نہیں سکتی تھی۔

عاشقی کی طرح وہ فرخن کی طرح تھی، وہ اپنی جگہ کی مہر لگے جانے کس سوچ میں گم تھی،  
 ہر حسین اور قاطر کو ان کے کرتے عمارت سے لے گیا تھا اور دیکھا اس نے وہاں کافی کوشش کی تھی کہ احمد حسین  
 اپنی عاشقی کو بے شک چھوڑ دے، مگر اس میں کھٹلنے کے لیے راضی ہو جائیں، لیکن اب بات صرف عاشقی کی  
 نہیں تھی، فرخن کی طرف سے وہ بہت زیادہ بکھڑا تھا، جس کا بھی زیادہ تھا کہ شام قرظ لاش نے  
 من کے بارے میں کہا سوا ہوا؟ یہ تو کھٹلنے کی فرخن کی پرورش کس طرح پر کی ہے، اسے کسی تربیت  
 ملک ہے، فرخن کی خند نے ان کو تو کر دیا تھا، مگر اس کی خند اور زبان کی ہی نے ان کو شہ پر غور سے  
 بھرا دیا تھا، اور وہ وہاں سے دیکھ سکتی تھی نہ جاتے کہ کتنا ہی سے اس میں کرنی پڑیں، فرخن کی طرف سے  
 عمارت ابھی پڑتھی اور ان پر کوئی اثر نہ ہوا، یہ وہی جانتے تھے کہ کس طرح دل پر جبر کر کے انہوں نے عمارت



کو جس کو بتایا تھا۔ سب کو کہہ رہی تھی تو کسی کے لیے مشکل نہیں تھا اس کے چہرے پر ناکامی اور غم کی کرنیں  
 بہت دلکش دکھائی دے رہی تھیں اس سے کوئی بھی بات کہے بغیر وہ مزید وہ اس کے گھر دو اب کرنے چلا گیا  
 حالانکہ پہلا کوادریز کو بے فائدہ شہ قہار عارضی ضرور اپنے منے کا اظہار کرے گا یہ کم از کم خرم کو خرم نہ کر سکے گا  
 اہم حسین سے پاس لے جانے پر زور دے گا۔ مگر ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ کوئی بہت زیادہ سختی کی بات نہیں تھی  
 کال بلی کی آواز نے پہلا کو چوکایا تھا مگر خرم کو جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ باقی لیا بھر وہ سنا ہی نہیں جانتی تھی  
 عارضی کے ہمراہی اونی نہیں آتے حنان نے بھروسہ دیکھا تھا۔

"اب اس طرح بکریں بیٹھی ہو؟ کوئی قیامت نہیں ڈگنی اور تھارے لیے کون سا مشکل سبب جو انکل کو ہراسی  
 کر؟" حنان نے کمر کے دولے انداز میں کہا تھا۔ "پلو میرے ساتھ۔ ابھی انکل اور آئی کو ساتھ ملے کر آئے  
 ہیں۔" حنان نے گلت میں سے اپنے منہ کا اشارہ کیا تھا۔

"خرم! حسین واقعی جانا چاہتے۔ شاید وہ بھی تمہارے ہنکروں میں ان کو تم سے زیادہ پسند نہیں ہے۔  
 "مجھ سے اب کوئی امید نہیں ہے۔" پہلا کی بات کتنی وہ جیسے جنت پڑی تھی۔

"یہ تو ہونا ہی تھا میرے شماروں اپنے پیچھے رہے مگر میں اور خاندان کے درمیان گزار کر کے میں نے  
 تمام ان لوگوں کا تو کام ہی یہی ہے، متعدد ہی سہی ہے کہ میرے تمام کا کاغذ ان کے بھائی کی زندگی کے لیے  
 ان کو سوچ کر مل گیا اسے دل کا زہر میرے باپ کے کانوں میں بکھیرنے کا آج تو سب نے دیکھ لیا تھا ان کا  
 چہرے کی تینوں بھائیوں کے درمیان اس کے اندر بہت تو ہے نہیں مگر یہ سب کچھ کرات کرنے کی ہر دے  
 پیچھے کر رہی اوقات دکھانے کے علاوہ وہ لوگ اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

"میرے اشتیال میں وہ بولی تھی اور کتنے ہی بل بکھیر کرے کی سمت جھوٹی تھی۔  
 "عارضی اتم اس سے بھی کوئی بات مت کرنا وہ پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہے۔" پہلا نے نشوونما سے کہا تھا  
 "بہت ابھی جاہلیت وہی ہے تم نے۔" حنان نے شک میں نظروں سے پہلا کو دیکھا تھا۔ "اس کی کوئی اس سے نہایت  
 کر کے یا احساس دلا ہو گا کہ اس نے کیا کیا ہے۔"

"وہ جانتی ہے اس نے کیا کیا ہے، مجھے یا کسی اور کو یہ احساس دلانے کی ضرورت نہیں ہے۔  
 مگر یہ سچیدگی سے کہا تھا۔

آہستہ پر اس نے سر نہیں اٹھایا تھا بلکہ اپنا چہرہ دوسری جانب ضرور پھیر لیا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے  
 وہ چہرے لوں تک اس کے سوچے ہوئے کا شہرہ ہوا تھا مگر وہ اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی، مگر اس سے اپنے آس پاس  
 نہیں جھپکی تھی۔

"مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے خرم! اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو میری جگہ سے لائنیں ہر کہ شاید یہی دلائل  
 احتیاط کرتا۔" اندھم لہجے میں بولتا وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ بھائی آئیں تنگ کر لی خود پر بند کر دی تھی، چہرہ لوں کے  
 لیے وہ خاموش رہا تھا اور پھر میرے سے اس کا ہاتھ قلم لیا تھا۔

"میں جس تمہاری ایک بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ اسوں جان کا دل تمہارے لیے کبھی بدل بھی سکتا ہے  
 کسی انسان کی زبان سے نکلے لفظوں میں اتنا اثر نہیں ہے کہ وہ ان کو تمہارے خلاف کر دے ہم ایسا سوچ کر نہیں  
 محبت اور ریت کی ہے حتمی کر دی؟" اس کے سامنے لہجے پر وہ دیکھ نہیں اٹھا کی تھی۔

"آخری فیصلہ تمہارا ہو گا، کوئی تم پر ہوا نہیں دالے گا۔" حنان نے جیسے کاہر دیکھنے کا ہے پہلے آپ کی بات

اپنے دل سے بچا ہوا۔ اس سے سوچو ضرور کوئی واسطہ مل جائے گا، اگر تمہیں یقین ہے کہ تم نے جانا چاہیے ہو تو جتنا  
 حالات نہیں ہے جن میں ہوں گا مگر اگر تمہیں شک ہے کہ میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں گا تو مجھے یقین ہے کہ  
 اس لحاظ سے کہ نتیجے میں سامنے آنے والے حالات کو نہ بھتر کر کے کی کوشش کر دو گی، چاہے اس کے لیے تمہیں  
 اپنے آپ کو کسی خطرہ کا ذکر کرنا پڑے، مجھے تم پر یقین ہے اور پھر دوسری بھی۔ اس کے زہم لکھ پر وہ اس دھندلائی نظر وال  
 سے اتنا سنبھل رہی تھی۔

☆ ☆

"اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ مطالبہ کرے، میرا فیصلہ اس کے ہاتھوں ہونے دیں، میں اس کا مجرم ہوں۔  
 اس کی دی گئی سزا بھیننا چاہتا ہوں، جو کچھ وہ مجھ سے سرزد ہوا تھا، اس کے لیے یہ سزا بہت کم ہے، آپ اس کی  
 بات مان لیں، یہ میری آپ سے التجا ہے۔" نظر جو گائے وہ بہت غصہ سے ہوئے لہجے میں بولتا میجر کی معمولی مٹی  
 سنبھلوان میں اضافہ کر گیا تھا۔

"کم از کم تمہیں یہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا ہاروں!"

ہشام تو بلاشبہ اس نے دزدیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ "وہ ابھی بدگمان ہے، اشتیال میں ہے، تمہارا تو  
 صرف یہاں ہے وہ نہ میں چاہتا ہوں۔" مجھے قبول نہیں کرنا چاہتی، ہم میں سے کسی کو قبول نہیں کرنا چاہتی اور  
 نہ کسی نہیں ہے، وہ اگر نہیں تو چار اور ترستا۔ لیکن چاہتی ہے تو ہم مل کر اس کی سزا قبول کر دیں گے، جب تک وہ  
 طوع کی کوشش نہ کرے۔ وہ بھی ہمارے لیے شرمیلی رہی ہے، اسے لگا ہے کہ اولاد کو خود سے کٹ کر چھٹک دینا  
 مشکل نہیں ہے، قسمت نے ایک بار بہت کچھ نہیں لیا تھا، اس وقت میں ہے جس تھا مگر آج میں اس طرح لڑا ہے  
 انہوں نے اپنے دھڑکنے والے گات کرنا تک کر سکا ہوں، اس کے لیے سنا اور تمہارے لیے اس سزا کو بھیننا  
 اس لیے ممکن ہے کہ تمہاری عمر میں اس کی اپنی اولاد کا چہرہ نہیں دیکھا ہے، اولاد آزمائش ہوئی ہے یہ قید میں  
 ہے۔ آزمائش زندگی اور موت کے درمیان سڑ کر رہی ہے، اس آزمائش میں انسان دنیا میں دوزخ کی آگ میں  
 جنت کی رامت کی جگہ بھی دیکھ لیتا ہے، یہ سچیدگی تو بلاشبہ کے لہجے میں اذیت رچی ہوئی تھی۔

"اس نے پہلا بار آپ سے کچھ مانگا ہے، اب اس کی بات کو نہ کریں، مجھ سے سنا اور آپ پر اس کی حتمی  
 کوئی ہے، اسے اس کی سزا مت کریں اور نہ اسے وہ ہونے کو ملے گا آپ ہمیشہ کے لیے نہیں مگر اس کے لیے صرف کچھ  
 کرے کے لیے مجھے یہاں سزا دے دیں۔" ہشام نے مضطرب لہجہ میں ہوا تھا یہی سچیدگی اٹھی تھی۔

"ابھی نہیں ہو سکتا ہے میرے اندر جاتی سکت نہیں ہے کہ ایک بار میری اپنی اولاد کی جدائی کہہ سکوں، میرے  
 قسمت سے بھرے قدموں نے تمہارے باپ کی زندگی اجاڑ دی تھی، ان سے الگ ہو کر تم ان سے زندگی بھی  
 میں لٹا چاہے ہو، یہاں سے پہلے جانے سے پہلے تمہیں مجھے اور اپنے باپ کا اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارنا  
 ہو گا، یہ کہتے ہو تو ابھی بے جا ہو گئے، تمہاری زندگی۔" سیاہ نظروں سے ہشام نے باجی ان کو دیکھ رہے تھے  
 جو کچھ اس نے ہاروں کا کرنا، ہشام کو اس نے حلال ہو چکی تھی، شاید بے بسی کے ساتھ ہاروں نے اک نظر  
 لہجے کو بھاتا اور پھر وہ بولی، جتنی سیدھی کو سنبھالنے کے لیے اس نے ان کو سونے پر بٹایا تھا اور خزانہ کے ہاتھ تمام  
 کر گزروں نے غل ان کے قدموں میں بیٹھا تھا۔

"میں نے آپ سے اور باپ سے جو اذیتیں برداشت کی ہیں، میں جس ان اذیتوں کو آپ سے دور کرنا  
 چاہتا ہوں، اس کی کڑواہٹ میں لٹا چاہتا ہوں، بھائی اور بھائی ہے سنبھالنے میں کیسے یہ برداشت کر سکا ہوں کہ ایک بار



ان کو آپ کے لیے دل نرم کر دیا۔ بڑے گا اور پھر مارش نے بھی تو دھڑکیا ہے، اور ان کو سمجھانے کے پھر  
 بھابھ ہو جائے گا۔ "ایک نے کہا۔ "میں نے بھی سمجھ میں کہا تھا جبکہ ہارون کے پاس کہنے کے لیے بھوکھ نہیں پچا تھا۔  
 بلکہ ان کی کالی سننے ہارون سے ذرا اور ایک کو چھٹا تھا۔  
 رات کے دو بجے آپ کو کون کال کر سکتا ہے؟ "ایک نے مشکوک نظروں سے اس کا دیکھا تھا اور اگلے ہی  
 لمحہ اس کی سمت دوڑا تھا۔

"بلو۔ ہارون اسپینک۔"  
 "واقعی مگر میں ہارون کی آواز پہچانتی ہوں۔"  
 "نیزہ کی بات نے اسے جتنے ہی مجبور کیا تھا۔  
 "اسی رات کے بجے جاگ نہیں کرتے، جاگ رہا ہوں، صبح جیسے کالج بھی جانا ہے۔" نیزہ نے سوجھ بوجھ کی تمنا۔  
 "اگر آپ مجھے سوچ دیں تو میں آپ کی یہ ٹیڈی ڈول کو دور کر سکتا ہوں کہ میرا شمار بچوں میں نہیں ہوتا۔"  
 "جیسا۔۔۔۔۔ اور میری ٹیڈی ڈول دور کرنے کے لیے جیسے کیسا سوچنا ہے؟"  
 "بھڑکنا نہیں، بس ایک کیڑی لٹ لٹ اور نو لٹ لٹ ڈرائیو۔"  
 "اور ڈرائیو کے دوران نشانہ بنانے کے لیے مارش۔" نیزہ نے جتنے ہوئے اس کو کٹر منہ کر دیا تھا۔  
 "بے رحم دوسرے گاڑیوں میں سٹے ہو کر پیلے پٹے سے بڑے ہر طرح کی ڈرائیو کرنے دو۔"  
 "بالکل درست شوق ہے، میں آپ کی کامیابی کے لیے مدد کے لیے بھی حاضر ہوں۔"  
 "بڑے بھڑکے اب کیا مجھے کہا ہے؟ گاکہ ہارون کی آواز سنارو۔"  
 "نیزہ وہ تو خود بخود انتظار میں ہیں۔" ایک نے مسکراتی نظروں سے ہارون کے پیچھے چہرے کو دیکھا تھا اور  
 پھر ان کی باتوں سے حیرت کر کے اسے نکل گیا تھا۔  
 "طلبہ کر رہے ہیں، ان کی حیرت جی میں جھلا اب نہیں ہو سکتی، مجھ میں وہ اہلیت نہیں کہ آپ میرا انتظار  
 کریں۔ اس کی خاموشی پر نیزہ نے جتنے کہا تھا۔  
 "مگر مجھ میں اتنی اہلیت تو ہے کہ آپ کی حیرت کو محسوس کر سکوں، انہول آپ کے میں آپ کے دل میں  
 اچھلنے والی جیسی انسان ہوں، کم از کم یہ بڑی تو ہے۔ جس کہ میں آپ کی ضرورت میں ہوں، اس وقت تک  
 سب تک ضرورت کی ضرورت ہی بند ہے۔"  
 "مگر کر رہی ہو؟ اس کے خاموش ہونے پر دوڑا تھا۔

"میں نے کیا کیا؟"  
 "کیا نہیں؟"  
 "میں نے کیا کیا؟ کو میری ضرورت ہے؟"  
 "ضرورت کس لیے؟"  
 "جواب زیادہ بہتر جانتے ہیں۔"  
 "میں کیا جانتا ہوں؟ اس کے سوال پر اس نے ہلکا سا نکل خاموش رہی تھی۔  
 "اگر میں کہوں تو مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔"  
 اس کا سوال نیزہ کی بہت ہی جلد دم کا تھا مگر وہ سنا کر گئی تھی۔

پھر میری ذلت آپ کی خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ بن جائے اور خوشیاں جو طویل آزمائش اور مصروفیات کے  
 آپ کو مل رہی ہیں، سب کچھ سے کے لیے مجھے خود سے دور جانے کی اجازت دے دیں۔" نیزہ نے  
 کے ساتھ وہ کھلے کھلے لہجہ میں لہجہ کر رہا تھا۔ "میں۔۔۔۔۔ میری زندگی میں یہ نہیں ہو سکتا، کبھی نہیں۔" اس کی  
 بلاتے ہوئے وہ پھر جیسے دل چاہی تھی۔ ان کی آنکھوں سے اذیت کا سبب بدواں تھا۔  
 "اگر اس کے لیے ہم ساتھ بیٹھے رہیں تو اس کی سزا میں بھی مل رہے ہیں، مگر ہم سب سے دور رہیں۔  
 کا کبھی مت سوچنا کہ ہمیں ہر جگہ کی۔۔۔۔۔ میں نہیں سمجھتی کہ محاف نہیں کروں گی۔" اور وہ انتظار کرتی اور بولتی  
 تھیں، چوتھوں تک ان کی زبان دھواں ہوئی آنکھوں سے ان کے بہت سے آنسوؤں کو دیکھا رہا تھا اور پھر  
 تھکے انداز میں سران کے گھٹنوں پر تکیا دیا تھا۔

☆۔۔☆  
 لیس کی باؤنڈری پر بازو لٹا کر وہ ایک ہی میں خالی دل وہ مارش کے ساتھ سوچ رہا تھا کہ میں وہ تو کبھی  
 میں کمر ایک مجرم تھا، جو جسے جانی سزا کا انتظار کر رہا تھا، زندگی کا ایک بڑا حصہ اس کے لیے  
 انتظار میں گزارا تھا، اس کا کبھی نہیں ہو یا رہا تھا، اس کا کبھی جرم تھا یا اس کا کوئی سزا دینے کے لیے  
 قانون محض ہو رہا تھا، اب تو اس کے گرد کبھی سے کی گئی تھی، اس کی جگہ ہو چکی تھی، جلتی آنکھوں کے  
 نے سب آسان کر دیا تھا، کمر کی سانس لے کر اس نے اپنے جھوٹے ہارون سے سر کھانے میں اور کھانے  
 کرنے کی کوشش کی تھی، قدموں کی آہٹ پر اس نے چونک کر بڑھنے کی ایک کو دیکھا تھا، وہ اپنے اس طرح  
 بھاگی سے بھی نہیں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا، اس کے اور گرد کوئی ایسا انسان نہیں تھا جس کی وجہ سے اس نے  
 میں جھلا نہ ہو۔ یہ سب اس کے کادھوں کو قابل برداشت ہو جو سب سے زیادہ تیار رہا تھا۔  
 "آپ پریشان مت ہوں، مجھے یقین ہے کہ وہ ہم سب سے دور نہیں رہ سکیں گی، آپ اپنے بارے میں  
 غلامت سوچیں۔ ہارون کی آنکھوں کی جھلکی سے لگی تھی۔ وہ ان کا مہر اور لاپرواہی ہونے کے باوجود اس طرح  
 اسے تسلی دے رہا تھا، اس نے بھی ہارون سے شکایت کا ایک قصہ تک نہیں کہا تھا، اس کی کوئی حیرت نہیں  
 ہاں باپ کو کچھ کھولنے ہی اس نے اذیتوں سے گزارنا دیکھا تھا، وہ سب جانتا تھا، وہ اب جب کہ سب  
 سکتا تھا تو بھی وہ اپنے ایک خالص رہنے کے لیے بھی اسے اس کے مقام سے ہٹانے کا سوچتا بھی نہیں تھا۔  
 تھا، اس کا بھائی تھا، یہ وہ تھا جس کا دنیا میں اس کو کمر کرنے آیا تھا، یہ وہ تھا جو ایک گمشدہ جہت تک  
 میں رہا تھا۔

"اگر آپ نے دوبار ہم سب سے دور جانے کی بات کی تو مجھ سے پہلے ماہر جانیں گی، وہ مجھ سے زیادہ  
 آپ سے محبت کرتی ہیں، اگر میرے پس میں ہوتا تو میں آپ کی جگہ لے لیتا، آپ کی ساری شکلیں  
 کدھوں پر لے لیتا۔" ہارون کی کیفیت سے بے خبر وہ ہم لہجے میں بولا جا رہا تھا۔ بے اختیار ہارون نے اپنے  
 اپنے گلے سے نکالا تھا۔  
 "میں بھی کہاں تم سب سے لائق ہو کر سانس لے سکتا ہوں، مگر میں اسے بھی تم سب سے دور رکھ کر  
 سے نہیں رہ سکتا، میں اس کی نفرت نہیں سہہ سکتا، مجھ میں خالی مانگنے کی بھی سکت نہیں ہے، مگر سکت ہوئی تو  
 سے پہلے ماہر جانیں، اسے اس سے خالی انکار ہو کر اس طرح میرے لیے اپنے دل کو کم کر سکتی ہے۔" وہ  
 بننے میں ایک کو گھٹنوں پر تکیا دیا تھا۔







میرا ہوا۔ لہجہ پر اس نے گردن سڑکراس کی سوائے نظروں میں دیکھا تھا۔ جبکہ اس کی حضور آم آنکھوں میں  
چلتی تھی نے مارش کار ہسپتال میں لوٹ لیا تھا۔ وہ بس خاموش تھی۔  
"میں تو یہی سمجھتا تھا کہ دنیا کی دیرینہ دولت اور خوشی تمہارے لیے حاصل کر رہا ہوں اور گنہگار تھی  
کی اذیت جانے کب سے تمہارے دل کی دیواروں سے ٹکرائی رہی تھی، جسے سمجھنے میں آئے تھے کہ تم نے اپنے چہرے  
میں کراہت سجائے رکھے تاکہ ہنس نہ لیا تھا۔" اس کی آنکھوں میں دیکھا وہ ایک لمبی کے لیے دیکھا تھا۔  
"یہ دنیا بہت پہلوی ہو سکتی ہے مگر پھر نے دانوں کے لیے نہیں، یہاں کوئی ایک بار پھر جانے تو رہا ہوں  
ملتا نہ ہی مجھ سے ہے تم نہیں، میں جانتا ہوں۔ تمہیں ایک بار خود کو توڑ کر دوبارہ کی اور سانچے میں ڈالنا  
ہو گا مگر۔"

"مگر یہ اب نہیں ہو سکتا۔" لہجہ میں غم نے اس کی بات کافی تھی۔ "مگر جی، بھلے بچے  
جتنے سال گزر گئے، وہ گزر گئے اس وقت میں اسے میرا اور عروسی کے درمیان ملے ہوئے تھا۔ سنا اپنی جیہڑی  
بتاتی تھی کہ اب میں اس سے بھجور کر رہی تھی، مگر اس کے لیے اس کی ایسے انسان کو کہ جس نے اس کی خوشی  
نے مجھے زخمی کرنے کے لیے کروا دیا، جو میرے لیے ایک زخمی تھے۔ آج مجھے بھی ان کے لیے تھے۔  
سے فرق نہیں پڑتا۔"

"تو پھر کیوں تمہارے آنسو خشک نہیں ہو گئے؟" اس نے کہا۔ "جی ہوا، مجھے میری عمر کی عمر میں  
بھار کر رہی ہو؟ تم جانتی ہو کہ میرا یہ بڑا بھتیجہ کس قسم کے نقصان پہنچا دیکھ کر سکتا ہے؟ میں نہیں اس طرح  
نہیں دیکھ سکتا۔" اس کے لہجے کی اذیت اور آنسوؤں نے عارض کے چہرے پر ایک حد تک بد چلیا کہ وہ اپنے  
لہجے کی تکی کو سنبھال کر دیکھا تھا۔  
"مت ہو میرے لیے پریشان، تمہیں بھی میری کوئی پروا نہیں رہی تھی۔" اس نے کہا۔ "میں صرف اپنی ہوا کی  
ہے۔" اس کے بھڑکنے کاٹ دار لہجے نے عارض کو دھک لیا تھا۔  
"تم اس سے زیادہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں، اگر تمہیں لگا ہے کہ مجھے تم سے بڑھ کر اپنا لڑکا دیکھ کر غم  
تمہاری بینوں کے ساتھ رہو۔" تند بے ماسف سے اسے دیکھ کر وہاں سے چلا جاتا تھا کہ تب ہی غم نے  
باز عمام کر دیا تھا۔ اس نے ہلے ہوا اس کے شانے سے سر لگائے سسکا تھی۔

"مجھے تو ان کا درد لگا ہے جو کسی کے لیے مجھ سے راسخ چیز اسکے ہیں، کیا اتنا کمزور تھا میرا ان سے رشتہ  
ایک بار بھی لپٹ کر نہیں آئے وہ چاہے ہیں کہ جب جاؤں میں، موت کر ٹھکر جاؤں ان لوگوں کے قدموں میں  
جن کا خون بھی میری رگوں سے بہت چپلے ہی غم ہو چکا تھا، ہمارے ساتھ یہ سب نہیں کر سکتے تھے، پھر وہ کیا  
مجھے چھوڑ کر گئے۔"

"وہ تمہیں کس طرح چھوڑ سکتے ہیں، یہ تم بھی جانتی ہو کہ یہ ممکن ہے، ان کی دنیا ہو تم، وہ اس تم سے  
ہیں، تمہاری زندگی ان کو۔"

اس کے چہرے پر چھائی گہری سنجیدگی کی چھاپ دیکھتے ہوئے وہ خود بھی کسی خوش اخلاقی کا مظاہرہ نہیں کر  
سکتی تھی، اس کے اشارے سے اس نے میز کے سلام کا جواب دیا تھا، خاموشی کے ساتھ وہ دونوں اپنی مخصوص  
جگہ پر بیٹھ گئے۔ اپنے ایک کورسہ پر کھتے ہوئے میز پر ٹھکر رہی تھی مگر نہ اس کی یہ حاجت، نہ کچھ ہاتھ انداز  
اسے پہلے غائب کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، یا عمامہ لگانے کے بعد ہاتھ فریئر نہ کر ہی پہل کر لی تھی۔  
"آئی سے غم ان پر بات ہوئی تھی، میں ان کے پاس جانا چاہتی تھی تاکہ ان کے درود ہو کر غم سے حلق  
ان سے بات کر لوں، یہ ان کی سنی کے لیے اچھا ہو گا، عارض نے بھی کہا تھا کہ میں اس کے ساتھ آپ کے گھر  
جائوں، مگر مجھے لگا کہ تم آپ کے گھر میں موجود ہوتا شاید آپ کو ناگوار گزرتا۔" بولتے ہوئے میز پر  
دونوں کے عمل میں لپٹا رہے کہ دیکھا تھا۔  
"میرا خیال ہے کہ تمہیں میری عمر میں ہی کے بارے میں بات کرنی چاہیے جس کی وجہ سے میں یہاں موجود  
ہوں۔" ہارون کے سر دھجے پر لپٹ کر اس نے کہا۔  
"معاف کیجیے گا، میں بھولی تھی، میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔" بھرا ہوا تھا۔  
"غم سے بات ہوئی تمہاری، وہ کیا تھا؟" ہارون کے سوال پر میز پر اس کے چہرے پر  
بے ماسف لہجہ کو دیکھا تھا۔  
"وہ اس کے زخم پر غم ہے کہ عارض نے فی الحال مجھے روک دیا ہے، مگر میں اس سے ہمدردی بات کروں گی،  
اس کے کھانے کی چیزیں کھائیں گروں کی، اپنی جان اور اپنی جان کی دھمکی نے اسے مجھ سے الگ کر دیا ہے۔ مگر  
میں نہیں کریں، اس کے ساتھ بہتر ہو جائے گا، کیونکہ میں غم کو زیادہ جانتی ہوں۔"

"ان کی دھمکی غم کو کھڑے غم سے غم کر سکتی ہے، وہ پہلے ہی کچھ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔  
جی، ان سے سمجھاؤ اس سے بات کرنا، وہ نہ ٹھک مجھ سے غم کر رہی رہے مگر مانا، پاپا کے لیے ایک کے  
ٹھکانے والی کو سوچ کر لے، میرے کتا اپنی کی ہوا ان سب کو دے کر وہ میرے بوجھ کو تھکا جائے، اپنے ہاں  
آپ کے لئے میں اس کے بھر پور کرنے کے لیے تیار ہوں، تمہیں کبھی طرح اسے سامنی کر لوں، یہ کام کر سکتی ہو، یا ایک  
حصہ ان مجھ پر کر دو۔" اس کے اصرار کی تکلیف دہ لہجہ میں تھی اس پر اس نے میز کے دل کو کھنی میں بکرا تھا،  
مجھ کو اس امید کی کمی سے لپٹ کر آنکھوں نے میز کے دل کو اس کے ہاتھ سے بھٹک کر دیا تھا، اس پر اسے



# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ ٹھکانہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کے فائل گاہ ہے

### ہم خاص کیوں ہیں؟

- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو س آبل لنک
- ✧ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود نواد کی پینکٹ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی طب کی مکمل رینج
- ✧ بڑے کتاب کا رنگ ٹائٹل
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ وہاں ڈائریکٹ کی تین مختلف سائزوں میں ایڈیٹنگ
- ✧ یہ تمام انٹرنیٹ کی سہولتیں
- ✧ عمران میرزا اور انڈیا کے نام اور
- ✧ اینٹنی کی مکمل رینج
- ✧ ایڈ فوری فکس، فکس کو میڈیا کے لئے شریک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

ماہر ویب سائٹ جہاں ہر کتاب فوراً سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں، ہر ای بک سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤن لوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook [fb.com/paksociety](http://fb.com/paksociety)



Twitter: @paksociety

مگر پچھلے دنوں سے انسان کی بے تحاشی و فانی روح نے ناگہانوں میں انسانی جسموں کو رہی گئی۔  
 "آپ کو اللہ پر یقین ہے تو مجھ سے کچھ ہو جائے گا، ہو گا وہی جو اللہ کی رضا ہے، وہ تو آپ کے دلوں سے  
 ہے، آپ کی ابتداء اس کو سن رہا ہے، میں جانتی ہوں کہ یہ بہت ممکن ہے مگر آپ کے مہر کا تسلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا  
 ہے، مگر مہر کا تسلسلہ ختم ہونے والا ہے۔" سب نے نرم لہجہ میں ایسے پر سکون کر دیا، جہاں جاس کے  
 سے لگا رہتا تھا، اس کی سطر پر لگا رہتا تھا، چند لمحوں تک وہ دھڑکنے لگی تھی مگر باروں جانے کس موقع میں گم  
 "آپ کو یاد ہے، میں نے فون پر کہا تھا کہ مجھے آپ سے کچھ اجازت کرنی ہے" سب نے وہ کی آواز سنی ہے  
 پڑھتا تھا جبکہ اس کی ابتداء دہری انکھوں میں دوڑ رہی تھی اور ہر ایک میں دیکھ کر کئی تھی۔  
 "میرے اسی ہاتھ پر لگا ہوا ہے، پانچواں کے پاس ہیں، مادش نے وہاں چایا ان سے آپ کے بارے میں کوئی بات  
 کی تھی، ابھی انکھوں کے نیچے جھانک رہے تھے، سب نے وہی زبان بڑھائی تھی۔  
 "ایسے فون پر بات ہوتی تھی، ہتھوڑوں نے اچانک مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا۔" وہ کچھ  
 نے لگا دھاتی تھی، اس کے چہرے کے کناروں پر لڑکھانے کے لیے گردہ لگا کر اس کی طرف کھینچ کر لیا تھا  
 "آپ پوچھیں گے کہ میں کون ہوں؟ مجھ سے آپ کے بارے میں کیا پوچھا تھا؟ اس کی ابتداء سن رہی تھی  
 لہجہ ہوا تھا۔  
 "تم کچھ میں کیا لیا پسند کرو گی؟" کارڈ پر نظر دوڑا تو اسے ہاتھ لگے میں پوچھ رہا تھا جبکہ میری سرخ  
 نیزہ کے کیوں کی ترش میں ابھر کر غائب ہوئی تھی۔  
 "میرے یہاں آنے کا مقصد مکمل ہو چکا اور آپ کا بھی ایڈا کی فائل کی کاپی میں آگئی تھی، آپ کچھ کر سکتے  
 آج صبح ان نے میرے لیے اسٹیکس کچ کا انتظام کر دیا ہے۔ میں اسٹیکس میں اس کے ساتھ ہی کچھ کھانے کی  
 مانگا۔" ایک شیانے پر ڈاؤن دو بہت مارل انداز میں رخصت ہوئی تھی مگر اپنی پشت پر اسے ہاتھوں کی ہلکی نظر  
 محسوس ہوئی رہی تھی۔

☆--☆

کمرے کی ایک ایک چیز کو چھو کر وہ اس کے لمس کو محسوس کرنا چاہتی تھی، جوشیہ ساری دنیا سے  
 کمرے میں چھپتا ہے، وہ دروازہ کو کھتے ہوئے یہ حیرت کی بات نہیں تھی کہ ان کی آنکھیں مل جل  
 اپنے بے چین، بے قرار دل کو کچھ تسکین دینے کے لیے آج وہ اس کمرے میں موجود تھی، جہاں ان کی جان سے  
 بھی عزیز ہستی نے اپنے روز و شب گزارے تھے، ان کی آغوش سے جدا ہو کر اس نے اس کمرے میں ایک غول  
 مرموق کیا تھا، یہاں اس کی خوشبو بھٹی تھی، ہمیشہ آنکھوں سے ان کی بویں کو چھوٹے ہوئے ان کی بے قرار  
 بوجھ رہی تھی، مگر اب یہ تھا کہ اس نے فراری میں اذیت نہیں تھی، اللہ پر یقین جب پہلے سے بڑھتا ہو کر  
 اب ان کو یقین بھی دے رہا تھا کہ ایک نایک دن فراہم جائے گا، کہیں اسے اپنی حیا کو چھوٹے سے لگا  
 وقت قرب آج ہی چاہتا ہے۔

دھندلائی آنکھوں سے انہوں نے کمرے میں آئیں فائل کو دیکھا تھا۔

"آج فرسٹ کی کنش آپ کو یہاں تک کھانسی لائی، مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے آپ کو یہاں دیکھ کر یہ

نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"فائل میں اپنی بقیہ ساری زندگی بھی آپ کے قدموں میں گزار دوں تو بھی ان انسانوں کا بدلہ نہیں دے سکتی

رواؤنڈ جسٹ 193 جون 2015ء





آپ نے مجھ پر کیے، میں نے تو صرف اسے ختم کر دیا تھا، آپ نے تو اسے زندہ کر دی ہے۔ آپ تو اسے زندہ کر کے اسے  
 ہاں کے درجے پر لے آئے ہیں، آپ ہی اس مقام کی حق دار ہیں، میں تو بس اسے اپنے گھر کے کونے پر لے آئی تھی۔  
 وہ مجھے قتل کر لے گا۔ مجھ سے دور نہ جائے، مجھ سے غرت نہ کرے اس کے علاوہ مجھے اس سے کچھ نہیں ملے گا۔  
 "اس پر آپ کا حق کی طور سے کم نہیں ہے، جو آپ چاہتی ہیں وہی ہوگا، مجھ نہ کریں۔" فاطمہ نے اسے دیکھا  
 دی تھی اور بھراؤن گستاخ لے کر اس کے کمرے سے باہر نکلی تھیں۔ فاطمہ کے قریب ہی بیٹھی بیٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔  
 قزلباش کی طرف چلتی چلی جہاں حسین سے ملنا تھا۔  
 "میری بیوی نے آپ کو اور بھائی، خرمین سے دور ہونے میں میری درخواست ہے کہ آپ وہاں نہیں  
 ناراضی ختم کر دیں، خود بھی کھینچ کر لے جائیں گے، یہاں کا فیصلہ ہوگا، مجھ سے کچھ خواہش نہیں ہوگا کہ وہاں  
 سے دوری کا ذمہ دار مجھے ٹھہرا دینا ہوگا، یہ سب نہیں ہوا۔" احمد حسین نے ان کی بات کاٹی تھی۔ "میری بیوی نے آپ کو  
 یہ ہے کہ اس نے کئی بار میری اسی شہ پر زور لگایا ہے، آپ کے دل کو تکلیف پہنچائی، اور کئی بار میری بیوی  
 میری تصویر کے باوجود اسے میرا خون کی ساقیوں سے کھو میں نے اسے وہ ریت پر گر گیا، وہاں سے اسے  
 اس نے آپ کے سامنے کیا، میں اگر اس سے دور ہو کر ہوں تو اس لیے بھی کہ اسے اپنے فیصلے پر غور کرنا ہوگا۔  
 اسی صورت میں ممکن تھا کہ میں اس سے الگ ہو جاؤں۔" احمد حسین نے مجھے دیکھا اور بولے تھے۔  
 "آپ اس کے قریب رہ کر بھی تو اسے سمجھا سکتے ہیں، اس کی بیوی کو اسے سمجھنا ہے، یہ تو زیادہ دیکھنا کر  
 گی، میں بھی کبھی چاہتی ہوں کہ آپ اس سے سامنے ختم کر دیں، عارضی ممکن آپ دونوں کے یہاں آ جا سکتے  
 پر بیان ہوگا۔" احمد نے بھی دے دے لکھ میں اسرار کیا تھا۔  
 "میں بھی ان سے کبھی نہیں ہوں کہ عارضی کے لیے وہاں چلیں، خرمین کو اس طرح کرنا چاہتا ہوں۔  
 اچھا ہو جائے گا، کم از کم مجھ میں تو ہمت نہیں ہے کہ اس سے لڑ سکیں، ہو جاؤں۔" ہاتھ آ کر فاطمہ کی دلی  
 بات ڈھانچ کر لائے کا سونہل کیا تھا۔  
 "اسے صبح اور ظہر میں فرق سمجھانے کے لیے ایسا کہ ضروری تھا اور اس سے منہ موڑ دے دیکھنا میرے  
 بھی دشوار ہے۔" احمد حسین نے بھی اس سے بولنے ہشام قزلباش کی طرف ہوئے تھے۔  
 "میں اپنی بیٹی کی رگ سے رگ سے واقف ہوں، اس کے حوا کے مجھ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔" ان  
 لکھ میں خرمین کے لیے جو تحقیق اور احاطہ تھا وہ غیر ارادی تھا، اگر وہ ہشام قزلباش کے دل کو چھو گیا تھا اور  
 حسین سے ان کو پہلے عقیدت تھی اور اب ان کے لیے دل میں رشک بھی تھا، وہ خود کو بہت خوش قسمت سمجھتا  
 رہے تھے کہ کاشدہ نے ان کی اولاد کی پرورش کی اور عمار کی ایک عظیم انسان کو سونپی تھی، ان کے دل میں کوئی  
 نہیں ہوتا اگر خرمین اس دنیا میں بھی وہ مقام ان کو نہ دیتی جہاں حسین کا تھا، اسے دور جو پیشہ ہے وہاں تھا۔  
 "عارضی بھی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اسے کچھ نہیں ہے، اس مقصد میں سب کی ہمت ہے۔  
 خرمین جذباتی ہے مگر کچھ نہیں ہے، اسے یقیناً احساس ہو جائے گا کہ وہ اللہ کی ناراضی مول لینے کی ضرورت  
 رہی ہے، میں وہاں کر رہا ہوں کہ اس پر مہربان رہے اور اسے قیامت اعزاز میں بوجے دینے کی تو میں نے  
 اس کی وجہ سے آپ سب کو ہمدرد پہنچا ہے، اس کے لیے میں آپ سے سہانی مانگا ہوں۔"  
 "میں نے شرمندہ مت کریں، میں تو پہلے ہی آپ کے احسانوں سے شکر ادا ہوا ہوں، بغیر کسی خرمین سے

اسے پران چڑھا یا اس پر اپنی ٹہنیوں، ٹھنکینیں بٹھا کر کس، آپ نے اس کے لیے جو کچھ کیا شاید وہ سب میں  
 ہی نہ کر پاتا، آپ نے اس کی ہر ذرہ داری پر ری کی، یہاں تک کہ عارضی جیسے انسان کو اس کے لیے چتا، ایسا  
 چتا تو آپ ہی اس کے لیے کر سکتے تھے۔" ہشام قزلباش نے فخر آمیز لہجے میں کہا تھا۔  
 "میں تو بس ڈیرہ پر تھا، اور اس کے پاس جو کچھ بھی ہے، اس سے اللہ نے ہی خواہا ہے، جو کچھ وہ چاہتی ہے وہ  
 آپ نے ذکر پر ہی کر دی ہے، یہاں تک کہ کوئی نہیں لے سکتا تھا، میں صرف وہاں کر سکتا تھا، اللہ کا احسان ہے کہ  
 میری دماغیں قبول ہوئیں۔" احمد حسین نے بھی اسے سلامت کے ساتھ بولے تھے اور ہر تیزو کی طرف حوجہ ہوتے تھے۔  
 "میزب، چناؤ عارضی کہ عارضی کہاں رہ گیا ہے، لکھانے کا وقت ہو رہا ہے، ابھی بج چکے ہیں۔"  
 "میں چاہاں اور شاہد ٹریک میں پکس کر گیا ہوگا، میں ابھی اسے کال کرتی ہوں۔" میزب بیل فون پر خبر لاتی  
 کر کے نکل کر چلی۔  
 "فاطمہ میزبہ کے والدین یہاں والہیں کب آ رہے ہیں؟" میزب نے اچانک پر پوچھا تھا۔  
 "میں کچھ دن بعد ہی۔" فاطمہ ان کا مقصد سمجھتے ہوئے سکر لئی تھیں۔  
 "خرمین سے میزبہ کو باروں کے لیے چتا ہے، اور پھر پھرے لیے بھی میزبہ کے علاوہ کوئی اور نہیں۔"  
 "اللہ نے چاہا تو سب اچھا ہی ہوگا، آپ انہیں امید رکھیں۔" فاطمہ نے ان کو تسلی دی تھی۔  
 ☆.....☆  
 عین حال میں سے کراؤ ہونے کے بعد اب کمر میں خرمین کے بچے تھوڑے کو بھانپتے ہوئے اسے کوئی  
 سوال کرنے کی ہر ضرورت نہیں تھی۔  
 "نورجی، ہشام قزلباش کے پر آ جاتا ہے، تم اسے منع کیوں نہیں کرتے؟ میں اب اور برداشت نہیں کر سکتی  
 کی اس سے کہہ کر اسے قہر میں لگ کر کہتے۔" میزب نے بڑکی دھجھکی تھی۔  
 "میں دے کب تک اور کب تک لڑاں؟ تم اس سے اپنے رشتہ کو نہ مانو مگر میں اس پر پڑے نہیں لگا سکتا،  
 تمہارا بھائی ہے مجھے کوئی حق نہیں کہ میں اسے کب تک آنے سے روکوں، وہ تمہارے لیے بے چین ہو کر یہاں  
 آتا ہے اور تم کب تک نہیں کہتی ہو، اس کا کیا قصور ہے؟ کم از کم اس کے لیے جو تم اپنے دل میں گنجائش نکال سکتی  
 ہو۔" فاطمہ آج عارضی غاسوٹی میں رہ سکا تھا۔ آج اس کی آنکھوں میں دکھ اور آسوندہ لکھے ہوئے تھے شاید وہ  
 اس سے غم نہ کھاتا۔  
 "ابھی تو مجھے لگتا تھا کہ میں یہاں سب مل کر کھا کے میرا چھ سکون پا کر دیا مجھے، تاشہ بنا کر رکھ دیا ہے  
 میری زندگی کو۔" فاطمہ نے بھی جتنی چلائی وہ دروازہ پر کھلی تھی اور عارضی کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا اس کے  
 دماغ کو بہت بے بس نظر نہیں آتا تھا، اسے سمجھ میں آتا تھا کہ آخر کتنوں میں وہ خرمین کو بھانپتے ہوئے کچھ سمجھنے  
 کے لیے وہ ناراضی بھی نہیں تھی، احمد حسین نے اسے کمر سے جا کر خرمین کے اشتعال کو آسان پر پہنچا دیا تھا، عارضی غاسوٹی  
 غسوں میں احمد حسین سے کہہ دیا تھا کہ ان کی بیٹی کو سمجھانا اب اس کے لیے ممکن ہو رہا ہے۔  
 ☆.....☆  
 کمر سے باہر آ کر اس نے سلامتی کی گریں، یہاں کی سب سے دور ڈائی گھسی، اس کا ٹھک ٹھک تھا، ان اسے  
 ان کا عارضی کے صراحتی نظر آ رہا تھا، اسے ایمان نہ تھا کہ یہاں کچھ نہیں رہتا، احمد حسین سے مل کر واپس آیا ہے، مگر  
 وہاں پہلے ان کی طرف گیا تھا، غاسوٹی سے وہ واپس کر کے لایا تھا، ابھی جب اسے پتہ چلا تھا کہ



ریحانور کی ڈاڑھی سے

ایک خوبصورت علم

چند دن پہلے کی بات ہے  
میں مجھ سے بڑی قربت کی  
بیماری کا کرتی تھیں

جسے ایک لمحہ سب سے بھی ہوتی تھی

المجلة

برقی مہینہ

اور کس قدر فلاح مند

سویڈش

کہ جس شخص کو کولہ کو  
خود مرے

عین ماں سمجھا آئی

سحرانگیزی ڈاڑھی ہے

### ایک خوبصورت منزل

جو اپنے جس فضا چاہے کے قابل  
 اور کون کون کون کے قابل  
 تیرا خلوص اپنی فکر مجھ کی مجھ کی  
 کچھ دیکھ نہیں ہو سکتا ہے  
 اے سار کی لہروں ذرا چھینا دے  
 کہ دھم نہیں ہوتے مٹانے کے قابل  
 ہر قسم کا ضروری نہیں اے  
 جو جذبات ہوتے ہیں چھپانے کے قابل  
 ہر سونے چاہے کہ کہ کہ  
 کہ نہیں ہوتے مٹانے کے قابل

مذاکرہ نمبر 196 جون 2015ء

چند لمحوں تک وہ اس کے متوجہ ہونے کا حکم نہ دیا تھا، جو بیدار علی کے چہرہ چمکائے ہوئے تھی۔

"کیوں اتنی بیزاری کے مظاہرے کر رہی ہو میرے ساتھ؟ تم جانتی ہو تمہارا اس طرح کا مزاج بہت زیادہ بات  
ت پر مشتمل ہونا کتنا نقصان دہ ہے؟" اس کا چہرہ دینی طرف کرتا رہا، وہ لولا تھا مگر وہ خاموشی سے اس کے نظر  
انے سے گریز کرتی رہی تھی۔

۱۱ کیا تم چاہتی ہو کہ میں بدلتا ہوں یا رہتا رہے؟ سب سے زیادہ کہیں کہ کوئی تارے معاملات میں مداخلت نہ کرے؟ ہمیں کسی کے مشورے سے اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۲)

"تم کسی سے کچھ نہ کہو۔ بس یہ مانگو کہ میرا چاؤں۔"

"کیا بول رہی ہو ہوش میں ہو یا نہیں؟ کیوں اپنی امیری زعمی کو انیسویں صدی کے الگ رہی ہو؟" خان نے

فہم لکھ میں اس کی بات کالی تھی۔ "اتم اس طرح باہر سے ہو کر لوٹ جاؤ کی تو میں کیسے دنگ کی میں سکون قائم

کے سونے ہم اچے آپ کو ہیں، جسے توڑ دیں۔

سب سے پہلے اس بات کو یاد رکھو کہ جو کچھ کہنا ہے اس کو سب سے پہلے کہنا ہے۔

میں سے پرہیز کیا جا رہا ہے، کیا عی جانی میں ہوں کیا کھانا اس سے تم سے لیا کھا ہوا؟ ان کا جواب بھی

"...کے لئے ہے۔"

پس از آنکه این دو نفر به سمت دروازه رفتند، دروازه باز شد و آن دو نفر وارد شدند.

رہنے کے لئے مجبور کرنا۔ اگرچہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک نیکو اور اعلیٰ درجہ کا شخص ہے۔

میں نے کہا کہ اگر سب نے اپنی جگہ پر رہ کر تو مجھے تو حق نظر آئے گا۔

عدالت کی ہے، مجھے اس کی پہچان نہیں۔ اس کے لئے سو سیکھو، جس طرح بولا تھا یہ کدال کو کچھ ہونے لگا تھا۔

"مجھے اپنی ہوا نہیں ہے، میں تمہیں کسی صورت اس شخص کے سامنے جھکا نہیں دیکھ سکتی۔" دلرزئی آواز

سید علی محمد

”تم جیسا چاہتی ہو، دیا جائے گا۔ میں بھی تمہاری مرضی کے خلاف نہیں جاؤں گا۔ بس اپنے دل سے فیصلہ

شہادتِ اکمل دو گہوارے دل میں میری محبت کے ملاوہ کسی چیز کی خواہش نہیں ہوتی چاہیے۔ اس کی بھی

ہوں میں جو یہ کہہ کر اٹھ اٹھا اور پھر اس کی پیشانی پر ہبہ لگا دیے تھے۔

۱۰۰



# اشعار

نہ جانے ایک اس کے جانے سے کیا ہوا  
وہ دلِ حاضر کن تھا میری مدح تھا گویا  
وہ شخص جسے دیکھے ایک زمانہ ہوا  
وربال خان..... واہ کہنت  
میرے حریف بھی مجھ سے ہرے ہفت ہنگی  
میری کہانی بھی سانسہ جہاں تھی ہے  
ہوا میری روز بجا میں ہیں خواہشوں کے دیے  
بہ زندگی بھی اندھیرے مگن تھی ہے  
نار حیات..... گراہی  
ہر نقطہ کاغذ پر اتارا نہیں جاتا  
ہر نام پر عام نکالا نہیں جاتا  
ہوئی ہیں شخص میں کی ماز کی بانیں  
ہیں پوچھی کی کجلی میں ہر شخص ہوتا  
ماکت..... گراہی  
وہ بھی آکھ بھی بیٹھے تو لڑ جاتا ہوں  
مجھ کو اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے اس کی  
وہ کہیں جان نہ لے دیتے کاغذ ہوں میں  
میرے کاغذوں پر ہے قہر عمارت اس کی  
نورین نور..... گراہی  
پتوں سے دل لگانے کی عادت تھی دہی  
ہر وقت مسکانے کی عادت تھی دہی  
یہ سوچ کر کہ کوئی سانسے نہیں آئے گا  
اب ہم میں دھند جانے کی عادت نہیں دہی  
مخوف..... گراہی  
نہ دیکھی تھی کہ کرے کوئی ایسا شخص ہوا کرے  
جو میرے لئے ہی ہمارے ہر لمحے سے باتیں کیا کرے

نورین نور..... گراہی  
یاد آتا ہے دودھ و شب کوئی  
ہم سے روٹھا ہے بے سبب کوئی  
جہاں..... گراہی  
نہ سے پہلے ہی زندگی کہیں کی زندگی تھی  
لے تھو سے تو پر لذت سے آشنا ہو گئے  
بہرہ بہرہ ہاکی..... گراہی  
ایک سا مقدور ہے ایک سی تھالی ہے  
میں میں ہیں چڑھا ہوں چارہ آٹا ہے  
انار..... گراہی  
مسک کر وہ جلی دھو گویا دل دیتا ہے  
کسی کسی کو غلامی نکال دیتا ہے  
نظر اٹھا کے کچھ لہو میں کچھ کچھ ہوا  
تھیں مالو سے مشکل میں مال دیتا ہے  
نورین نور..... گراہی  
زندگی بھی کیا عجیب شے ہے  
بھی ہر تو بھی جیت ہے  
لبے ہی ہے آج بھی ہر سب  
بھی دانتے کی جیت ہے  
مائل نار..... گراہی  
لائی ہیں جہاں جہاں کے شعلہ کشی  
ہوئی ہیں سانسہ میں کہ خبر دیتی ہیں  
بارش کی دم بوموں میں  
تیری تصویر نگروں میں لا دیتی ہیں  
نورین نور..... گراہی  
نہ جہاں..... گراہی  
نہ ہے سارا جہاں غنا غنا

جانا!  
میرے ساتھ نہ ملو  
سب تصویریں قلم کتابیں  
دامیں کرو سانسے تھے  
مجھ سے سب بکھڑا تھے والی  
جاتے جاتے  
میرے کمرے کی چمک  
چھوڑ گئی  
اب آپ

## مہمان کی ڈائری سے

### وہی شاہ کی طرح

وہی شاہ کی طرح  
مجھے ستر دیکھیں ہے  
ایک تو آئینہ میرا دکھاتا ہے  
سراپ عیسیٰ جی جاناں!  
بدستہ کے نیچے  
وہی تو اس نکلتا ہے  
وہی بدقت مٹی میں  
اگر چہ بت کی مانت  
پھسل جا رہا ہے  
تہا رہے ٹوٹ آئے تک  
سنبھلوں گا کوئی کہ  
بہ مہارافت گرنے سے  
میرے ہاتھوں سے پہنے سے  
ذرا ایک لمحہ پہلے تک  
اگر تم لوٹ آؤ تو

اگر تم لوٹ آؤ تو میری جھیل ہو جائے

رکھی مہا کوئی مہر رفات کیے بغیر  
وہ جانیں بچے ہیں مگر اس کے باوجود  
تجا کمرے میں ہم اسے رخصت کیے بغیر  
چارہ گروں کو روٹوں سے پڑا ہے واسطہ  
تھیں کسی کے حق میں خباثت کیے بغیر

## مہمان کی ڈائری سے

### بہادر شاہ ظفر کی لڑائی

بھی میں سنو کے جو آگے تو پہلو میں دکھائے  
میرے دل کو مار لگائے وہ نیا لکھوہ کلاں  
کوئی کہیں کی کا بھلے دل کوئی کہیں کی سے لگائے ملو  
وہ جو بیٹھے تھے دانتے دل وہ نکال اپنی بڑھا گئے  
میرے پاس آئے تھو دم بدم وہاں ہوتے تھے یکدم  
یہ دکھایا چرخ نے کیا قسم کہ تھو ہی سے آکھیں چھا گئے  
بھی شوق خاص میں دم بدم کہ بہار دیکھیں گے اب کہ ہم  
جوں ہی چھوٹے تھو قہر سے ہم تو سناؤں کے دن آگئے

## بھٹیاں بھی کی ڈائری سے

### ایک خوبصورت نرالی

چپ چاپ رہا مجھ کو نہ کہتا یہ بھی ایک ادا ہی ہے  
اس کے سانسے سانسے سنا یہ بھی ایک ادا ہی ہے  
چپنے چپنے کھو سا جلا ہوں ہی وہ خیالوں میں  
چلنے چلنے چپنے رہتا یہ بھی ایک ادا ہی ہے  
دل کی باتیں سن کر ہنسا یہ تو سب کی مانت ہے  
ان باتوں پر چپنے رہتا یہ بھی ایک ادا ہی ہے  
مار کے ٹکر لہری گننا چنے کے جھیل کنارے پر  
بکھو لوگوں کا ہے یہ کہتا یہ بھی ایک ادا ہی ہے

## نورین نور کی ڈائری سے

### وہی شاہ کی خوبصورت م

آج وہ دست بندا کی گئی

بجراہ کئے



## اس ماہ میں

افغانیاس بحر اور چشم (بانو قدس)  
انساناں ملی: کراچی

## اس کا نام

اس کے بارے میں سوچ کر اکثر میرا دل ہلکے ہلکے  
 کہ نہ جانے دو کیا ہو گا جیسے جیسے اس کے آنے کے دن  
 قریب آ رہے تھے میری برائی بڑھتی جا رہی تھی، بظاہر  
 میں سب کے سامنے ہنسی مسکراتی دھتکتی مگر دل سے میرا دل  
 دھڑکنے لگا تھا۔ اب فوسب کو میری برائیانی کاظم  
 ہو گیا تھا اور سب گھر والے میری طرف یہ نظروں سے  
 دیکھتے تھے کہ اس کے آنے میں کبھی کبھی دن بھر  
 تیرے میری نیند نہ آ رہی ہو گی سب اچھے تھے ہر وقت اچھے  
 سے بیکار مانگا کرتی کہ وہ میرے حق میں بہتر ہو جائے  
 میرے بچوں جیسا آخر کار وہ بھی آ گیا اس دن میں  
 میرے پریشان تھی، میرا آہٹ پر میرا دل ہلکے ہلکے  
 ہلکا ہوا آگیا۔ یہاں خود بخود چلنے لگی آ جا۔

”میرے پیارے، زلزلہ“ شکر ہے کہ تم نے مجھے  
 یہیں نہیں کیا۔

اس بار کا سفر

میرے دل کی تھوڑی مدح میں اتر گئی  
اور وہ شاد ہے کسی اور کے پہلو میں  
خود دل... کراچی

اس کا کشف

محبت دل کا مطلق ہے، ارادہ کا رادہ سے مطلق ہے،

اس بارے کا اقتباس

کہیں بھی میں سوچا ہوں ہم فذی کو بائیں سارو  
 تھا، میں کبھی نہیں اپنے آج نے ہیں اور میری نگر  
 ہے بہت دوا، مہتمن اور ان کے قسم کے لوگ ہوتے ہیں  
 اس طرح تقدیر نے مکہ دے اور کئی کئی عقیقہ کی بات  
 اور اسے اس طرح اپنے باندہ لینے سے فذی کو کوئی  
 نہیں چاہتا، مسائل بخیر ہیں مجھے دکھ، غم، خوشیاں  
 جو میں آتے ہیں اور دنیا بائیں کی جنس جسوں کہ  
 دانا، لاپتہ ہمارے رہتا ہے۔

[illegible]

پیشکش: **پیشکش: پشاور**

خوف

خوف کا زائدہ جان اور آنکھ میں پھنک رہا ہے اس  
 شخص تک آ کر انسان خوشامدی اور ہر ایک شخص اور  
 ہر چیز کے خوف نہ صرف شخصیت کو کماتا ہے بلکہ  
 اس کے اندر ہر شے بھی اس کی ذہنی رو کو سو سم زدہ کر دیتی ہے  
 اور اس کو بے اختیار چلنے پھرنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

بھی روئے جاسے اور سید پناہ بھی ہے تمہارا داس ہو  
بھی چپکے چپکے دے قدم سے بے چہرے آگے ہٹا کر سے  
جانہ شادی ————— روبرو

نظر ہے جس میں کہ کر میرے مطلب کی بات  
آج پر کیا منحصر ہے مگر بھی ہو جانے کی  
اریزہ ..... کمالیہ

بھری دھانی میں اکثر وہ نام آتا ہے  
 کبھی چر بڑے کے کچھ کو دھان میں وجہ  
 میرا افضل ..... مایہ پندری

حرف اِراحم جنوں کا کھنڈا ہوتا ہے  
 کان میں لگی تیرے ہونٹوں سے اُٹھتا ہے  
 روک لینا میرا ہاتھ پکار کر مجھ کو

بے حیائی کی اگر عمدہ سے جدا ہو جائیں  
صائمہ اور شہد  
سورج غاسقہ ران کو بھول جائیں گے  
کے کچھ بھیجے گا کہ ایک بچہ

یہ جب جب سامنے آیا ان کا چہرہ  
سودا ہوا کہ یہ کس کی بارگاہ معلوم ہو گئی

محرّمہ نکلیے رہے پھر بھی درق سادہ ہے  
جانے کیا لفظ تھے جو ہم سے تحرّم نہ ہوئے  
روحی اسد ...

تیرے ہاتھم بیٹا بھول جاتے ہیں  
 رخصتوں کو بیٹا بھول جاتے ہیں  
 تو زعمی ملک سب سے عزیز ہے ہمیں

تجھ سے ہر بار بیگناہ بھول جاتے ہیں  
کنول عزیز..... گویا نواں  
کئی اس طرح سے میرے ساتھ خلوت کرتا

قید کر لیتا مجھے اور حکومت کو  
 مٹانے پر کہ کیا تھا کہ وہ سب کو ہڑے  
 وہ اپنے انداز سے کہتا پر محبت کہتا

میرزا ارشد : ..... : لایحه

تمہارے ہاں میں ہے۔ یہ سال بہت  
کے دنوں کا بھی آتا۔ اچھا خیال ہے  
کسی بگڑے ہوئے سے کہو یہی سال بہت

جہیں عروجِ خداوندی کے زوال نہ ہو  
سائے شاہ ..... مہا نوالہ  
کل زبانی بات در یک رات فراموش

خوشی میں بھی آگے اٹک بھاتی رہی  
کوئی لڑکے کو کھاتا کوئی کھو کے مل گیا  
بس زندگی جہم کیا ہے ہی آ رہی رہی

خود سے مددوں تو کی روز جو سے مددوں  
پھر کسی روز کی مدد سے لگ کر مددوں

تو میری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جہت بھی دیکھی  
میں نے اپنے لیے کچھ نہیں کیا، میں نے اپنے لیے کچھ نہیں کیا

اک بے گناہ شخص مائل ہو کر  
 اس بے گناہ کے لئے نواہا ہوا ہے  
 سر ت حسین

عجب وقت قراؤ وقت، جب ہمارے گھر کے  
بچے کھڑے کھڑے میں رخصت مجھے کیا اس کے  
ملا رہا تھا وہ جب مجھ سے ایسا ملاں ہاتھ

تو بائیں ہاتھ کے آنکھوں پر دھکا دیا اس نے  
 مار یہ کھول ..... حیدر آباد

دو گھنٹہ زیادہ ہی یاد آتا ہے سردیوں میں۔

پہلے یسین دلاتے ہیں کہ وہ داس ہے۔

مگر سچا نے لیں جا بسوز جائے یہا



رحمت سرفے سے اور وہ تو ہو سکتی ہے رحمت نہیں رحمت میں احترام و وقار پہلا اصول ہے اور جو رحمت دلوں کو سیراب کرتی ہے اور دلوں کو سنور کرتی ہے۔

وہ تک ناز۔۔۔ کراہی

### اس ناک کی سکرانٹیں

ایک صاحب نے اپنی زنی خیرہ دکان دار نے ریوٹ کنٹرول دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ بہت اچھی کہانی کا ریوٹ کنٹرول ہے اس سے آپ کو کیا کڑ ہے ہو کر بھی فی دی آن آن آف کر سکتے ہیں۔۔۔ وہ صاحب خوش خوش گھر آئے اور وہ ان کے باہر گلی سے ریوٹ کنٹرول سے فی دی آن آن آف کر کے دیکھا اور مطمئن ہو گئے۔ ایکسٹینٹ کے بعد دکان دار کے پاس ان صاحب کا فون آیا۔ "میں بہت پریشان ہوں"۔ دکان دار نے چہ بولا۔ "کیا ریوٹ خراب ہو گیا ہے؟" وہ صاحب ہنسے۔ "نہیں! لیکن میں بار بار گلی میں جا کر ریوٹ کنٹرول استعمال کر کے تک آ گیا ہوں"۔

☆☆☆☆

لڑکا (کاغذ سے): آپ کے پاس صاف ہے؟

کاغذ: "جی ہاں؟"

لڑکا: "ہاں وہ کتنی کو جتنی دے دیں گے"

سید صاحب: "جی ہاں۔۔۔ کراہی"

### اس ملاوڑے لوگ۔۔۔ بی بی امی

بی بی امی شخص تھل دی اپنے پر ساری نہیں کر سکا جب تک کہ وہ جگہ ہوئی نہ ہو۔ (ملوں کو خرک) ☆ آپ یہ انتظار نہ کریں کہ دوسرے لوگ آپ کی مدد کریں گے آپ کو اپنی مدد آپ کرنے کا فن سیکھنا چاہیے اور خرابے طریقے پر کام نہ کرنا چاہیے۔ (طریقہ ہون)

☆ کامیابی کے ستر میں شکست واپسی کی رحمت اور رحمت و کھکا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (ڈاکٹر سی دی رحمت) ☆ انسان کے دل سے رحمت، انکسرت اور خوف ہے۔ (سروشن چرمل)

☆ زندگی کا سامنا کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ حکمت کے ساتھ اس کا سامنا کیا جائے۔ (محمد علی)

(روز ٹک)

☆ جنکوں کی ابتدا چمک چمک سے ہوتی ہے اس لیے لوگوں کے ذہن میں ان کا تصور بڑھتا جاتا ہے۔ (مہاراشٹر)

☆ بڑا آدمی وہ ہے جو ہر آدمی کے ساتھ چلے جائے۔ (بی کے مشن)

☆ آگ سے بچنا ہے تو اس سے دور رہنا چاہیے۔ (فریڈرک نیچر)

☆ دولت کے دھند میں نہ گھبراؤ۔ ایک غریب کو گوریکھا ہے اور دوسرا غریب کو گوریکھا ہے۔ (فریڈرک نیچر)

☆ میں تم سے کہتا ہوں کہ منور دی خواہش ہو کہ ایک گھنٹے اپنے آپ حفاظت کر لیں گے۔ (لارڈ ایڈلر)

### اس ملاوڑے لوگ۔۔۔ بی بی امی

☆ پتھروں سے واسطہ پڑے یا پتھروں سے نہ ملے کا سہل و سہل نہیں لیکن دوزخ کی گورہ ان ضرور کر رہے ہیں۔ ☆ غربت کو بڑا سوچو کہ وہ رحمت بن رہے لیکن رحمت کو ایک بھی سوچ نہ کر کہ غربت بن جائے۔

### اس ملاوڑے لوگ۔۔۔ بی بی امی

کہاں جا بھی انسان گروں سے کل کر بڑیاں یہ سہتی با کے ہوئے ہیں اس آ کے ٹھہرے ہیں جیسے جیسے کہ فتنی میں ہمارا وہاں کے ہوئے ہیں

ماذہب سب حسین تہذیب۔۔۔ رحیم بارخان

### حرف

از کسی کے طرف کو آواز نہ ہو اس کو زیادہ عزت دو۔ (لی ٹرف ہوا تو آواز کو زیادہ عزت دے گا اور کم طرف سے آواز کو زیادہ عزت دے گا۔)

☆ ہنس ملاوڑے کی باتیں

☆ وہ من کے حسن سلوک پر مجبور و مست گرد ہوا کی کو آگ سے کتنا بھی گرم کیا جائے وہ اس کو بجھائے گا کافی ہے۔

☆ یہ بھی سچت اور گرم میں داخل ہے کہ لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے اور ان کے صبر کو محسوس کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

☆ دیانت داری اور رحمت کی کمانی سے سبک دھرم کے گل نہیں کڑے جاسکتے ہیں۔

☆ اگر کوئی چرخی کے سپرد کر دے تو وہاں کے سپرد کر دے گا۔

☆ جب لوگ کوئی کام نہ کر سکیں تو یہ کام دیا دی گذر بھی ہوئی ہے۔

☆ انسان کی شخصیت اپنی اپنی قدرتی چاہے کہ اس کے اندر کا حال کوئی نہ معلوم کر سکتا ہے۔

☆ دوسروں کے چہ خوں سے نہ ملے گا۔

☆ میں تھا۔ "نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں"۔ عمر نے ظہر فرما جاتے ہوئے کہا۔ "بول لاویٹ اگر کچھ نہ کہیں ایسی سب کچھ جان گیا ہوں"۔ اس کا کزن ہونے کے ساتھ ساتھ مزاج اناجی نہ سست بھی تھا۔ "کیا واقعی؟" عمر کی آنکھیں جھرت سے کھلی گئیں۔ "ہاں میری جان! میں جان گیا ہوں کہ تجھے "ظہر" یا "نہیں ہو گیا اور یا دور گیا" تو سچی کہنا زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ ان کل زبانی کی دوا، ہر جگہ سچی ہوتی ہے۔" زویان نے کہا تھا۔ "گھومت" "دو تخت ہوا ہوا"۔ "نہیں کچھ ملے کہا میں نے؟" "نہیں کچھ نہیں ہو سکتی ہیں ہوا؟" اس نے ابو دیکھا تھے۔ "ہاں ہاں" اس نے احترام کیا۔ "تو برا بھلا کیا ہے؟"

☆ "بریم میری کر لیک ہے" وہ ابو پیلے آفس میں ایک خوبصورت اضافہ ہوا ہے اور مجھے اس کی نظر میں محبت ہو گئی ہے۔ میں اسے بعد چاہتا ہوں کہ کہنے سے داتا ہوں۔ "میں دو مجھے نہ بھگت نہ کر دے"۔ عمر نے اپنے ہاں کو لگی ہیں۔ "کر سکتے ہوئے کہا۔"

☆ "کوئی دینا ہی لڑکی نہیں رہ سکتی کرے گی" اور نہ کسی آنکھوں والی لڑکی سے مجھے اس سماعت کی امید نہیں۔ "زویان نے اس کی ڈشک پر سناٹا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "پارہ اس کا راز ڈاکٹر کزن مجھ سے بھی نہیں زیادہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ تم پر آفس آتا ہے"۔ اس نے بے بسی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

☆ "کوئی بات نہیں ٹو عمر نہ کر میرے پاس ایک حل ہے"۔ زویان نے کہا تو اسے بخود دیکھنے لگا۔ "ٹو"

☆ اس حینہ کو روز ایک سیب گنت کیا کر۔ "زویان نے کہا تو عمر نے ابھی کے عالم میں اسے دیکھا۔ "اس سے کیا ہوگا؟" اس نے پوچھا۔ "An Apple A Day keeps the doctor away"

☆ "Zaway" زویان نے اسے بتایا حاجب کہ توں کا مقصد ہے ساخہ تھا۔

☆ چہاں لایب کراہی

☆



اس نے میری کسی ایسی جھٹ کو دیکھا جو میرے بعد  
 سے نکلی تھی تو اس کو ان لوگوں نے دیکھ کر کہا جو  
 کچھ جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے گناہوں کی  
 کمی نہیں ہوگی اور جس نے کوئی گناہ کیا یا  
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر نہ نہیں فرماتے تو اس کو ان  
 لوگوں کے گناہوں کے برابر دیا جائے گا جنہوں نے اس پر  
 عمل کیا اور ان کے گناہوں میں سے کچھ کی کمی نہیں ہوگی۔"

(ترجمہ)  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم کی نماز سے پہلے 4 رکعت (سنت) پڑھا کرتے اور آپ نے فرمایا: "یٰٰایہا الذین امنوا! جس شخص نے آسمان کے دروازے کھول دیے جائے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل (نماز پڑھنا) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو۔" (ترمذی)  
سیدنا طاہر۔ گزشتہ

42

اگر اٹھ تہاردی دعا تمہیں چوری کر رہا ہے تو دو تہارا  
 یقیناً بڑھاد رہا ہے اگر تہاردی دعا تمہیں چوری کرنے میں دیر  
 کرتا ہے تو تہارا مہر بڑھاد رہا ہے اگر تہاردی دعا تمہیں کا  
 جواب نہیں دیتا تو تمہیں آؤں دلا رہا ہے دیکھا آپ دعا مانگتے  
 رہیں دعا ایک دم تک پہنچا رہی ہو شک بار بار بندے پر ہر دوار  
 چاہ رہی ہے کہ کمال کل ضرور دے گا ۔

۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷

ہاتھوں سے خوشبو آئے

بلکہ اس لیے کہ اگر لوگ آپ کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔

۱۰ تم جن بات کہنے سے مت اور کچھ نیکو کی تمہیں صحت  
رہے سکتا اور نیکو کی تمہارا روزِ قیام کم کر سکتا ہے۔

جو دشمن سے ہر وقت بچ رہے ہوں اس وقت بچ  
جب وہ ہماری بے مبالغہ تعریف سن لیں  
ہو اگر وہ ہمیں صرف سکون دے تو کب اس کا خیال  
ہو جائے، لیکن تو صرف ان لوگوں کے پاس ہے جہاں خدا  
کی نوا کوئی راضا نہیں ہے۔

۱۹  
جب انسان کو کسی ایسی بات سے متاثر ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے کوئی حرکت نہ آئے۔

☆ ایسے دے انسان سے کہی جو خود کی طبیعت رکھا  
☆ اگر کسی کو کھانا ہے اسے اجماعت اور داد کی ضرورت  
☆ اگر وہ اس کے لئے ہو کر کسی کو دیا ہو اجماعت اور داد

مسکن قصور

جان لوانگر

میں نے اپنے دل میں بہت پرہیز کیا اور اسے کہنے سے روک دیا۔  
 یہ بھی جان لو کہ  
 ہمارا دل بہت ہی مجروح ہے کہ  
 ابھی تو نے نہیں دیکھا...

کون کہتا ہے اللہ نافر نہیں آ؟

سید علی نقیؑ ہے

بہارِ نبویؐ

یہاں نور محمد خان نے کراچی

عمران محکمات ہوں۔!

میں نہیں سلام پہنچاتا ہوں لیکن جہاں میں رہتا ہوں،  
 وہاں درخت نہیں ہیں، صرف خزاں دستی ہے۔ خشک ہے  
 بھی نہیں ہیں، صرف اور صرف زرد اور ہلکی سا نیلی ہیں۔  
 نس نہیں دھانیں پہنچاتا ہوں لیکن پھر سوچتا ہوں کہ  
 وہاں کا کبائے گاڑ کر کوئی جوہری سکل دھانیں لگ بھی سکی  
 تو تمہارا کھانے کا

عادات کا بعد کھانسی ہی کہیں نہ ہو، عادات ہی ہوتی ہے۔  
 لہذا تو انھیں اپنے آئسویج بھی نہیں بھیج سکتا۔ سر جھکا کر ہونے  
 والی سیدھی کا کیا فائدہ؟ کیا میں جنھیں اپنے زخم بھیج  
 ہوں... تازہ کھلے ہوئے زخم یا عجب دفریب پھول  
 ہوا تو مار کم صبر۔

میں نے پتھر کی ہے کہ جس میں نہ کہہ دینے اور اس کی کوئی دہائی  
 کوئی بھی ہے نہ کہہ دینے۔ محبت بھی نہیں اور پاد بھی  
 نہیں۔ میں نے پتھر کی ہے کہ جس میں نہ کہہ دینے اور اس کی کوئی دہائی

زندگی میں کسی بھی کام میں کامیابی کے لئے ہمیں اپنی زندگی کا صحیح استعمال کرنا پڑے گا۔

ہری اچھے سے کٹ کر کھانے کی لکڑی بنائی جاتی ہے۔ لکڑی کی طرف  
 سے انسان کو کھانے کی خوشی خوشی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ لیکن  
 لکڑی کی سبھلہ لکڑی کے لیے جسے لکڑی کے ہار اور کھنڈل سے جوڑ  
 دینے والوں کو خوشی خوشی زندگی گزار جانے والوں کو تھکا سنا دیتا  
 ہے۔ خواہ وہ لوگ جس قدر اہم کام سرانجام دے رہے ہوں  
 اے۔ پاس رہیں یا بند ہیں لیکن یہاں سے ہاتھ ہٹا کر ہٹ کر  
 کہنا سنا یہاں سے تکلیف دہ ہے۔

2000

محبت کس سے کی جائے؟

انسانوں سے

مکتبہ کے قیام سے

خوشیوں سے  
 یہ دلی ہوئی ہیں  
 محلوں سے  
 لیکن ان میں جہنم ہوتی ہے  
 آگ سے  
 کمرہ جلا رہا ہے  
 سورج سے  
 کھاس کی تیز ہوتی ہے  
 و خالی سے  
 کمرہ سر کے شکر گرائی ہے  
 کمرہ سے  
 کمرہ لپٹ لپٹا ہوا بار رہا ہے  
 پھر کس سے جنت کی جائے  
 صاف خود کمرہ کی راست سے مر  
 کی جنت پر کسی کو شک نہیں

6

مرے دہن کے سیاہی ہیں جب تک زندہ  
 آپ پاک دہن کی نہ آجئے آئے گی  
 وہ دہن ہے جسے جانیں لٹا کے پالا ہے  
 اکی خوشبو نہ اس کی لٹھا سے جھائے گی  
 مہارگیں — رحیم ارخان

خوشامعلائی

جس طرح ریت میں قطرے جذب ہو جاتے ہیں  
وہاں احساس بھی ہوائی فضا رہتا جیسا طرح وادے پہر  
کی کدلی میں شترجی کر تہہ سیکھتے ہیں اور ہمدرداں  
میں دل کا احساس پیدا کر سکتے ہیں اس لیے جب  
میں سے بات کرتا تو یہ سوچ کر زبان سے اظہار نکال کر  
میں نے ہر طرح ہوائی کے قطرے ریت سے نکالے نہیں جاسکتے  
تو ایک ایک گہرے سے نکلی ہوئی بات کا شترجی دل سے  
نکالنا جاسکتا۔



— — — — —

دنیا میں رہتے ہوئے کچھ لوگ دولت کے چبھے گلے  
رہے ہیں اور کچھ انسانیت کے حصول میں زندگی صرف  
کرتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ دولت والے اکثر زندگی  
میں ہمارا دھوکہ کھادے اور انسانیت والے زندگی کی بیشمار  
بھین کر مر کر رہ گئے ہیں۔

☆ دھوکہ دہی کے وقت ہمارا تصور ناممکن ہوتا ہے  
کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے فقہ ایک شخص کو دھوکہ دیا ہے۔

جبکہ درحقیقت ہم ایک فرد، ایک دل، ایک گھبراہٹ، ایک  
ادارے، ایک خاندان، ایک نظام اور معاشرتی نظام کو  
دھوکہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک انسان کم از کم اچھے اور بُرے  
فرد در رکھتا ہے۔

☆ اگر ہماری زندگی میں صداقت ہے تو اس کا اثر تو ہمیں پر خود بخود ہوگا، محبت پانا ہر کسی کے لیے ممکن نہیں بلکہ محبت پہلانا ہر ایک کے اختیار میں ہے۔

☆ دل ایک پریس کی بوتل کی طرح ہے اگر تم سے کھلو گے تو بہت جلد اس کی خوشبو کھو بیٹھو گے اور اگر تم سچی نہ کھلو گے تو اس کے اندر کی خوشبو کوئی شخص جان سکتا ہے لہذا احتیاط سے استعمال کرو۔

فرزادہ شوکت نسیم گرامی

ایک طرف سے

ایک روز ظیفہ ہمدان رشید نے لوگوں سے کہا کہ اگر اللہ کے نیک بندے بنا جاوے جو حق کو چھٹی سمجھے جادوئیں بنائوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ بھئی جیسی جادوئیں، یہ کیا فرما رہے ہیں آپ؟ ظیفہ ہمدان رشید نے کہا کہ بھئی میں سات جادوئیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ اگر وہ بدل میں ہوں تو وہ کبھی ستموں میں نہ لگ کرنا جائیں گے۔ وہ جادوئیں یہ ہیں۔

☆ بحرق کا قلم نہیں کرتے۔ ☆

۱۰۰۰ روپے کرکھاتے ہیں۔  
۱۰۰۰ روپے ہیں تو دل میں کیجیے رکھیے۔  
۱۰۰۰ روپے کے بعد سچ کر لیتے ہیں۔

ازم قلموم... الخ

☆——☆——☆

نوت

سرکار میرے دود کی دوا ہو جائے  
میری ہر سانس تیرے دھوکے لگا ہو جائے  
میرے ادب پہ چپکے چپکے پھر میرا قصہ ب  
گر مدینہ کو رواں بہ قافلہ ہو جائے  
تیرے نکموں میں نکلوں میں سرسہ خاک  
مگر ڈیڑھ میرے لیے خاکِ شفا ہو جائے  
ہو متو نہ ہو میری تیرے جیسوں طعنِ ملوک

شاہوں کے حوالے کیا ہو چکے  
 ترخ انور کی دے سے پھر صیباں اشتیاق  
 وجوہ کی تاباں سے آگن میں آجلا رہے  
 بجتی آنکھوں میں تیرا حال ہو جلوہ گر

(۱) اگر آپ پہلے ہی سہاٹی ہو جائے  
 قسمت کا رخ ہی ہے جو ہے مہمان تیرا  
 کرم مجھ پہ بھی غم نہ ڈالو ہو جائے  
 ان کے کوہِ کاموں سے اسی نادر  
 تاجداروں کے مقابلہ دہائی، جلا ہو جائے

جانگ موری شا

**Abstract**

دل میں تم سے ہر

نہیں ملا کرتے ہیں

یوں کہ محبت ہم سے کہہ جلی جاسے زمانہ  
ہم احسان محبت سر عام کرتے ہیں

سازمان فرهنگ و عبادت



ہفت آسمانوں کی کھیروں میں جہاں کھجور  
میں ہوں تیرا کھو صیبا پناہ لے کھجور  
میں بڑا کاناہوں تو جہاں مجھ سے دور ہو کر  
بدرج بھلا ہو رہا ہے

میرزا محمد علی

دعا کا رسم سجالے ہو کر

مجھے ہے نوح وحمہ آگے دھاکے معنی

یہ تیری سہاوردگی بارہی خدا کے لئے ہے کہ

میں سمجھ بھی ہوں سوتی بھی ہوں اور غوطہ زن بھی

خیر کوئی بھی نام نہا کر بلا لے سکتا ہے

سید فرزانه حبیب فرزی



مسئله!

روزِ عید کی کہتا ہے

کونکے

سید محمد علی

1

10



یہوں کا بیرون ہر Valentino تیرے نام کرنے ہیں  
وہ شاد

### میری ماں

میری آنکھوں کی غلط کسبے میری ماں  
میرے دل کا سکون ہے میری ماں  
میری زندگی کی دعا ہے میری ماں  
میرے درد و غم کے خون کا سرمہ ہے میری ماں  
جب بھی ہوشوں میں ان سے  
تویرے پیار سے میرے بالوں کو سلاتی ہے میری ماں  
میرے ماتھے سے ان کھری زلفوں کو ہٹاتے ہوئے  
جلیبی ہی پیار میری آواز میں  
میرا نام پکارتی ہے میری ماں  
ان کے الفاظوں کی جھلک

میری روح تک میں  
اکسہ شادی ہی کھر جاتی ہے  
ایلی محبت میری آغوش میں  
کھلے لڑے سلاتی میری ماں  
اپنی سون میری چھاؤں میں سیت کر  
جس کی ہر کہانی ہے میری ماں  
اور اس وقت بھی سوچتی ہوں میں  
کاش ایسے رستم تم جیسے ہو  
اور میں ہی گزار جاتے

میری بھاری گمراہی

میری بھاری گمراہی

میرے جوانی کے زمانے یاد کرتی ہیں  
آپ میں بھی ناؤ کہ چڑیوں کی طرح  
لوچ کا خوبصورت جسم بھی جاتی ہیں  
انکھوں میں کھینچی قابل کی دعا کی طرح  
انہوں نے کھینچ پائوں کے ساتھ بہہ جاتی ہیں  
وہ جس گئے پر یہ سویرہ بھر جاتی ہیں

پہلی کر پئی ہو کر بھرتی نہیں  
بہہ سہم کی طرح دھل جاتی ہیں  
وہ جی حالات سے ہوتی تھیں  
بیکریل جاتی ہے  
میں کیل کا کچھ کھاتی تھیں  
میں کا نام دھو جاتے تھے وہاں  
بہہ سہم جاتی ہیں

### افراد سیف

سنو اپنراک کام کرتے ہیں  
پناہوں میں سے سب میری ہوتی تھے  
نوں کے بعد بچوں کی ہمتیں تھے نام کرتے ہیں  
کے تھے اپنا رعبت یہ جہتیاں وہاں کرتے ہیں  
میں نے کئی کئی گئے تھے وہاں وہاں کرتے ہیں  
میں ہی عشق و محبت کی بات کرتے ہیں  
انہی بات کے سارے میں نے کئی کئی گئے ہیں  
اپنے تھے ہیں  
اس کے چھائی ماہ سے نہا نہ محبت کچھ میں  
شہزادی عشق و محبت میں لوگوں کو کرتے ہیں  
کے تھے یہ میں افراد محبت اور محبت

روزانہ بچت 209 جون 2015ء

اکسہ شادی کے بعد

اکسہ شادی کا

استقبال کرنا

### مکمل

### نورانی شادی

### دل کے آگے میں

میرے ساتھی  
کچھ بول گئے ہیں کچھ بول جاتے ہیں  
پیلو دھنی کے ماہر کے  
ہر نوخیزوں چاہتوں کے  
میرے محبت کے غم کی شوق کے  
بہہ سہم کے  
میرے بارش کے، بہہ سہم کے  
جہاں کے  
میرے ساتھی  
کچھ بول گئے ہیں کچھ بول جاتے ہیں

### میرے محبت

### میرے

میرے شادی ری  
اکسہ شادی کے بعد  
میرے دل کو بھاری  
اکسہ شادی کے بعد  
ابھی میری تم دقت کے پکڑوں میں مذاق  
وہ محبت کی بازی

### اکسہ شادی کے بعد

جائے دوکان سا تھا میرا  
ہم بکڑے گئے جس میں  
دھلت گیا افراد میرا

### کاش کاش

لو کیاں کاش کاش کرتی ہیں  
جب میں کی رہا خوش میں  
جب باپ کی لڑائی میری گود میں  
جب بہائی کی محبت میری چھائی میں

روزانہ بچت 209 جون 2015ء





میرا درد میرے غزل میں ہے

میرا درد میرے غزل میں ہے

کبھی تنگ نہ ہو اس طرح

میرے غم میرے گلاب ہوں

کبھی مسکراؤ تو اس طرح

میری دھڑکیں بھی اس طرح

کبھی چوٹ کھاؤ تو اس طرح

جو تکیں تو میرے عشق سے

کبھی راجے، کبھی مہاراجے

کبھی دھوپ چھاؤں میں تو درد

یہ جھکت دل کا تم سے

نہ کسی کا خراب جان

نہ کسی سے اپنی غلطی کو

ہوں ہی خوش دہوں ہی خوش بہار

نہ جو تکیں نہ سنو تکیں

کبھی دل دکھاؤ تو اس طرح

نہ سن تکیں نہ سن تکیں

کبھی بھول جاؤ تو اس طرح

کسی لمحہ جان سے گزریں

کبھی یاد آؤ تو اس طرح

ظاہر حسن

دعویٰ

زندگی کے ہر لمحہ دہرائے دو تم

تم خود ایک کتاب ہو سمجھا کہ تم

ہر واقعہ تمہارا کہتا رہا ہے تم کو

ہر دھڑکنے کی حقیقت سمجھا رہا ہے تم کو

یہ کتاب تمہاری ہے تم مالک ہو اس کے

اور ان اس کے بچتے رہو تم

فرخ سلطانی

غزل

غم میں وہ ہے ہونے کلمات دلا دیتے ہیں

لوگ جب ہم کو محبت کی سزا دیتے ہیں

دل سے ہر نفسی سسٹ کو جتا دیتے ہیں

آزاد آج اسے دل سے جتا دیتے ہیں

شب کی آنکھوں سے رنے پہ جب آنکھیں

طاف پر جلتے چٹانوں کو بجھا دیتے ہیں

وہی ہے جو بدل لیتے ہیں آنکھیں اپنی

لوگ جب ہم کو محبت کی سزا دیتے ہیں

اپنی آنکھوں سے ہم کو جس سے مل سکے نہیں

اپنی نظروں سے وہ جب ہم کو لکھتے ہیں

ہم کی خدمت میں کیا ان کی نظر

زندگی آؤ تب ہم ان پر لکھتے ہیں

غزل

آفریں میں یادوں کے خزانے بھی تھے موجود

تم سے میرے لئے کے جانے بھی تھے موجود

گو دل پر تیرے ہجر کی یہ چوٹ تھی تھی

کچھ دل میں میرے غم پرانے بھی تھے موجود

آجیب زندہ گھر میں وہ تھا تو نہیں تھی

بشار ہندوں کے لٹکانے بھی تھے موجود

دیکھی نہ کسی نے بھی میرے درد کی تکلف

نفس بھی تھا انکسوں کے خزانے بھی تھے موجود

جب ہم کو بڑے کرب سے یاد آئی تھی گھر کی

بلک جو تھا ہندوں کے دہانے بھی تھے موجود

اب چاند سے بھی تھی سیاہ زلف کی ٹانگی

میرا بھی تھا مانیوں کے لٹکانے بھی تھے موجود

جب آجیب زندہ غم اور پکڑتا تو سہلائی تھی فطرت

نزار پرندوں کے خزانے بھی تھے موجود

نزار آنکھوں میں کھلے ہوئے پھولوں کی طرح تھا

ہنسی ہولی نظروں کے نشے بھی تھے موجود

تو وہ میرے اس شہر کا چاند تھا ہر چہ تھی واجبہ

میں اپنی بھی تھی تو سوں کے زمانے بھی تھے موجود

پرویز اکبر راجہ گیلانی

چاند ادب کا شہر تھا

اس وقت دل میں میرا تھا

میں نے دیکھا نظر ہجر کے ہر لمحہ

نہم دیکھ کے وہ پہلو بہ D رہا

زندہ گھر میں میرے کئی خواب میرے

میں نے اپنے ساتھ کے ساتھ چلا رہا

ساتھ نہیں گزرا کبھی رات نہیں

بنت تھی خوشی زندگی کا ہر لمحہ

کھائے ہیں غریب کسی کی دکان میں

کے ہندوں کا دل میرے سے مل گیا

محمد اسلم بادی

غزل

مجھ سے ایک بار جو کہا تھا

تو اکیلے نہ تم سہا تھا

نہ محبت تو دل لگی ہی تھی

تم سے مجھ سے ہوا رابطہ تھا

تم نے جہانم کر دیا درد

دگر میرا بھی بارہا تھا

آگ غرت کی جو رہا دیتے

تو یہ گھریں نہ جل رہا تھا

انتہیہ پابست کا کہ جس سے سحر

آگہ کیا دل میں بھی رہا تھا

اس بات پر زور

غزل

وہ خواب زندگی کو سنوٹا ہوا دیکھا

ہر پہلوئے حیات نکھرتا ہوا دیکھا

ترک جہد سے پہلے جو کرتا رہا ہر وہ

کلی شام کو عام گزرتا ہوا دیکھا

انہوں کو لپٹے ہی دیا کرتے ہیں دھوکا

سائے میں آکے سائے کو مرنے ہوا دیکھا

انہوں ہی اتنی میرے خیالوں پہ چھاگی

خوابوں میں بھی رہا کو بھرتا ہوا دیکھا

نہروں بھی تیری قابلِ حقین ہیں سادہ

سپنوں کا گل لپٹے نکھرتا ہوا دیکھا

سید ساجد

غزل

میرا درد میرے غزل میں ہے

میرا درد میرے غزل میں ہے

کبھی تنگ نہ ہو اس طرح

روزانہ 2015

روزانہ 2015



میں تم کو جیت لوں گی ہار کر بھی  
میرے چہرے میں اتنے حوصلے ہیں  
یہ آنکھیں دید کو زخمی ہوئی ہیں  
تمہاری یاد ہے نہایتیں ہیں رنگ ہیں  
یہ چاہت کس کی کو اس آئی  
کہیں پر دل کی بات ہے جلتے ہیں  
تمہاری راہوں میں لگے ہوئے ہیں  
تمہارے واسطے ہی وہ جلتے ہیں

### غزل

زندگی اک سیلا ہے خوشی کا  
جو چاہے کچھ پانہ قیمت چکاتا ہے  
اک لکڑی ہل پل بکاتا ہے جریاں  
جو چاہے لیتا قیمت چکاتا ہے  
ہنسی ہو یا مسکراہٹ  
سب کی اپنی قیمت ہے جریاں  
زندگی اک سیلا ہے خوشی کا  
جو چاہے کچھ پانہ قیمت چکاتا ہے  
گر مل جائے خوشی تمہاری  
مے بھر کر ہوتی ہے یہ خوشی  
زندگی اک سیلا ہے خوشی کا  
جو چاہے پانہ قیمت چکاتا ہے

زاہد صدیقی

### غزل

دہ سائے ہو تو کتنا ہے نلک چاہیے  
پیلے یوں سے میرا دل اس کے لیے رنگ چاہیے  
اس کی نظر میں جب اچھیں ایک یوں تو گزراں  
پھر ہوا کیوں میرا دل جھڑک پڑا ہے  
ماگی ہے حد سناں کی کہیں نے امانی  
جیسی تو ہر جگہ ہے وہ نلک چاہیے  
کل ساری شب اچھیں اچھیں  
نہیں کہتا ہے شہر نلک چاہیے  
یوں ہی تو چھیں سارے کوچہ رنگ چاہیے  
جیسے کتا ہے جیسے کتا ہے کتا ہے  
باد بار میرے پاس آخر کب تک پڑا ہے  
سوچا ہے اس کے رنگ مرگزار کی دکان چاہیے  
دیکھا ہے آجے میں اچھیں میرے غلام پہ نلک چاہیے  
کہیں ایسا تو نہیں وہداں اس کا مکی پکارا ہے  
جیسی مرے سے میرے خواب میں رنگ چاہیے  
مرنام نہ محبت کا کبھی ڈھنڈو نہ چلا  
دیکھا ہوگا تم نے بھی جگہ جگہ کاک چاہیے  
محفل میں رقیب کا صرف ذکر ہی تو ہوا  
نہ جانے کیوں آنکھوں سے آنسو چٹک چاہیے

غزل بانی شکر شاہ نے میں ایسا لکھتے کیوں یاد رکھنا  
رو 13 اگست 2015 [212]

میرے دل سے لکھا تھا کہ وہ گزراں میرا نلک چاہیے  
نہیں شکر شاہ نے پاس نہ اب

### م

ایران بہتے ہیں  
امسال سے تکلیف کر رہے  
ٹوپیاد کر رہے  
ذرا جہل کر رہے  
سحر کی تپتی ریت سے  
آ کر رہے چھا  
ٹوٹے ٹوٹے پانی کی  
اک جہل کر رہے

میرزا غلامی شکر شاہ نے لکھی میری ماضی  
میرزا غلامی شکر شاہ نے لکھی میری ماضی  
اب اس لکھی شکر شاہ نے لکھی میری ماضی

### تھا

امید وصل اک خواب  
اک مراب  
اور اس مراب کا ماضی  
عمر بھر کی تلاش  
وحشت زدہ کی زندگی  
رہنچہ بھر میں بکڑی ہوئی  
ترقی ہوئی بکڑی ہوئی  
اور اس زندگی میں  
میں...  
اک لکھی... عہدا...

### غزل

دہ پتا ہے میرے سن کا  
وہ خواب ہے میری آنکھوں کا  
میں ہر دم اس کو سمجھتی ہوں  
وہی گھر ہے میری سوجھن کا  
ریت اس کو کبھی نہ دکھ دیتا  
جہ کچھ بنا میرے ہر دکھ کا  
میرا چہرہ چھل سا کھل اٹتا ہے  
میں چہرہ دیکھوں جب ماضی کا  
اس کا آہ عید کی فوج بنا  
دہ پتا ہے میرے آنکھ کا

سرواح

☆—☆—☆

رو 13 اگست 2015 [211]



# سفرِ حبیب

افضل علی..... بھکر اچھی بہت سی غلوں کے مالوں کو رکھوں کے مہر و تمام پانچے والوں کو انشاء علی کا سلام قبول ہو، السلام علیکم۔ گوشہ آگئی میں جانا یا کی خوب صحبت کی اور "ردائے جنت" کے اصول و معنی سے بہرہ ور کر جب آگے بڑھے تو جبار فرشتے نے بہت ہی خوبصورتی سے "سبز دلوں کے موسم" دکھایا جو کہ میرے اچھا ناول "د۔ طرح ناز کا انسان" میں "نولی سا تھا" خوب صورت جاموں کے ساتھ نما حسین کے انسانے "انمول لہو" ایک بار پھر اس واقعے کی یادیں تازہ کر دیں۔ انشاء علی کا انسانہ "دل کے ارمان" میں جیتوں سے روشناس کرنا تھا۔ جو "عشق میں جی دو" عشق ہی جانے" ناکہ طارق نے ہالہ خرخرن کا پاسٹ ایکسپوز کر دیا۔ اختتام کی طرف بڑھتا ہوا دل اچھا "د۔" "مرف زانوں کی نگلی" نام ہی اتنا خوب صورت تھا کہ اس نے کئی دیر تک سحر میں بکڑے دکھا۔ انسانہ بھی کافی اچھا دلی مائیکر ایس کا انسانہ "گلست" "عمہ قنادی" میں گہرا لہو میں لہو ہی چھپتی کو جس کمانی کا زوید اور پیسے کانے کی شکن سمجھا لیا جاتا ہے۔ مطلب اس نے بھی ایک ہی صوفی موضوع کی نشاندہی کی جو لوگ شہر کے چارے پر کھڑے ہو کر غریبوں کے نہیں جھٹکتے اپنے گھروں میں وہی لوگ لڑتے ہیں جھٹکتے ملک کو بدلتے تو اس کی شرمات گلی گلی سے جہیں جگہ اپنے گھر سے کرنی چاہیے۔ شہید غلام کا نام دوسری بار دہرایا دیکھا نام

دیکھتے ہی پہچان تھی پہلی تحریر کی طرح یا انسانہ بھی اچھا ہو گا اور واقعی میں نے کچھ بڑا بہت تحریر کیا ہے میں بہت ہی اچھی بات کہنے والی۔ گھر والی اور شازہ کی کی اقسام دیکھنے میں بہت شگفتہ ہوئی اور شازہ کی کر لود پڑھ کر حروہ آئی۔ قردش آئی تھیں وہ ایک نامور آچکا ہے۔ ہالی تمام سلسلے بھی کر رہی ہیں۔ اب بات ہو جائے سندھیس کی قردش کی تمام دیکھ کر بہت خوش ہوئی آپ کی کثرت ذول اور ہر طرف سے پھر سارا پیرا آپ مہر ویت کے باعث غلامین کو پانچیں مگر سندھیسے ضرور پر جی ہیں۔ تو میرا سندھیسے بہت شگفتہ کر لود سے سزا دیکھ کر کیوں کہ آپ کی نگلی "انمول لہو" کی طرح آپ کی سکرانہ بھی بہت پیاری ہے۔ سندھیسے میں ہالی سب نے بھی خوب دقت لگائی پیاری ہی تھیں اور مانہ نازی، رابعہ انضال، مہرین، فرخ ناز، شازہ اور انہی ہی مہر ویت آپ سب کا بہت شکر ہے۔ سندھیسے کو پسند کرتے گا۔ میرے کیسے عام سے قلم خاص ہو جاتے ہیں جب وہ آپ سب کی پسندیدگی کی سنا تھا دیکھا کہ جس کو آپ سب کا دین و مائیکر ہجلی کی قہر دل سے منظور ہوں۔ رابعہ انضال، مہرین، فرخ ناز اور رابعہ مہر ویت آپ سب کے قیمتی مسدے پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ زائد ہالی آپ کی طبیعت بھی تھیں دقتی۔ فرخ ناز دقت کے نانا لہو کی طبیعت بھی ٹھیک تھیں۔ جب کہ پیاری پیاری مائیکر ہجلی کی دقت بھی کافی ملتی ہیں تو ان سب کے لیے خاص

اور سب سے زیادہ سب کو اپنی دعاؤں میں اور سب کے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قلم ہریوں کو قلم کامل عطا فرمائیں، آمین۔ دوستوں کے نام پیغام میں قردش ملک اور رابعہ ناز اور انہی انمول دعاؤں کے تحفے کے لیے شکر ہے۔ بہت ہی مہر ویت آپ کا پیغام پڑھا اور اللہ آپ نے سب دوستوں کو یاد رکھا یہ ایسے دوستوں کی نشانی ہے۔ کچھ میں آپ کا پیغام بہت عطا تھا اور ساتھ میں آپ کا شکر ہے آپ نے میرے ساتھ میری بہن کو بھی یاد رکھا۔ ڈیڑ ماہ بعد انضال خان ہمیں آپ کی دقتی باخشی قبول ہے۔ واقعی ایسے دوست زندگی کا قیمتی اضافہ ہیں اور مجھے ردا کے قلم سے آپ بھی بہت سی پیاری دقتیں ملی ہیں۔ اب بات ہو سب سے خاص پیغام کی بہت شازہ دعاؤں و مبارک بار کے ساتھ ساتھ قبول آپ کو آپ کی زندگی کا خوب صورت دن مبارک دعا ہے کہ آپ کا ہر دن ہی خوب صورت گزرے۔ ہر دن عید و شب، روز و رات، سب بہت خوش ہوئی جو تم نے اپنی خوشیوں میں ہمیں بھی شریک کیا۔ خدا جس میں ہمیشہ خوش رکھے۔ اپنی میرے غلوں کی میں بہت شکر ہوں آخر میں دعا ہے کہ ہالی تمام ہجلی بہنیں ہمیشہ خوش رہیں ہمیشہ ہی مسکرائیں اور خوش رہیں۔ انشاء علی سب کی دوست انشاء علی کا بہت شکر ہے۔ بھکر اچھی

ایک مہر ویت ناول کی نگہ ڈالیں اور آگے مہر ویت کے ساتھ کہ میں اور آگے نہیں پڑھ سکی جیہ ردا ڈائجسٹ اتنی لیت لیتا ہے کہ میں با شگن سندھیسے میں شامل پائی ہوں۔ میں ہر ماہ سندھیسے میں شامل ہوں سکوں بلکہ سب کے بارے میں گفتگو بھی دے سکوں اور اسی میں ایک بات اور دیکھ کر نا چاہوں گی کہ میرا سلسلے دار ناول "تیرے پیار کی خوشبو" اختتامی مراحل پر ہے آپ سب سے درخواست ہے کہ قردشوں کے ساتھ مجھے میری غلطیاں بھی بتائیں تاکہ مجھے بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملے میں ہر سلسلے بہتر لکھنے کی کوشش کروں آپ سب کی دعاؤں کی طالب۔ بھکر اچھی

پیاری آئی السلام علیکم! اور مائیکر ہجلی ہیں آپ سب سے پہلے تو آپ کو اور نورین کو رمضان المبارک کی آمد کی دلی مبارکباد! اللہ آپ سب کو ایسی ہزاروں مبارک ساتھیوں دیکھنا نصیب کرے، آمین۔ آج بھی کو کھانا۔ کچ دقت پر دھال جاتا ہے بہر حال اب بات ہو جائے ہالی کے ردا کی تو چناب ہمیشہ کی طرح گوشہ آگئی کی خوب صورت خوشبو دار باتوں سے معمور ہوتے ہوئے "ردائے جنت" کی طرف بڑھے۔ جس کی باتیں ہمارے لیے سلسلے راہ ہیں کہ دلی میں اتر گئیں۔ اب بات ہو جائے انسانوں، ناول، ناول سلسلے دار سلسلوں کی جو ہمیشہ کی طرح اپنے چاہنے کے لیے زہروں بکس چھوڑ کر آگے لہٹنے کے لیے بے تاب و بے چین کر جاتے ہیں سورہ اب بھی کہ گنگنا سب بات ہو جائے اس ماہ کے انسانوں کی فرخ ناز کا "نماں" نگاہی اور نقوش کا کردار اچھا لگا مائیکر ہجلی نے "انمول لہو" کی صورت نشاد کے ساتھ کو تازہ کر کے پھر ایک بار سب کو ادا کر دیا۔ انشاء علی کی "دل کے ارمان" ہالیانہ دم در داج پر بہت خوب ہم ادا کیا۔ مہرین "راز" میں قلم چل جائے گا۔" نے بھی اپنا رنگ بکھایا۔



فہم فیاض اولاد رہا اخبار قائم کرنے کے کر سکا  
تھیں۔ شاہ کوئی کی "نرف زار کی کھلی" اپنے خوب  
مہورت عام کی طرح بڑی خوب صورتی سے ابھی  
ابھی ہی تحریر تھی جو بڑی مشکل سے سلجھ پائی۔ عائشہ  
الیاس کی "فکست" میں ہے چارے آصف پر ترس  
آ رہا تھا۔ علیہ ہجرت "جزم" پڑا کہ ہم بھی احساس  
جزم میں گھر گئے کیلئے کہ ہمارے گھر میں کام کرنے  
والی بچی کم عمر ہے وہ ذات پاری تھی "نورانی لاری"  
کی جس کے سادہ ہی انتخاب بہترین تھے۔ خاص  
کر فیض دہریہ اور امجد اسلام امجد کو بچہ بچہ کر دل  
خوشی سے ہانچ ہانچ ہو گیا اور اب انگریز کا سلسلہ  
دوبارہ شروع ہوتے دیکھ کر دل ہجوم اٹھا۔ ایک ایک  
کے پر پڑنے والی اقبال کا انداز پڑا کہ حروہ آگیا  
خاصی دلچسپ باتیں جس حالانکہ میں ایف ایم سٹی  
میں بھر بھی پڑھنے میں مزہ آیا۔ اسی طرح یہ سلسلہ  
اب ہمیشہ جاری رکھیے گا۔ اس بار میں اور خوشبو  
ہیش کی طرح زبردست ہے۔ خاص کر حدیث اور  
اس ماہ کا کچرا ہمارے کہنا میں جاری تھی اور طیلہ  
دوم حضرت عمرؓ سے لے کر تمام تطہیں خزیں ابھی  
میں ماب اجازت۔

**ضربہ ضرید.....**  
روائے دینی کو سلام غلوں غرض ہے۔ مٹی کا ردا  
ذرا تاخیر سے مگر پرے رنگوں سے حریں اچھ کیا آیا  
بہاری تو عید سے کل عید ہوئی ایک ہی دن میں ردا کو  
ہوں پر صابن ایک سی سانس میں گولی چٹ پٹی جات  
جت کر جائے۔ پائیل میں مکمل ہندی کی غور طلب تھی۔  
"گھر آگئی" میں آئی نے لکھنوں سے پہلوں کے  
کہنے پر آگئے۔ آئی آپ کی صحبت نے انکا اثر کر دیا  
ہے کہ اب افسانہ لکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔  
جہانمات سے بہت کچھ نہیں چلا۔ "روائے جنت"  
ہیش کی طرح دل و دماغ کو مہل کرنے والی سلومات  
سے حریں۔ سلسلے دار تاڑ میں شادیہ بی کے ہیش

کی طرح فیضیہ عمران اور بھی رہی تھی حجاب سے  
عائیک سلک کر کے ناک کی تک پہنچے ناک کی آپ کی  
تحریر اب جو ہیں پر ہے۔ خوشی کی شہ رنگ کے  
نشان کو مایاں کرنے کا مہر ہے مدد شاہ کن تھا۔ بھگتی  
مناظر تھی سے ہوتے ہیں مگر لکھدی کا امانا تحریر ہوں  
میں جان اداں رہا ہے عیسا کہ ناک کی کاظم محرکہ  
ہے۔ قمر دینی کے اداں میں والے آج کل مہلکی  
قلم تر جا بہت سینے ہوئے۔ روز نکل کے روئے پر  
انکا لہر والے اور ارتھو بکھی تھی آتا ہوگا جتنا میں  
آتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں عورت بھائی اور  
شوہر کے درمیان گمن کی طرح ہوتی ہے۔ مکمل بادل  
میں جیا تر بیٹھی ہے تنہا کہ عمالیا تو کار کا جیتر بھائی  
بچہ دار اور پار دل تھا۔ وجدان سے ہم زیادہ متاثر  
ہوئے مگر صہ ملائیں ایذا ہوا کہ شاید ملی آپ کا  
موضوع کا جواب تار کا سٹی ہے اور اعجاز  
زبردست تھا۔ عائشہ الیاس، عائشہ، انشا علی  
امبرین، شہینہ، قاضی سب نے اپنے اپنے اعجاز میں  
حق اور جامع لکھ کر مجھے کیا کہ ہم ردا کو افسانوں کی  
مرز میں بونی نہیں کہتے۔ قلم باز ایک تحریر جو ہم  
پوری پڑے ہمارے چھوڑ سکد ل بہت لیا دوست۔ گاہ  
کول بیکل اور ہر زادن کی مٹی کی تھپتھپ ہے  
ایک ہر اگر ف تمام افسانے کی جان تھا۔ افسانہ  
ملہو احمد کا انتخاب "جہانمات" سے تھا۔ نورین  
احمد اپنے اس دماغ میں کوئے کہ ہیش کی طرح سپر ہوتے  
ہیں۔ صاحبکار اس بار میں ہری میں حریں کا تھا۔  
رہا نور آپ نے نورین ملک کے بارے میں جو کہا  
اس میں اپنی رائے کے بلور ایک مختصر قصہ بیان  
کر دیں۔ دو بچے آپس میں لڑ رہے تھے ایک بچہ ہے  
بھری ماس مجھ سے سب سے زیادہ یاد کرتی ہے۔  
دوسرے نے کہا نہیں بھری ماس مجھ سے سب سے  
زیادہ یاد کرتی ہے۔ تیسرے نے کہا نہیں بھری  
ماس مجھ سے سب سے زیادہ یاد کرتی ہے۔ چیمبر

بچے نے کہا بھی لڑائی میں کم دونوں کی ماس میں اپنی  
اپنی جگہ تم دونوں کو بہت یاد کرتی ہیں تو چھتے ہیں  
نے کہا بھی لڑائی اس بات کی تو ہے جب کہ (دونوں  
بھائی ہیں) دونوں کی ماس ایک ہی ہے۔ پس جان  
لیجئے کہ ہمارا بھی دینی ہے جو آپ کا ہے۔ ردا کی  
بات کریں اور سند سے کا ذکر ہونا ممکن ہے۔ اس بار  
نہ مہر دوف و صبر لکھوں نے سند سے میں دوست لگا  
رہی تھی۔ قمر دینی خوشی نصیب تھے وہ مام جیتر  
کے جو آپ کے قلم سے ادا ہوئے۔ کتنی آرمائی آپ  
کی بار ایک بین نظر کو سلام۔ مانجے غازی پار دل سلم  
بیک عمر میں ذرا جلدی میں نظر آئی۔ مگر مہر دوف  
ناز، زبہدہ بھائی، شاہد علی مختر مگر جامع تجربہ تھا۔ جا  
مہلانی آپ کو کتنا خوشی تھی جس ہے آپ کا نام ہر  
سب پر اچھا لگتا ہے۔ آپ کا بادل آپ کے  
سند لکھے اور پیغام کی ہر سطر سے عیاں ہوتا ہے۔  
"انتھانہ" پر ایک کی تحریف ہر ایک کے پس کی بات  
نہیں کہانی کا قلم لکھا گیا ہے دوست۔ مکمل انشا علی  
ہماری انت کہتے تھے آپ کی ہر ایک سے کھلکھاتی  
نصیحت ہمارا دل جیت لیتی ہے۔ لکھنوں میں چاشنی  
اور غلوں کا اثر لے لے آپ کی اللہ لکھی بہت پسند ہے۔  
راجہ افضل خان کی دینی کی تاثیر کے بارے میں  
پڑھتے آئے تھے آپ سے مل کر تحریر بھی ہوا تھا  
تھی میں دو کتابوں کے تھیں ایک ہو جاتے ہیں  
آپ نے مل کر جانا۔ آپ نے دوستوں کے نام  
پیغام میں مختصر بیان کی بات کہ دی ہم نے پوری تو  
میں کہا تھا کہ میں بادل سنتے ہیں دوست۔ شاہ کول  
آپ نے اپنی خوب نصیحت یاد کو ہم سے شیتر کیا  
تھی۔ اتار دیا مائی اعجاز اور بیان قلم لکھے  
سب کو کیا۔ جس طرح باسین بھائی کا آپ بھائی  
نہا رہے ہی اللہ آپ کو دیا خوشیوں سے لوارا ہے  
انہیں۔ لہذا ہر مطر کے ساتھ اجازت۔  
نفسہ ظریف.....

رداء انجست 317 جون 2015

السلام ملکہ صالحہ آئی، نورین اور تمام مزاج  
قارئین کو محبت بھرا سلام۔ ہیش کی طرح اس بار بھی  
مہر دوف رک رہا تھا۔ "گھر آگئی" کا تو ایک ایک  
لفظ دل میں اتر جاتا ہے۔ نوراے شکر میں نے بھی  
ذاکن نہیں کر لیا ہے۔ بہت شکر ہے آئی۔ ردا کے  
شاعرے میں آئی کی تحریر "مقام سفر" کی آخری سطریں  
بہت کا مہر ہیں۔ بے شک جدوجہد میں ہی  
کا مایاں بچی ہوتی ہیں۔ "روائے جنت" ہے  
شک ایک ایمان افروز سلسلہ ہے۔ سلسلے دار بادل  
"تھو سے مانگوں میں تھو کو" شادیہ مصطفیٰ بہت مہر کی  
ہے آگے بڑھا رہی ہیں۔ قمر دینی کے قلم سے  
تحریر "تیرے پیار کی خوشبو" نے بلاشبہ ہم سب کو  
سحر کر رکھا ہے۔ مکمل بادل "میزوں کا موسم" بیا  
قریبی کی خوب صورت تحریر تھی۔ "ایک تھی نہناب"  
شادیہ علی نے خوب لکھا۔ عائشہ الیاس کا افسانہ  
"فکست" ایک حاس موضوع پر مبنی تحریر تھی۔ بہت  
پسند آئی۔ ساتھ ہی ردا کی وہ سب مصنفات جہاں ماہ  
میں شامل تھیں اور جو نہیں تھیں ماشاء اللہ سب ایک  
سے بڑھ کر ایک ہیں۔ فرخ ناز مٹی، ہما حسنین شاعر  
کول، امبرین ناز، علیہ احمد، شہینہ فیاض، انشا علی  
آپ سب کی تحریروں میں پچھرتی نظر آئی، ردا بڈن۔  
سندیسوں میں انشا علی ہیش کی طرح نمایاں  
رہیں۔ اسی طرح مانجے غازی بھی بہت مہر کی سے  
تجربہ کرتی ہیں۔ مائی سلسلے ابھی زبرد مطالعہ ہیں۔ آخر  
میں ان تمام قارئین کا بے حد شکر ہے جو میرے بادل کو  
پڑھ رہی ہیں۔ آپ سب کی تحریف اور تنقید دونوں  
میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ سب کے لیے  
رداء اور پیار۔ ہمیشہ خوش رہیں۔

**دلچسپ گفتگو خاتون.....**  
بہت ساری رداؤں اور پر غلوں محبت سے ممکن  
رہا کہ انشا علی کا سلام ہوتا ہے پڑے تمام لوگوں کو  
کون ایک ہی کار راجوں ہی ہمارے ہاتھوں میں آیا

رداء انجست 317 جون 2015









ایک پاؤ	سوی	ایک کلو	نہ
چھوڑ	مہولی الائی	ایک کلو	نہ
ایک پاؤ	سوکا دودھ	ایک کلو	نہ
آدھی	پانام پتے	دو کھانے کے بچے	ارک
پھٹا ک		5 لی اسپن اسی ہوئے	چھ
دن بھل اسپن	کھی	5 لی اسپن اسی ہوئی	کھان
ایک پاؤ	چینی	5 لی اسپن اسی ہوا	کھو
کھو کھپ:	کھی میں ملائی ڈال کر بناؤں	5 لی اسپن	سوف
کریں۔ سوئی بھون کر گنگ برتن میں ڈال کر ایک		5 لی اسپن	سوف
بازل میں کھوپر اچھی سوکا دودھ پانی ڈال کر گاڑھا		5 لی اسپن	سوف
پیسٹ بنا لیں اور سوئی میں شامل کر لیں اب تمام		5 لی اسپن	سوف
اگر پیسٹ کو خوب اچھی طرح بھون لیں کاج کی چائنا		5 لی اسپن	سوف
اش میں ڈال کر پتے پانام کھرے ہوئے سے		5 لی اسپن	سوف
ڈیکھتے کریں ہلار مہاتوں کے آگے پیش کریں۔		5 لی اسپن	سوف
(ریما، کن۔ کراچی)		5 لی اسپن	سوف
جیسو آبادی بگھلے بسنگ		5 لی اسپن	سوف
لہجہ		5 لی اسپن	سوف
ہرے رنگ		5 لی اسپن	سوف
کھوپر		5 لی اسپن	سوف
موتگی		5 لی اسپن	سوف
آدھا پاؤ		5 لی اسپن	سوف
آدھا پاؤ		5 لی اسپن	سوف

فطرت، لاپرواہی یا بیکاروں کو روک دے گا۔ ہم تو روک دے  
 دے ہی پکارے ہیں۔ جن میں میرے  
 (مصابیح) انہی اے پارتوں کے استکان ہیں رہا کیجیے  
 کا خیریت سے اٹھ کر جائیں۔ اچھا اب اجازت  
 طلب کرتے ہیں رب کی رضا ہوئی زندگی نے مہلت  
 دی مہلتوں نے رفا کی تو آئندہ بھی آپ کے  
 اور ازلے پر دستک دیتے رہیں گے۔ پیارے وطن  
 کے لیے ڈیڑھوں بھلائی سبکے ساتھ آپ کی بخشش  
 مصباح مسکن اور اپنے وقت کی جہازت پانچ ہیں۔

**درختان فضیلتہ.....**  
 پیاری صالحی آنی السلام علیکم آئمہ کرامہ رضائی کے  
 آپ اور روکی کی ہم کی خیریت ایک مطلوب پانچ  
 ہوں۔ اس وفد بھی رہا بہت لیٹ گیا۔ پانچ کھل کر  
 کے پانچوں پر کی مہنت ہی خوب صورت تھی  
 اپنی حمد و ثناء کر بہت خوشی ہوئی۔ "کوشش آگئی" کے یہ  
 جتنے زندگی کے ہر روز پر کام آگئے۔ "دو" سے  
 زندگی بھی نہیں گزرتی جتنے سے کل ہو جاتی ہے۔  
 "مہر والوں کے لیے پانچ" تمام ہی کہانیاں  
 بہترین تھیں۔ انہوں میں عاصمین کا انمول لہو  
 بہترین تھا۔ انہوں نے ساتھ دیا اور کو اپنے ہم سے  
 جس وقت انداز میں کسا وہ قابل تریف ہے۔ مائتہ  
 الیاس کی شکست بھی اچھی تحریر تھی۔ پیچھے نے دنیا کو اپنا  
 نظام بنا لیا ہے۔ دنیاوی خواہشات میں جتا ہو کر عشق  
 خدا کے حقوق پر غصہ بھول چکا ہے۔ دل دن مائتہ  
 چار کول کی منگنی کا پڑھ کر خوشی ہوئی بہت بہت  
 مبارک۔ تعلیم بھی تقریباً سبکی کی اچھی تھی۔ اللہ  
 پاک تمام ہمارے ہر روز کے ہم کو رہا کرے تاکہ وہ اپنی  
 تھار سے ہمیشہ روا کھالی رہیں۔ دیکھ امید ہے کہ  
 رہا سے جو نیازت جڑا ہے وہ حریہ مضبوط ہوگا۔ نیک  
 تھناؤں اور دعاؤں کے ساتھ اجازت دیجیے۔

**دوسرے آڈیو.....**  
 السلام علیکم پیاری آنی صالحی اور ہر مخلص کی











# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ عمدہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کے غزل کیلئے

### ہم خاص کیوں نہیں؟

- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزوم اہل لنک
- ✧ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود نواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور معنیوں کی منتخب سی مکمل بیج
- ✧ ہر کتاب کا الگ ٹیٹل
- ✧ ویب سائٹ کی آسان برؤزیٹ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈبڈ نہیں
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے
- ✧ کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف
- ✧ سائزوں میں ایلوڈنگ
- ✧ ہر کتاب کی اپنی کاپی لینڈ
- ✧ عمران سیریز اور منظر نگار
- ✧ ایب صفی کی مکمل رینج
- ✧ ایڈ فرائی ٹیکس، ٹیکس کریسیٹل

We Are Not Waiting WahSine

ماہ ویب سائٹ ہاں ہر کتاب نوٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں، ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤن لوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مستعارف کرائیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library For Pakistan

Like on Facebook [fb.com/paksociety](https://www.facebook.com/paksociety)



Like on Facebook

WWW.PAKSOCIETY.COM

RS.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY

FOR PAKISTAN

کی۔ ٹوٹن سید کھنڈر ہر چار سب کی جلد کے لئے شہرہ  
ہوتا ہے۔ یہ جلد کو پوری طرح صاف کرتا ہے اور اس  
کے غلبوں کو نقصان بھی نہیں پہنچاتا ہے۔ اگر آپ کی  
جلد خشک توجہ دینی چاہی ہے جیسے کہ آپ کی جلد خشک  
ہوتی ہے تو آپ کو حیرت انگیز ہوگا اس کی دیکھ بھال کر  
ہوگی۔ خشک جلد کے لئے ایسے کھنڈر ہیں جس میں  
ایکسپرسو پھر ونگ ہو۔ چٹنی جلد کی حامل خواتین ایسا  
کھنڈر استعمال کریں جو جل کے خلاف فوٹو مزاحمت  
پیدا کرے۔

ٹوٹن

جس طرح ہم اپنے جسم کو خشک نہیں کرتے بلکہ  
لیے جن کرتے ہیں اسی طرح ہماری جلد بھی خشک نہیں  
رہنا چاہتی ہے ضرورت سے زیادہ کام اور غریبی  
پر مبنی ہے کہ ساتھ ساتھ جلد کی قدرتی لک سنہ ہوئے  
گنتی ہے یہ کھنڈر لک سنہ اور ان پر غلبیں بھی خود  
ہوئے لک سنہ ہیں۔ جلد کی خشک کا ایک بڑا قائلہ یہ ہوتا  
ہے کہ یہ مسام کے منہ کو بند کر دیتے ہیں جیسے مسام کے  
منہ جس قدر بند ہوں گے اسی قدر وہ دھندلے ہوں گے جلد  
کے اندر داخل ہونے کے مواقع زیادہ ہوں گے۔ ایک  
ہم بھی ان کے اندر محسوس جاسے گا اور مسام بند  
ہو جائیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جلد پر دانے  
پڑتے ہیں۔ نرمی کے ساتھ ٹوٹن کا مکمل کریں اس سے  
آپ کی جلد کی لک پر نور ہوئے گی، جلد تازہ نظر  
آئے گی، مسام کے منہ چھوٹے رہیں گے اور ٹکڑوں  
کے خود ہونے کے قتل میں کمی آجائے گی۔ اس  
مضمون میں جو پانچ مرحلے بتائے جا رہے ہیں، اکثر  
خواتین اس (ٹوٹن) مرحلے کو نظر انداز کر جاتی ہیں مگر  
نہیں وہ مرحلہ ہے جو خوبصورت جلد کے لئے راستہ بنا  
ہے۔ یہ کسی سادہ کیونسی کی طرح ہوتا ہے جس پر آپ  
جس کی بھی تصویر بنا چاہتی ہوں، مائیس۔ یہ بھی ایک  
آپ کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

کما بیچ اور خوبانی جیسے اجزاء کے ماہر و ڈاکٹر ہوں گی اور  
ای سوچنا اس دن کہ ان کی مدد سے آپ کی جلد سورج کی  
مضر شعاعوں، فضائی آلودگی اور وقت سے پہلے بھریاں  
پڑنے کے قتل سے محفوظ رہے۔

ہم اپنے لئے ٹوٹن ایک سبب منتخب کرنے سے پہلے اس  
بات کا اطمینان کر لیں کہ آپ کی جلد کی ساخت کے  
اقتدار سے مناسب ہے۔ کھنڈر ایسا مرکب استعمال  
کرنے کے نتیجے میں کہ جو آپ کی جلد کے لئے سوزوں  
نہ ہو اور پھر چمکتے ہیں۔

✧ خوبانی بطور خاص اسکن گورنر دلائل اور سہولت بنانے کی  
خوبانی رکھتی ہے، تھراپیا ایک سبب استعمال کریں جس میں  
خوبانی شامل ہو۔

✧ خاص جلد کی مالک خواتین کے روزانہ استعمال کے  
لیے ایسا مستقل مرکب بہترین مانا جاتا ہے۔ تھراپیا تمام  
خواتین بات یاد رکھیں کہ روزانہ جانی جانے والی اسکریننگ  
بیک پیئر اور دانت پیئر صاف کر کے آپ کی جلد کو نہ  
صرف تازگی کا احساس بخشتی ہے بلکہ اسے صحت مند اور نرم کی  
مانند نرم دلائل رکھتی ہے۔ اس لیے اسے حسن کی حفاظت  
میں کسی بھی قسم کی سستی سے کام نہیں لیں کہ آپ کی جلد کی  
خوبصورتی میں کمی ہوں سے اور مکمل نہ ہو جائے کھنڈر  
اسکریننگ، ٹوٹن، لور سو پھر ونگ کو اپنے روز کے معمول  
میں شامل رکھیں۔ پھر دیکھیں کہ اس کے کتنے حیرت انگیز  
نتائج آپ کے سامنے آتے ہیں۔

کھنڈر

یہ بالکل سادہ اور آسان عمل ہے مگر اس کو مستحکم  
کرتے وقت اکثر خواتین غلطی کر جاتی ہیں۔ اس سے  
کوئی بحث نہیں کہ آپ کی دھرتی کس قدر خوباب ہے  
آپ کو اپنی کھنڈر بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے جو آپ کی  
جلد کو لال کر دے۔ اگر جلد میں موجود غلبوں کو نقصان  
پہنچے گا یہ جہاں ہو جائیں تو جلد اور زیادہ خراب ہو جائے

WWW.PAKSOCIETY.COM

RS.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY

FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1

f PAKSOCIETY